عمران سیریز
اپ سیکشن
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ''ٹاپ سیکشن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ منفرد انداز میں لکھا گیا یہ اچھوتا ناول قارئین کے اعلیٰ معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ ناول پڑھنے سے پہلے حسب دستور ایک خط اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کسی بھی طرح کم نہیں ہے۔

چنیوٹ سے بابو حمید لکھتے ہیں۔ میں آپ کے ناولوں کا شیدائی ہوں اور پہلی بار آپ کو خط لکھ رہا ہوں۔ چنیوٹ کے ساتھ ساتھ ملحقہ گاؤں اور قصبوں میں بھی آپ کے ناول انتہائی مقبول ہیں۔ ویسے تو آپ کے تمام ناول اپنی مثال آپ ہوتے ہیں لیکن کچھ ناول ایسے ہیں جو واقعی ہمارے ذہنوں میں انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں۔ ہر ناول میں عمران اور اس کے ساتھی جس طرح جدوجہد کرتے ہیں اور دیوانہ وار امت مسلمہ کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا تاروپود بکھیر کر رکھ دیتے ہیں وہ واقعی اپنی مثال آپ ہوتے ہیں۔ تیز اور جان لیوا ایکشن کے ساتھ ساتھ بے پناہ اور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا ہوا سسپنس ہمیں مکمل طور پر اپنے سحر میں گرفتار کر لیتا ہے۔ میری اور میرے تمام دوستوں کی طرف سے ایسے منفرد اور دلچسپ ناول لکھنے پر مبارکباد قبول فرمائیں۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ

آئندہ بھی ایسے شاندار ناول لکھتے رہیں گے۔

محترم بابو حمید صاحب۔ آپ کا اور آپ کے تمام دوستوں کا بے حد شکریہ جو میرے لکھے ہوئے ناولوں کو پسند کرتے ہیں۔ میرے لکھے ہوئے ناول ہر طبقے کے قارئین نہ صرف پسند کرتے ہیں بلکہ مسلسل پذیرائی بھی بخشتے رہتے ہیں جن کے لئے میں ان سب کا بھی شکر گزار ہوں۔ نصف دہائی سے زیادہ وقت ہو گیا ہے کہ میں مسلسل اور نان اسٹاپ آپ کے لئے لکھ رہا ہوں اور آپ میرے لکھے ہوئے ناول اسی جوش و جذبے اور محبت سے پسند کر رہے ہیں۔ میری ہمیشہ سے یہی کوشش رہی ہے کہ میں اپنے قارئین کو اچھوتی اور منفرد جہتوں سے روشناس کراؤں اور انشاء اللہ آئندہ بھی میری یہی کوشش رہے گی۔ مجھے امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

جدید ماڈل کی سفید رنگ کار سڑک پر انتہائی برق رفتار سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جوزف کسی باڈی گارڈ کے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر عمران اکیلا تھا اور اس نے کشمشی رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا۔ کار دارالحکومت سے نکل کر مضافات کی طرف جانے والی ایک سنگل سڑک پر آگے بڑھی جا رہی تھی۔

عمران منہ سے عجیب و غریب میوزک بجا رہا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر یوں لگ رہا تھا جیسے وہ جوانا کی تیز رفتار ڈرائیونگ سے پوری طرح سے لطف اندوز ہو رہا ہو۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی بچہ تیز رفتار جھولے میں بیٹھا ہوا ہو لیکن وہ خوفزدہ ہونے کی بجائے اس سے لطف لے رہا ہو۔ جوانا کے ہاتھ میں کار کا سٹیئرنگ ہو تو پھر کار سڑکوں پر جیٹ بن جاتی ہے۔ کار سڑکوں پر موجود گاڑیوں کے درمیان راستہ بناتی ہوئی جس رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔

سڑک پر موجود دوسری گاڑیوں کے ڈرائیور کانپ رہے تھے لیکن جوانا کو تو جیسے پرواہ ہی نہیں تھی۔ پھر ایک سائیڈ روڈ آنے پر عمران کے کہنے پر جوانا نے کار اس طرف موڑی اور پھر تیزی سے آگے بڑھاتا لے گیا۔ اس سڑک پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی اس لئے جوانا نے کار کی رفتار اور زیادہ بڑھا دی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں کار ایک قصبے میں پہنچ گئی۔ قصبے میں پہنچتے ہی جوانا نے کار کی رفتار کم کر دی۔ قصبے کے کچے پکے مکانات بتا رہے تھے کہ قصبے میں رہنے والے غریب طبقے کے لوگ ہیں۔ قصبے کا نام احمد آباد تھا۔ چھوٹا سا قصبہ تھا لیکن کافی صاف ستھرا تھا۔

''ماسٹر۔ اب تو بتا دو کہ آخر ہمیں جانا کہاں ہے''...... جوانا نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ مسلسل ڈرائیونگ کر کر کے بری طرح سے تھک گیا ہو۔ یہاں تک عمران اسے راستہ بتاتا ہوا لایا تھا۔ کہاں جانا ہے اس کے بارے میں عمران نے کچھ نہیں بتایا تھا۔

''دائیں ہاتھ پر مڑ جانا آگے ایک چوک آئے گا۔ اس چوک پر پہنچ کر بتاؤں گا کس طرف مڑنا ہے۔ فکر نہ کرو اس طرف ایسا کوئی راستہ نہیں ہے جو جہنم کی طرف جاتا ہو۔ ہم جہاں بھی جائیں گے جنت کے راستے پر ہی گامزن ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن شہر سے اتنی دور آخر آپ ملنے کس سے آئے ہیں''۔ جوانا نے اسی انداز میں کہا۔

''جس سے بھی ملوں گا تم خود دیکھ لینا۔ فی الحال ڈرائیونگ پر

توجہ دو''...... عمران نے کہا تو جوانا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ آگے جا کر مڑا اور ایک چوراہے پر پہنچ گیا پھر عمران نے اسے دائیں طرف مڑنے کا کہا۔ تھوڑے سے سفر کے بعد عمران نے اسی قصبے کے ایک چھوٹے مگر پختہ مکان کے سامنے جوانا کو کار روکنے کا کہا تو جوانا نے کار سائیڈ میں روک لی۔

''اب تم دونوں یہیں رکنا۔ میں تھوڑی دیر میں آ جاؤں گا''۔ عمران نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران کار سے نکلا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا مکان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مکان کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر دستک دی تو ایک چھوٹی بچی جس کی عمر آٹھ نو سال تھی نکل کر باہر آ گئی۔ بچی کی نظریں جدید اور نئے ماڈل کی کار پر پڑیں تو اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں جیسے اس نے پہلی بار اتنی بڑی اور جدید کار دیکھی ہو۔

''ہیلو استانی۔ نام کیا ہے تمہارا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ج ج۔ جی میری استانی کا نام نجمہ بی بی ہے''...... بچی نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اس نے بچی کو پیار سے استانی کہا تھا اور بچی سمجھی کہ عمران نے اس کی استانی کا نام پوچھا ہے۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری استانی کا نام معلوم ہو گیا۔ اب اپنا بھی نام بتا دو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی میرا نام کوثر ہے''...... بچی نے کہا تو عمران ایک بار پھر

ہنس پڑا۔

''بڑا پیارا نام ہے۔ پڑھتی ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میں چوتھی جماعت میں پڑھتی ہوں۔ لیکن آپ کون ہیں۔ کیا آپ اس گھر کے مالک ہیں اور کرایہ لینے آئے ہیں''۔ بچی نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں اس گھر کا مالک نہیں ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کون ہیں۔ دیکھیں میرے ابا بیمار ہیں۔ اگر آپ نے ان سے کوئی قرض وصول کرنا ہے تو وہ ابھی اس حال میں نہیں ہیں کہ وہ آپ کا قرض چکا سکیں اس لئے انہیں پریشان نہ کریں''۔ بچی نے بڑی معصومیت سے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''نہیں بیٹی۔ میں قرض لینے نہیں بلکہ تمہارے ابا کا قرض دینے آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''قرض دینے آئے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا ابا نے آپ کو کوئی قرض دیا تھا''...... بچی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ قرض دینے آیا ہوں کا سن کر اس معصوم کی آنکھوں میں عجیب سی چمک ابھر آئی تھی جو عمران سے چھپی نہ رہ سکی تھی۔

''کون ہے بیٹی۔ کس سے باتیں کر رہی ہو''...... اندر سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہ تمہاری امی ہیں شاید''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں''...... بچی نے جواب دیا۔

''ان سے کہو کہ میرا نام علی عمران ہے اور میں شہر سے تمہارے ابا سے ملنے آیا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جی اچھا۔ آپ رکیں میں ابھی آتی ہوں''...... کوثر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کوثر اندر گئی اور پھر تھوڑی ہی دیر میں واپس آ گئی۔

''اندر آ جائیں''...... کوثر نے بڑے اپنائیت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے ساتھ لئے مکان کے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک عام دیہاتی وضع کا مکان تھا۔ صحن میں ٹوٹی پھوٹی چارپائیاں پڑی ہوئی تھیں۔ چھوٹا سا برآمدہ تھا جہاں دو چھوٹے سائز کے کمرے دکھائی دے رہے تھے۔

بچی عمران کو لے کر ایک کمرے میں آ گئی۔ کمرے میں اندھیرا تھا۔ ایک کونے میں چارپائی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی لیٹا ہوا تھا جس کے چہرے پر نقاہت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور اس کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ دکھائی دے رہا تھا۔

''یہ تو سو رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں انہیں جگاتی ہوں''...... کوثر نے کہا اور پھر وہ اپنے ابو کی طرف بڑھی اور اس کا شانہ پکڑ کر ہلانے لگی۔

''ابا ابا۔ اٹھو۔ شہر سے آپ سے ایک صاحب ملنے آئے ہیں۔ ابا۔ ابا''...... کوثر نے کہا تو ادھیڑ عمر آدمی نے آنکھیں کھول دیں اور

دھندلائی ہوئی آنکھوں سے حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔

''کیسے ہو عبدالکریم''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو عبدالکریم ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے کے اعصاب اس بری طرح سے پھڑکنے لگے جیسے یکلخت اسے لرزے کا بخار ہو گیا ہو۔

''اوہ اوہ۔ چھچھ۔ چھچھ۔ چھوٹے صاحب۔ آپ۔ آپ یہاں''...... عبدالکریم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے اپنے اوپر اوڑھی ہوئی چادر ہٹا کر چارپائی سے اترنے لگا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ ہو رہا ہو کہ عمران بھی یہاں آ سکتا ہے۔

''ارے ارے بیٹھو۔ اٹھنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو عبدالکریم بیٹھ گیا۔

''لل لل۔ لیکن آپ یہاں کیسے''...... عبدالکریم نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ میں یہاں نہیں آ سکتا''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر اس کے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گیا اور بڑے محبت بھرے انداز میں اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

''آ سکتے ہیں۔ مم مم۔ مگر چھوٹے صاحب''...... عبدالکریم نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اگر مگر کی کوئی بات نہیں۔ تم جانتے ہو کہ میں کمزور دل کا

مالک ہوں مگر سے مجھے مگر مچھ کا خیال آ جاتا ہے اور مگر مچھ کا خیال آتے ہی خوف غالب آ جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ابا۔ یہ کون ہیں''...... کوثر نے عبدالکریم سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ عمران کے سامنے اپنے باپ کو اس طرح گڑبڑاتے دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔

''پریشان نہ ہو بیٹی۔ میں تمہارے ابا کا دوست ہوں اور ان کی خیریت معلوم کرنے آیا ہوں''...... عمران نے بچی کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے۔ میں سمجھی آپ میرے ابا کو قرض داروں اور مالک مکان کی طرح پریشان کرنے آئے ہیں''...... کوثر نے کہا۔

''نہیں نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں''...... عمران نے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو بیٹی۔ یہ بڑے صاحب ہیں۔ تم جاؤ یہاں سے''...... عبدالکریم نے کوثر کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

''ارے ارے۔ کون بڑا صاحب۔ کیوں معصوم بچی کے سامنے مجھے ڈرا رہے ہو۔ یہ بات اگر سوپر فیاض کو معلوم ہو گئی کہ تم نے اس کی جگہ مجھے بڑا صاحب کہہ دیا ہے تو اس نے لٹھ اٹھا کر تمہارے ساتھ ساتھ میرے پیچھے بھی دوڑ لگا دینی ہے''...... عمران نے کہا تو عبدالکریم بے اختیار ہنس پڑا۔

عبدالکریم، سوپر فیاض کا اردلی تھا۔ عمران جب بھی سوپر فیاض سے ملنے اس کے آفس جاتا تھا تو باہر موجود عبدالکریم سے ضرور ملتا

تھا۔ عبدالکریم بھی اس کی عزت کرتا تھا۔ آج عمران جب سوپر فیاض سے ملنے گیا تو وہ دو دن کی چھٹی پر تھا۔ عبدالکریم بھی وہاں موجود نہ تھا۔ عمران نے سوپر فیاض کے اسسٹنٹ سے جب عبدالکریم کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ عبدالکریم پچھلے کئی روز سے شدید بیمار ہے اس لئے وہ آفس نہیں آ رہا ہے۔ سیکرٹ سروس کے پاس چونکہ ان دنوں کوئی کیس نہ تھا اور اپنے کسی دور کے عزیز کی وفات پر سلیمان بھی اپنے آبائی گاؤں گیا ہوا تھا اس لئے عمران کو اور کچھ نہ سوجھا تو وہ فوراً رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ اس نے جوزف اور جوانا کو ساتھ لیا اور عبدالکریم کے قصبے کی طرف چل پڑا۔ جس کا پتہ اس نے سوپر فیاض کے اسسٹنٹ سے لے لیا تھا۔

''لیکن آپ یہاں آئے کیسے۔ آپ کو میرا پتہ کیسے معلوم ہوا''...... عبدالکریم نے کہا تو عمران نے اسے ساری بات بتا دی۔ عمران کی بات سن کر عبدالکریم کی آنکھیں بھر آئیں۔

''ارے ارے۔ یہ کیا۔ تم رو کیوں رہے ہو۔ بڑوں کے سامنے بچے روتے ہوئے اچھے لگتے ہیں نا کہ بڑے بچوں کے سامنے۔ اور اگر آپ بیمار ہیں تو اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے''۔ عمران نے کہا تو عبدالکریم رومال سے آنسو صاف کرنے لگا۔

''نہیں صاحب۔ میں اپنی بیماری پر نہیں رو رہا''...... عبدالکریم نے کہا۔

''تو کیا بچوں کی طرح چاکلیٹ کے لئے رو رہے ہو''۔ عمران

نے مسکرا کر کہا تو عبدالکریم کے ساتھ ساتھ اس کی بیٹی بھی ہنس پڑی۔

''ابا چاکلیٹ نہیں کھاتے''...... کوثر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابا نہیں کھاتے۔ تم تو کھاتی ہو نا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں۔ لیکن اب میں نے بھی کھانی چھوڑ دی ہے۔ ابا کی دوائی کے لئے پیسے نہیں ہوتے نا تو اماں کے پاس میری چاکلیٹ کے لئے کہاں سے پیسے آئیں گے''...... کوثر نے کہا تو اس کی معصومانہ باتیں سن کر عمران کا دل کٹ کر رہ گیا۔

''کوثر۔ فضول باتیں نہ کرو اور جاؤ یہاں سے''...... عبدالکریم نے ایک بار پھر اسے ڈانٹتے ہوئے کہا تو کوثر سہم گئی۔

''نہیں نہیں۔ اس بے چاری کو کیوں ڈانٹ رہے ہو۔ بچے تو معصوم ہوتے ہیں۔ ہمیشہ سچ اور دل کی بات کہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔ اس نے جیب سے سو کا نوٹ نکال کر کوثر کو دیا۔

''یہ لو بیٹی۔ تم نے تو چاکلیٹ کھانی چھوڑ دی ہے لیکن میری عادت ہے کہ جب تک میں چاکلیٹ نہ کھا لوں مجھے سکون نہیں ملتا اس لئے جا کر میرے لئے چاکلیٹ لے آؤ''...... عمران نے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے کوثر سے کہا کہ وہ اپنے لئے چاکلیٹ لے آئے تو شاید وہ اس سے نوٹ لینے سے ہی انکار کر دیتی۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں عمران صاحب''...... عبدالکریم نے احتجاج بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ کیا میں آپ کی بیٹی سے اپنے لئے چاکلیٹ نہیں منگوا سکتا''...... عمران نے کہا تو عبدالکریم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''جاؤ بیٹی۔ اس سے پہلے کہ میرے دانت کھٹے ہو جائیں مجھے جلدی سے چاکلیٹ لا دو تاکہ میں دانتوں کو میٹھا کر سکوں''۔ عمران نے کہا۔

''جی اچھا۔ میں ابھی گئی اور ابھی آئی''...... کوثر نے کہا اور سو کا نوٹ لے کر دوڑتی ہوئی باہر چلی گئی۔

''ہاں۔ اب آپ بتائیں۔ کیا بیماری ہے آپ کو''...... عمران نے عبدالکریم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''پتہ نہیں صاحب کیا بیماری ہے۔ بس بخار سا رہتا ہے اور یہ بخار کسی طرح سے ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا ہے۔ کبھی یہ کم ہو جاتا ہے اور کبھی اتنا بڑھ جاتا ہے کہ میں کئی کئی گھنٹے بے ہوش پڑا رہتا ہوں''...... عبدالکریم نے کہا۔

''تو کیا آپ نے کسی سے علاج نہیں کرایا اب تک''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بہت کرایا ہے صاحب۔ یہاں دو تین ڈاکٹر ہیں۔ میں ان سب کے پاس گیا ہوں۔ انہوں نے میرا مکمل چیک اپ کیا ہے۔ خون کے نمونے بھی لئے ہیں اور ان کے شہر کی لیبارٹریوں سے ٹیسٹ بھی کرائے ہیں لیکن بظاہر مجھے موسمی بخار ہے اور کچھ نہیں۔

ڈاکٹروں جو علاج ممکن ہو سکتا ہے وہ کر رہے ہیں لیکن کوئی افاقہ ہی نہیں ہو رہا۔ آج دس دن ہو گئے ہیں مجھے بستر پر پڑے ہوئے''...... عبدالکریم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو شہر کے کسی بڑے ڈاکٹر کے پاس چلے جاتے۔ یہاں کے ڈاکٹروں نے کیا تشخیص کرنی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں صاحب۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ یہاں کے ڈاکٹروں سے ہی علاج کرانا مشکل ہو رہا ہے شہری ڈاکٹروں سے علاج معالجے کے اخراجات میں کہاں سے لاؤں گا''...... عبدالکریم نے صاف گوئی سے کہا۔

''آپ کو اس کے لئے سوپر فیاض سے بات کرنی چاہئے تھی۔ یہ اس کا فرض تھا کہ وہ آپ کا شہر میں کسی اچھے ڈاکٹر سے علاج کراتا''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے ایک دو بار صاحب سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ تو میرا فون سننے کو ہی تیار نہیں۔ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر کال کاٹ دیتے ہیں''...... عبدالکریم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کس طرح تم سے بات نہیں کرتا اور کس طرح تمہارا علاج نہیں کرتا۔ وہ اب یہاں خود آ کر تمہیں اپنے ساتھ لے جائے گا اور تمہارا علاج کرائے گا۔ اب اسے سرکاری خزانے سے نہیں بلکہ اپنی جیب سے تمہارا علاج کرانا پڑے گا''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے جیب سے

سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''رہنے دیں صاحب۔ میری وجہ سے آپ انہیں پریشان نہ کریں''...... عبدالکریم نے کہا۔

''نہیں۔ یہ اس کی ذمہ داری ہے۔ تم اس کے پرانے اور وفادار ملازم ہو۔ اسے تمہارا خیال رکھنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''سوپر فیاض بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی سوپر فیاض کی نیند بھری آواز سنائی دی۔ وہ شاید سو رہا تھا۔

''دن کے بارہ بج گئے ہیں اور تم ابھی تک پڑے سو رہے ہو نانسنس''...... عمران نے سر عبدالرحمٰن کی آواز میں انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور اس کے منہ سے سر عبدالرحمٰن کی آواز سن کر عبدالکریم بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن عمران نے فوراً اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

''اوہ۔ سر آپ آپ''...... سر عبدالرحمٰن کی آواز سن کر سوپر فیاض کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''آپ آپ مت کرو اور یہ بتاؤ کہ تم آفس کیوں نہیں آئے''۔ عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہ سر۔ میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ اس لئے میں نے دو روز کی رخصت لی ہے''...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ہے تمہاری طبیعت کو نانسنس۔ ہارٹ اٹیک آیا ہے یا

کسی سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ بولو''...... عمران نے سر عبدالرحمٰن کی طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

''نن نن۔ نہیں سر وہ فلو اور بخار ہو گیا تھا''...... سوپر فیاض نے پریشانی کے عالم میں جواب دیا۔

''فلو اور بخار کے لئے تم نے دو دن کی رخصت لے لی۔ نانسنس۔ تم جانتے ہو کہ آج کل آفس میں کتنا کام بڑھا ہوا ہے۔ تم جس پوسٹ پر ہو تمہارا آفس میں ہونا کس قدر ضروری ہے اور تم کام سے جان چھڑانے کے لئے فلو اور معمولی بخار کا بہانہ بنا کر گھر میں آرام کر رہے ہو۔ نانسنس''...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں بہانہ نہیں بنا رہا ہوں سر۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میری طبیعت......'' سوپر فیاض نے کہا۔ اس کی آواز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ واقعی علیل ہے اور بڑی مشکل سے بات کر رہا ہے۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ فوراً آفس پہنچو اور اپنی رخصت کینسل کراؤ۔ میں نے تمہیں آصف کرمانی کے قتل کا کیس دیا تھا۔ اس کا کیا کیا ہے تم نے''...... عمران نے کہا۔

''وہ وہ۔ وہ سر میں اسی پر کام کر رہا ہوں لیکن......'' سوپر فیاض کی آواز سنائی دی۔

''رپورٹ تیار کی ہے تم نے اس پر''...... عمران نے پوچھا۔

''نو سر۔ ابھی تحقیقات جاری ہیں۔ تحقیقات پوری ہوتے ہی

میں رپورٹ بنا کر آپ کو پیش کر دوں گا''...... سوپر فیاض نے منمناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ مجھے جلد سے جلد رپورٹ چاہئے۔ فوراً آفس پہنچو اور اب تک تم نے اس کیس پر جتنا کام کیا ہے اس کی رپورٹ تیار کرو۔ مجھے جلد سے جلد رپورٹ چاہئے۔ مجھے ہر حال میں دو روز میں مکمل رپورٹ چاہئے۔ اپنی چھٹی واپس لو اور آج سے بلکہ ابھی سے کام شروع کر دو۔ اگر مجھے جلد سے جلد رپورٹ نہ ملی تو پھر میں تمہیں خود ہی چھٹی دے دوں گا وہ بھی عمر بھر کے لئے سمجھے تم''...... عمران نے کہا۔

''یس۔ یس سر۔ میں ابھی آفس آتا ہوں اور اپنی رخصت واپس لے کر کام شروع کر دیتا ہوں''...... سوپر فیاض نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے اور مجھے تمہارے اسسٹنٹ نے بتایا ہے کہ تمہارا اردلی عبدالکریم بھی رخصت پر ہے اور کئی روز سے آفس نہیں آ رہا ہے جبکہ اس نے تم سے صرف دو روز کی رخصت لی تھی''...... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ اس کے بارے میں پتہ چلا ہے کہ وہ اپنے قصبے میں گیا ہوا ہے اور کافی بیمار ہے''...... سوپر فیاض نے جواب دیا۔

''بیمار ہے تو کیا تم اس کی تیمارداری کے لئے اس کے پاس گئے ہو''...... عمران نے کہا۔

''تیمارداری۔ لیکن سر وہ تو ایک عام سا ملازم ہے اور......'' سوپر فیاض نے کہا۔

''عام سا ملازم ہے تو کیا ہوا۔ کیا وہ انسان نہیں ہے۔ وہ اتنے عرصے سے تمہاری خدمت کر رہا ہے۔ کیا تمہیں اس کی پرواہ نہیں ہے نانسنس۔ وہ بیمار پڑا ہے اور تم نے اس کا پتہ بھی کرنے کی کوشش نہیں کی کہ وہ کس حال میں ہے اور تم معمولی سے بیمار ہوئے تو چھٹی لے کر گھر بیٹھ گئے ہو۔ اپنی چھوٹی سی بیماری کے لئے تم بڑے سے بڑے ڈاکٹر سے علاج کرا رہے ہو گے۔ اس غریب انسان کا بھی سوچا ہے ہوسکتا ہے کہ اس کی بیماری بڑھ گئی ہو اور اس کے پاس علاج کے لئے پیسے ہی نہ ہوں''...... عمران نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''مجھ سے جس حد تک ہوسکتی تھی میں نے اس کی مدد کر دی تھی سر''...... سوپر فیاض نے جیسے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کتنے پیسے دیئے تھے نانسنس۔ پانچ سو ہزار یا دو ہزار''۔ عمران نے غصے سے کہا۔

''پانچ سو روپے سر''...... سوپر فیاض نے رک رک کر کہا۔

''پانچ سو۔ ہونہہ۔ کیا تم نے کسی ڈاکٹر کو اب تک اپنے علاج کے لئے پانچ سو دیئے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اپنا علاج کرانے کے لئے تم ڈاکٹر کو فیس کے طور پر ہی پانچ دس ہزار ادا کر چکے ہو گے۔ بولو یہ درست نہیں ہے کیا''...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ وہ میں۔ وہ وہ"...... سوپر فیاض کو جیسے کوئی جواب ہی نہیں سوجھ رہا تھا۔

"سنو فیاض۔ عبدالکریم ایک غریب آدمی ہے۔ اس کے چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہوں گے۔ مہنگائی کے اس دور میں گزر بسر کرنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ علاج معالجہ کوئی غریب آدمی کیسے کرا سکتا ہے۔ تم سارے کام چھوڑو اور فوری طور پر عبدالکریم کے قصبے میں جاؤ۔ اس کی تیمارداری کرو۔ اگر وہ بیمار ہے اور وہاں کے کسی ڈاکٹر سے علاج معالجے کے باوجود بھی ٹھیک نہیں ہو رہا ہے تو ان ڈاکٹروں سے مل کر اس کی تمام رپورٹس حاصل کرو اور عبدالکریم کو لے کر شہر میں کسی اچھے سے ڈاکٹر کے پاس جاؤ۔ اس پر جتنا خرچ آتا ہے کرو۔ مجھے دو دنوں کے اندر اندر عبدالکریم تندرست چاہئے۔ دو دنوں میں تم نے اس کا علاج کرا کے اسے صحت مند کر کے میرے سامنے پیش نہ کیا تو تم اپنی نوکری سے خود کو معطل سمجھو"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"لل لل۔ لیکن سر وہ فائل"...... سوپر فیاض نے کہنا چاہا۔

"اب پہلے عبدالکریم کا علاج ہو گا اس کے بعد فائل بنانا۔ میں پہلے عبدالکریم کو صحت مند اپنے سامنے دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس میں کوئی بھی کوتاہی ہوئی تو اس کے ذمہ دار تم ہو گے اور سنو۔ عبدالکریم کی فیملی کو بھی شہر لے آنا۔ عبدالکریم کے علاج سمیت اس کی فیملی کی رہائش اور دیگر تمام اخراجات تم نے کرنے ہیں"۔ عمران

نے سر عبدالرحمٰن کی طرح انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں آفس پہنچ کر ایڈمن آفس میں عبدالکریم کے نام کا بل بنا کر فارورڈ کر دیتا ہوں تاکہ عبدالکریم کے لئے سپیشل فنڈ سے رقم جاری کی جا سکے اور اس سے عبدالکریم کا علاج اور اس کی فیملی کی کفالت کی جا سکے اور میں کسی کو فوری طور پر عبدالکریم اور اس کی فیملی کو لانے کے لئے بھیج دیتا ہوں"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"شٹ اپ یو نانسنس۔ میں نے کہا ہے کہ یہ علاج تم کراؤ گے۔ عبدالکریم کے علاج اور اس کی فیملی کو شہر رکھنے کا جتنا بھی خرچ ہو گا وہ تم اپنی جیب سے ادا کرو گے۔ اس کے لئے سرکاری خزانے سے ایک روپیہ بھی خرچ نہیں کیا جائے گا اور کسی کو بھیجنے کی بجائے تم خود جاؤ گے عبدالکریم اور اس کی فیملی کو لینے کے لئے۔ مجھے تمہارے بارے میں بہت سی رپورٹس مل رہی ہیں جنہیں مصروفیت کی وجہ سے میں مسلسل اگنور کر رہا ہوں لیکن اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو میں سارے کام چھوڑ کر خود تمہاری انکوائری کرنا شروع کر دوں گا اور اگر مجھے تمہارے خلاف ایک بھی ثبوت مل گیا تو پھر تمہارا کیا حشر ہو گا یہ تم خود سمجھ سکتے ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ فوراً عبدالکریم کے قصبے میں جاؤ اسے لا کر کسی اچھے سے ڈاکٹر سے اس کا اور اپنا علاج کراؤ۔ اس کے بعد ہی آفس آنا۔ اگر مجھے معلوم ہوا کہ تم نے عبدالکریم کے معاملے میں ذرا بھی کوتاہی دکھائی ہے تو

پھر مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”یس سر“...... سوپر فیاض نے مرے مرے لہجے میں کہا۔

”ایک بات اور اس بات کا عبدالکریم یا کسی اور کو پتہ نہیں چلنا چاہئے کہ یہ سب میں نے تمہیں کرنے کے لئے کہا ہے۔ تم عبدالکریم کے ساتھ ایسے پیش آؤ گے جیسے تمہیں واقعی اس سے ہمدردی ہے اور تم اس کا اپنی ذاتی حیثیت سے علاج معالجہ کرا رہے ہو“...... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ جیسا آپ کہیں“...... سوپر فیاض کی ایسی آواز سنائی دی جیسے وہ ابھی رو پڑے گا۔ سر عبدالرحمن اس سے وہ کام کرا رہے تھے جسے کرنے کا وہ خواب میں بھی تصور نہیں کر سکتا تھا۔ عمران نے سیل فون کان سے ہٹا کر رابطہ منقطع کر دیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ آپ نے کیا کیا ہے صاحب۔ اگر سوپر صاحب کو معلوم ہو گیا کہ بڑے صاحب نے انہیں کال نہیں کیا تھا تو وہ مجھے گولی مار دیں گے“...... عمران کو رابطہ ختم کرتے دیکھ کر عبدالکریم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بے فکر رہو۔ ڈیڈی سرکاری دورے پر گئے ہوئے ہیں۔ جب تک اس بات کا سوپر فیاض کو علم ہو گا کہ واقعی ڈیڈی نے اسے حکم دیا تھا یا نہیں تب تک وہ اپنی جیب سے آپ کا علاج کرا چکا ہو گا اور پھر اس میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ وہ ڈیڈی سے پوچھ سکے کہ آپ کے لئے ڈیڈی نے اس سے کوئی بات کی تھی یا نہیں“۔ عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ غلط ہے۔ اس طرح میں علاج نہیں کراؤں گا“۔ عبدالکریم نے کہا۔

”علاج نہیں کراؤ گے تو ٹھیک کیسے ہوں گے آپ۔ آپ خود ہی بتا رہے ہیں کہ آپ کا علاج یہاں کے ڈاکٹروں کے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ کے گھر کی حالت دیکھ کر صاف لگ رہا ہے کہ آپ ہی گھر کے واحد کفیل ہیں۔ آپ کے بچے ہیں۔ ان کی پرورش کرنے کے ساتھ ساتھ ابھی آپ کو ان کے لئے بہت کچھ کرنا ہے۔ اگر آپ اسی طرح بستر پر پڑے رہے تو ان کا کون پرسان حال ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”لیکن......“ عبدالکریم نے کہنا چاہا۔

”کوئی لیکن ویکن نہیں۔ آپ نے اتنا عرصہ سوپر فیاض کی خدمت کی ہے یہ اس کا فرض ہے کہ وہ اب آپ کی خدمت کرے۔ وہ آپ کو بزرگ سمجھ کر آپ کے ہاتھ پیر تو نہیں دبا سکتا لیکن وہ صاحب حیثیت ہے اس کے لئے آپ کا علاج کرانا اس کے لئے کیا مشکل ہو سکتا ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ سوپر فیاض آئے تو آپ اسے کوئی بات نہیں بتائیں گے اور وہ آپ کو جہاں چلنے کے لئے کہے چلے جائیں۔ آپ کے بچے اگر کسی اسکول میں پڑھتے ہیں تو چند دنوں کے لئے ان کی رخصت لے لیں۔ جب آپ مکمل طور پر صحت مند ہو جائیں تو بے شک

آپ انہیں یہاں واپس لے آئیں''...... عمران نے عبدالکریم کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ جیسا آپ کہیں گے میں ویسا ہی کروں گا''...... عبدالکریم نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ عمران نے جیب سے بڑے نوٹوں کی گڈی نکالی اور عبدالکریم کے ہاتھ پر رکھ دی۔ بڑے نوٹوں کی گڈی دیکھ کر عبدالکریم کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''اب یہ، یہ کیا ہے''...... عبدالکریم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کوثر بیٹی کو چاکلیٹ پسند ہے۔ یہ اسی کے لئے ہیں۔ اب اسے بن مانگے چاکلیٹ اور اس کی پسند کی چیزیں ملنی چاہئیں۔ اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو مجھے افسوس ہو گا کہ ایک بھائی نے چھوٹی بہن کے لئے کچھ سوچا لیکن ماں باپ نے اس پر کوئی توجہ نہ دی''...... عمران نے کہا تو عبدالکریم کے ہاتھ رقم عمران کو واپس کرتے کرتے رک گئے۔

''یہ بہت زیادہ ہیں صاحب''...... عبدالکریم نے شدت جذبات سے لرزتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے پھر یہ ایک اور رکھیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ اگر آپ نے اور زیادہ کہا تو مجھے دم دبائے بغیر بھاگنا پڑے گا''...... عمران نے ایک اور گڈی جیب سے نکال کر اس کے ہاتھ

پر رکھتے ہوئے کہا تو عبدالکریم کا جیسے سانس رک گیا۔ اسی لمحے کمرے میں کوثر آ گئی۔ عمران نے کوثر کو دیکھ کر فوراً چادر اٹھا کر عبدالکریم کے ہاتھوں میں موجود گڈیوں پر ڈال دی۔

''اسے چھپا لیں۔ بچی کو اس بات کا پتہ نہ چلے کہ میں نے آپ کو جعلی نوٹ دیئے ہیں''...... عمران نے کہا تو عبدالکریم نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑا۔ کوثر کے ہاتھ میں چند چاکلیٹس تھیں جو مختلف فلیورز کی تھیں۔

''میں چاکلیٹس لے آئی ہوں لیکن مجھے یہ نہیں پتہ تھا کہ آپ کس فلیور کی چاکلیٹ پسند کرتے ہیں انکل اس لئے مجھے جو بھی ملی میں لے آئی''...... کوثر نے عمران کے قریب آ کر کہا۔ عمران نے اس سے چاکلیٹس لیں اور غور سے دیکھنے لگا۔

''یہ ساری تو بچوں کے کھانے والی چاکلیٹس ہیں۔ ان میں تو ایک بھی ایسی نہیں جو بڑے میرا مطلب ہے میں کھا سکوں''۔ عمران نے کہا۔

''ارے۔ کیا بڑوں کے کھانے والی الگ چاکلیٹس ہوتی ہیں''۔ کوثر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ان میں کوئی فلیور نہیں ہوتا صرف چاکلیٹ ہوتی ہے۔ اگر میں نے یہ چاکلیٹ کھائی تو پتہ نہیں اس کا ذائقہ کیسا ہو۔ اچھا چلو ایک کام کرو۔ یہ سب چاکلیٹ تم کھاؤ اور پھر مجھے بتاؤ کہ ان میں سے کس چاکلیٹ کا ذائقہ اچھا ہے پھر میں تم سے وہی چاکلیٹ

منگوا لوں گا۔ اب بڑوں والی چاکلیٹ یہاں نہیں ملتی تو پھر میں بھی اسی چاکلیٹ سے کام چلا لوں گا جو ان میں سے اچھی ہو گی“۔ عمران نے کہا تو کوثر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”اگر میں نے یہ چاکلیٹ کھا لیں تو اور چاکلیٹ لانے کے لئے آپ کو پھر سے پیسے دینے پڑیں گے۔ آپ ایسا کریں کہ کوئی بھی ایک چاکلیٹ پسند کر لیں میں دکاندار کو باقی ساری واپس کر کے ویسی ہی لے آتی ہوں جیسی آپ کو پسند ہو“...... کوثر نے کہا۔

”نہیں۔ جب تک مجھے اچھے ذائقے والی چاکلیٹ نہیں ملتی میں کوئی پسند نہیں کروں گا۔ میں کہہ تو رہا ہوں۔ تم ان چاکلیٹس کو کھاؤ اور پھر مجھے بتاؤ اس کے بعد میں وہی چاکلیٹ منگواؤں گا جو تمہیں سب سے زیادہ پسند آئے گی“...... عمران نے کہا تو کوثر نے عبدالکریم کی طرف دیکھنا شروع کر دیا جیسے وہ اس سے پوچھ رہی ہو کہ کیا کرے۔

”ہاں بیٹی۔ جاؤ جا کر چاکلیٹ کھاؤ اور پھر سب سے اچھی والی چاکلیٹ کے بارے میں آ کر صاحب کو بتا دینا“...... عبدالکریم نے عمران کی آنکھوں میں بچی کو اجازت دینے کی استدعا دیکھ کر کہا تو کوثر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”اچھا۔ آپ تھوڑی دیر رکیں۔ میں ابھی آ کر آپ کو بتاتی ہوں کہ ان میں سے کون سی چاکلیٹ سب سے اچھی والی ہے“۔ کوثر نے کہا تو عمران نے مسکرا کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

”جا کر اپنی اماں سے کہو کہ شہر سے میرے دوست آئے ہیں۔ ان کے لئے چائے بنائے“...... عبدالکریم نے کہا۔

”ارے نہیں۔ اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے اس وقت چائے کی طلب نہیں ہے۔ طلب ہوتی تو میں خود کہہ دیتا۔ میں تو بس آپ کی خیریت معلوم کرنے آیا تھا اور اب مجھے جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ ڈیڈی کے حکم کی وجہ سے سوپر فیاض نے یہاں دوڑا چلا آنا ہے۔ اگر اس نے مجھے یہاں دیکھ لیا تو اسے ساری بات سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی پھر سمجھ لیں کہ اس نے مجھے شوٹ ہی کر دینا ہے۔ آپ بیٹی کو بھی سمجھا دینا وہ بھی سوپر فیاض کو میرے بارے میں نہ بتائے“...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”لیکن صاحب۔ یہ آپ واپس لے لیں۔ میں اپنے سر پر اتنا بڑا بوجھ نہیں اٹھا سکتا“...... عبدالکریم نے اٹھ کر گڈیاں عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے میں یہ واپس لے لیتا ہوں لیکن اس افسوس کے ساتھ کہ باپ نے ایک بیٹے کو اپنی خدمت کرنے کا موقع نہیں دیا“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور عبدالکریم سے رقم لے لی۔ عبدالکریم تڑپ اٹھا۔

”ایسا نہ کہیں صاحب۔ آپ جیسا مخلص اور نیک انسان اس دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ میں آپ کو ناراض نہیں کرنا چاہتا“۔ عبدالکریم نے کہا۔

"ناراض نہیں کرنا چاہتے تو پھر یہ رکھیں اور بھول جائیں کہ میں نے آپ کو کچھ دیا ہے۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا۔ اس نے گڈیاں ایک بار پھر عبدالکریم کے ہاتھوں میں تھمائیں اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ عبدالکریم پتھرائی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر عمران کے لئے تشکر کے تاثرات تھے جو منجمد سے ہو کر رہ گئے تھے۔

مکان سے نکل کر عمران تیز تیز چلتا ہوا کار کی طرف بڑھا جہاں جوزف اور جوانا بدستور کار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے عقبی سیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ گیا۔

"چلو"...... عمران نے کہا تو جوانا نے فوراً کار سٹارٹ کر دی۔

"یہ کس کا گھر ہے باس"...... جوزف نے پوچھا۔

"ایک جاننے والے کا۔ وہ بیمار تھا اس کی تیمارداری کرنے کے لئے گیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اچھا"...... جوزف نے کہا اور خاموش ہو گیا۔ جوانا نے کار آگے لے جا کر موڑی اور پھر تیزی سے اس راستے کی طرف دوڑاتا لے گیا جس راستے سے وہ آیا تھا۔ مین روڈ پر پہنچتے ہی عمران نے سوپر فیاض کی کار اس طرف آتے دیکھی تو اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ سوپر فیاض کو عمران نے سر عبدالرحمٰن کی حیثیت سے وہ کام کرنے کو کہہ دیا تھا جسے کرنا سوپر فیاض جیسے انسان کے لئے انتہائی کرب ناک تھا۔ لیکن حکم حاکم مرگِ مفاجات

کے مطابق ظاہر ہے اسے سر عبدالرحمٰن کی بات ماننی ہی پڑی تھی اس لئے وہ بیمار ہونے کے باوجود عبدالکریم اور اس کی فیملی کو لینے پہنچ رہا تھا۔ سوپر فیاض کی کار نزدیک آتے دیکھ کر عمران نے منہ دوسری طرف کر لیا اور سوپر فیاض کی کار تیزی سے اس کی کار کے قریب سے گزرتی چلی گئی۔

"یہ تو سوپر فیاض تھا"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے ایک اور کار ان کی کار کے قریب سے گزری۔ اس کار کی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس نوجوان کو دیکھ کر عمران چونک پڑا۔ نوجوان مقامی تھا۔ اس کا چہرہ صفا چٹ تھا۔ وہ گنجا تھا۔ اس کی ناک لمبی اور تھوڑی نیچے سے ہتھوڑے جیسی دکھائی دے رہی تھی۔ اس نوجوان کو دیکھ کر عمران کو ایسا لگا جیسے وہ اس شخص کو جانتا ہو۔ عمران سوچ میں پڑ گیا کہ وہ اس شخص کو کیسے جانتا ہے۔ شکل وصورت سے نوجوان بدمعاش ٹائپ معلوم ہو رہا تھا۔

"کیا ہوا باس۔ کون تھا وہ"...... جوزف نے پوچھا۔ اس نے شاید عمران کو اس نوجوان کو دیکھ کر چونکتے دیکھا تھا۔

"پتہ نہیں۔ وہ شناسا سا معلوم ہوتا ہے۔ کون ہے یاد نہیں آ رہا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں نے آپ کو چونکتے دیکھ کر بیک ویو مرر میں اس کی کار کا نمبر نوٹ کر لیا ہے۔ وہ سرخ رنگ کی ڈالٹن کار ہے جو حال ہی

میں پاکیشیا میں لانچ ہوئی ہے“...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کچھ دیر وہ اس آدمی کے بارے میں سوچتا رہا لیکن جب اس آدمی کا نام اس کے ذہن میں نہ آیا تو اس نے سر جھٹکا اور اپنا سر سیٹ کی پشت سے لگا کر آنکھیں موند لیں۔ کار تیزی سے دوڑتی رہی اور جب شہر میں داخل ہوئی تو جوانا نے کار کی رفتار کم کر دی۔

”ہم شہر میں واپس آ چکے ہیں ماسٹر۔ اب کہاں جانا ہے“۔ جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ مجھے دانش منزل چھوڑ دو پھر تم دونوں واپس چلے جانا“...... عمران نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔

”اوکے ماسٹر“...... جوانا نے کہا اور پھر اس نے کار اس راستے کی جانب موڑ لی جس جانب دانش منزل تھی۔ دانش منزل کے گیٹ پر جوانا نے کار لے جا کر روکی تو عمران کار سے نکل آیا۔

”اوکے۔ اب تم شریف بچوں کی طرح جاؤ۔ راستے میں لڑنا نہیں۔ ہو سکے تو ایک دوسرے کو آئس کریم لے کر کھلا دینا“۔ عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا ہنس پڑے۔ جوانا نے کار موڑی اور واپس روانہ ہو گیا اور عمران اطمینان بھرے انداز میں دانش منزل کے گیٹ کی جانب بڑھ گیا۔

فون کی گھنٹی بجی تو بڑی سی میز کے پیچھے بیٹھا ہوا لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”ڈیگر بول رہا ہوں“...... اس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

”مارس بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”لیس۔ کیوں فون کیا ہے“...... نوجوان نے کہا جس نے اپنا نام ڈیگر بتایا تھا۔

”کام ہو گیا ہے باس۔ ہم نے ایس سکس سے زیرو نائن فائل حاصل کر لی ہے“...... دوسری طرف سے مارس نے جواب دیا تو ڈیگر یکلخت اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ۔ ویری گڈ۔ کیسے ملی فائل اور تم ایس سکس تک پہنچے کیسے“...... ڈیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لمبی تفصیل ہے باس۔ آپ کہیں تو آپ کے پاس آ جاؤں''...... مارس نے کہا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ فائل کہاں ہے''...... ڈیگر نے کہا۔

''میرے پاس محفوظ ہے باس''...... مارس نے جواب دیا۔

''اور تم کہاں ہو اس وقت''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''میں سپیشل پوائنٹ پر پہنچ چکا ہوں باس اور وہیں سے آپ کو سیٹلائٹ فون سے کال کر رہا ہوں''...... مارس نے جواب دیا۔

''ویل ڈن۔ پھر تم وہیں رکو۔ میں خود تمہارے پاس آ رہا ہوں''...... ڈیگر نے کہا۔

''اوکے باس''...... مارس نے کہا اور ڈیگر نے فوراً کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ہارڈی بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

''ڈیگر بول رہا ہوں''...... ڈیگر نے اس سے زیادہ کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ میرے لئے کیا حکم ہے''...... ڈیگر کی آواز سن کر ہارڈی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے ابھی ابھی مارس کا فون آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے ایس سکس سے زیرو نائن فائل حاصل کر لی ہے۔ کیا تم یہ بات جانتے ہو''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''یس باس۔ آپ سے پہلے مجھے مارس نے یہ سب کچھ بتا دیا تھا۔ میں نے اسے کہا تھا کہ میں باس کو کال کر کے بتا دیتا ہوں لیکن وہ یہ خوشخبری آپ کو خود دینا چاہتا تھا اس لئے اس نے مجھے آپ کو کال کرنے سے منع کر دیا تھا''...... ہارڈی نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اس نے تمہیں تفصیل بتا دی ہے کہ وہ ایس سکس تک کیسے پہنچا اور اس نے اس سے فائل کیسے حاصل کی ہے''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''یس باس۔ اس نے ساری تفصیل بتائی تھی مجھے''...... ہارڈی نے کہا۔

''اوکے۔ پھر تم ایک کام کرو''...... ڈیگر نے کہا۔

''یس باس حکم کریں''...... ہارڈی نے کہا۔

''مارس اس وقت فائل سمیت سپیشل پوائنٹ پر موجود ہے۔ تم وہاں جا کر اس سے فائل حاصل کرو اور اسے ہلاک کر دو اور پھر فائل لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں''۔ ڈیگر نے کہا۔

''یس باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... ہارڈی نے بغیر کسی تامل کے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مارس کی لاش کسی کو نہیں ملنی چاہئے سمجھے تم''...... ڈیگر نے کہا۔

''یس باس۔ نہیں ملے گی۔ میں اسے ہلاک کر کے اس کی لاش

جلا کر بھسم کر دوں گا''...... ہارڈی نے سفاک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ کتنی دیر تک تم میرے پاس پہنچ جاؤ گے''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''سپیشل پوائنٹ پہنچنے اور کام کرنے میں وقت لگ جائے گا۔ واپسی پر بھی ایک گھنٹہ تو لگ ہی جانا ہے اس لئے میں آپ کے پاس دو یا ڈھائی گھنٹوں میں پہنچ جاؤں گا''...... ہارڈی نے کہا۔

''دو یا ڈھائی گھنٹے۔ ایک بات کرو''...... ڈیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''ڈھائی گھنٹے باس''...... ہارڈی نے کہا۔

''اوکے''...... ڈیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا پھر اس نے کچھ سوچ کر دوبارہ رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ڈیزی کلب''...... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''فاسٹ کلب سے ڈیگر بول رہا ہوں۔ میری ہارج سے بات کراؤ فوراً''...... ڈیگر نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز''...... لڑکی نے کہا۔

''ہارج بول رہا ہوں''...... چند لمحوں کے بعد ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''ڈیگر بول رہا ہوں''...... ڈیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ بولو۔ کیا بات ہے کیوں فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے ہارج نے بھی کرخت لہجے میں کہا۔

''میرے پاس کچھ سامان ہے۔ تم اسے یہاں سے جلد سے جلد نکالنے کا کیا انتظام کر سکتے ہو''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''تم کتنے وقت میں نکالنا چاہتے ہو''...... ہارج نے پوچھا۔

''زیادہ سے چار گھنٹوں میں''...... ڈیگر نے کہا۔

''وزن کتنا ہے سامان کا''...... ہارج نے پوچھا۔

''ایک بریف کیس ہے۔ اس کا کتنا وزن ہو سکتا ہے زیادہ سے زیادہ پانچ کلو''...... ڈیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''صرف ایک بریف کیس''...... ہارج نے جیسے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ صرف ایک بریف کیس''...... ڈیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے نکل جائے گا''...... ہارج نے کہا۔

''معاوضہ بتاؤ''...... ڈیگر نے کہا۔

''کس راستے سے نکالنا ہے۔ سپر وے سے یا سپیشل وے سے''...... ہارج نے پوچھا۔

''سپیشل وے سے''...... ڈیگر نے جواب دیا۔

''گڈ۔ اس کا مطلب ہے بریف کیس اہم ہے''...... ہارج نے کہا۔

''اہم نہ ہوتا تو میں تم سے کیوں بات کرتا۔ نانسنس''...... ڈیگر

نے غرا کر کہا تو ہارج بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہنسو مت اور معاوضہ بتاؤ مجھے''...... ڈیگر نے غرا کر کہا۔

''بریف کیس اہم ہے اور اسے نکالنا بھی سپیشل وے سے ہے تو پھر چارج بھی ظاہر ہے سپیشل ہوں گے''...... ہارج نے اسی طرح سے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم انتہائی خود غرض، کمینے اور لالچی انسان ہو''...... ڈیگر غرایا۔

''یہ سب تو میں ہوں۔ مجھے بتانے کی کیا ضرورت ہے''۔ ہارج نے ڈھٹائی سے کہا۔

''اب منہ بھی پھاڑو کتنا معاوضہ چاہئے تمہیں''...... ڈیگر نے اسی انداز میں کہا۔

''پہلے بتاؤ کہ بریف کیس میں ہے کیا''...... ہارج نے پوچھا۔

''ڈرگز کے سوا کیا ہو سکتا ہے نانسنس۔ اس میں چار سے پانچ کلو ڈرگز ہیں جن کی مجھے جلد سے جلد اور ہر حال میں آج ہی سپلائی کرنی ہے''...... ڈیگر نے کہا۔

''کیا میں اس سپلائی کو چیک کر سکتا ہوں''...... ہارج نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں تمہیں سیلڈ بریف کیس بھیجوں گا تم اسے نہیں کھول سکو گے۔ اسے کھولنے کا پاس ورڈ انہی کے پاس ہے جن کے پاس بھیجا جا رہا ہے''...... ڈیگر نے کہا۔

''اگر اس بریف کیس میں خطرناک مواد ہوا تو''...... ہارڈی

نے کہا۔

''اس کی ساری ذمہ داری میری ہے۔ اسی لئے تو میں تم سے معاوضہ پوچھ رہا ہوں۔ اسے بلائنڈ ڈلیوری سمجھو اور اپنا منہ کھولو سمجھے تم''...... ڈیگر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''بلائنڈ ڈلیوری کے ریٹس تو زیادہ ہوتے ہیں لیکن خیر میں تمہارا دوست ہوں اس لئے میں اس بلائنڈ ڈلیوری کے تم سے ایک لاکھ ڈالرز لوں گا اگر منظور ہے تو بولو ورنہ میں فون بند کر دیتا ہوں''۔ ہارج نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں دو لاکھ ڈالرز دوں گا لیکن بریف کیس ہر حال میں حفاظت کے ساتھ پہنچنا چاہئے''...... ڈیگر نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بریف کیس میں ڈرگز کے علاوہ بھی کچھ ہے''...... ہارج نے چونک کر کہا۔

''نہیں۔ مجھے وعدے کے مطابق جلد سے جلد یہ بریف کیس وہاں پہنچنا ہے اور بس اور پھر میں نے تم سے بلائنڈ ڈلیوری کی بات کی ہے۔ تمہیں تمہاری ڈیمانڈ سے ڈبل دے رہا ہوں اس لئے اگر اس بریف کیس میں ایٹم بم بھی ہو تو تمہیں اسے وہاں پہنچانا ہے سمجھے''...... ڈیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اگر ایسی بات ہے تو تمہاری بلائنڈ سپلائی میں اپنی حفاظت میں لے جاؤں گا بلکہ ٹھیک اس مقام تک پہنچا بھی دوں گا جہاں تم کہو گے''...... ہارج نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ بریف کیس تمہیں کافرستان لے جانا ہے۔ وہاں میرا آدمی تم سے رابطہ کرے گا اور چند کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد بریف کیس تم سے لے جائے گا''...... ڈیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''او کے۔ مجھے منظور ہے۔ یہ بتا دو بریف کیس کافرستان میں کہاں پہنچانا ہے''...... ہارج نے پوچھا۔

''میں تمہیں اپنا نمبر بتا دیتا ہوں۔ جب تم کافرستان پہنچ جاؤ تو مجھے بتا دینا میں اسی وقت اپنا آدمی تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ وہ آدمی کون ہے اور کوڈز کیا ہیں اس کی تفصیلات میں تمہیں کافرستان پہنچنے کے بعد بتاؤں گا''...... ڈیگر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پہنچا دو مجھے بریف کیس میں اسے لے کر آج ہی نکل جاتا ہوں''...... ہارج نے کہا۔

''چار گھنٹوں بعد بریف کیس تمہارے پاس ہو گا''...... ڈیگر نے کہا۔

''فل پے منٹ ایڈوانس ہو گی''...... ہارج نے کہا۔

''ٹھیک ہے بریف کیس کے ساتھ میرا آدمی تمہیں دو لاکھ ڈالرز کا گارنٹڈ چیک بھی دے دے گا۔ اور کچھ''...... ڈیگر نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ اور کچھ نہیں''...... ہارج نے ہنستے ہوئے کہا تو ڈیگر نے غراتے ہوئے غصے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً ڈھائی

گھنٹے تک وہ مختلف کاموں میں مصروف رہا پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ڈیگر بول رہا ہوں''...... ڈیگر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کاؤنٹر سے میڈلس بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیوں فون کیا ہے''...... ڈیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ہارڈی آیا ہے''...... میڈلس نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ بھیج دو اسے میرے پاس''...... ڈیگر نے سرد لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا دیو قامت سیاہ فام اندر داخل ہوا۔ اس آدمی نے جینز اور سیاہ رنگ کی جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کے سر کے بال گھنگھریالے سے دکھائی دے رہے تھے اور اس کے چہرے پر زخموں کے پرانے نشان اس بات کا ثبوت دے رہے تھے کہ اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں گزری ہے۔ اس کے چہرے پر سختی، درندگی اور سفاکی عیاں تھی۔

''آؤ ہارڈی۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا''...... اسے دیکھ کر ڈیگر نے کہا تو ہارڈی آگے بڑھ آیا۔

''بیٹھو''...... ڈیگر نے کہا تو ہارڈی میز کے سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کام ہو گیا ہے باس''...... ہارڈی نے کہا۔

''فائل کہاں ہے''...... ڈیگر نے پوچھا تو ہارڈی نے اپنی جیکٹ کے اندر ہاتھ ڈالا اور ایک مڑی تڑی فائل نکال کر اسے سیدھا کر کے ڈیگر کی جانب بڑھا دیا۔ ڈیگر نے اسے بے تابی سے لے کر کھولا۔ فائل میں بیس کے قریب پرنٹڈ پیپر تھے۔ ان پیپروں پر تحریر کی بجائے نمبر تھے۔ نمبر بھی ایک خاص ترتیب سے لکھے ہوئے تھے۔ ہر نمبر مختلف رنگوں کا تھا۔ اگر ایک نمبر تھا تو اس کا رنگ نیلا۔ دو نمبر کو سرخ رنگ سے ظاہر کیا گیا تھا اسی طرح تین اور چار بالترتیب سبز اور پیلے رنگ کے تھے۔

''یہ تو کلرنگ نمبر کوڈ معلوم ہوتا ہے''...... ڈیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ یہی فائل ملی ہے مجھے مارس سے''...... ہارڈی نے جواب دیا۔

''اس کی لاش غائب کر دی''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے اسے جاتے ہی گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا پھر میں نے اس کی لاش کے ٹکڑے کئے اور پھر انہیں ایک جگہ جمع کر کے ان پر پٹرول ڈال کر آگ لگا دی۔ جب لاش جل کر راکھ ہو گئی تو میں نے راکھ اکٹھی کر کے اسے گٹر میں بہا دیا''۔ ہارڈی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کسی وائلنٹ فلم کی کہانی بتا رہا ہو۔

''ویل ڈن۔ اب بتاؤ کہ مارس ایس سکس تک پہنچا کیسے اور

اس نے اس سے فائل کیسے حاصل کی''...... ڈیگر نے کہا۔

''پاکیشیا کے ٹاپ زیرو میزائل کا موجد ڈاکٹر احسان اللہ تھا۔ آپ کے حکم پر مجھ سمیت مارس اور دیگر افراد اسے تلاش کر رہے تھے۔ مارس کا دنیا بھر معلومات رکھنے والی تنظیم ورلڈ کراس آرگنائزیشن سے تعلق تھا اس کا کوئی دوست وہاں کام کرتا تھا۔ اس نے اپنے دوست سے رابطہ کیا اور اس سے معلومات حاصل کرنا چاہئیں لیکن ورلڈ کراس آرگنائزیشن سے بھی اسے حتمی معلومات نہ مل سکیں البتہ اسے یہ ضرور پتہ چل گیا کہ ڈاکٹر احسان اللہ کی ایک بیٹی ہے جو ایکریمیا کی ایک یونیورسٹی میں پڑھتی ہے۔ ڈاکٹر احسان اللہ کی بیٹی کا نام پرنسز شہلا تھا جو ایکریمیا میں سائنس میں ڈاکٹریٹ کی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ جس یونیورسٹی میں پرنسز شہلا ہے اسی یونیورسٹی میں مارس کا بھانجا بھی زیر تعلیم ہے اور یہ بھی اتفاق ہی تھا کہ دونوں ایک ہی کلاس میں تھے۔ مارس نے اپنے بھانجے کے ذریعے پرنسز شہلا کو ہاتھ میں لینے اور اسے ذریعہ بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ ان معاملات میں مارس کا بھانجا رچرڈ ضرورت سے زیادہ ہی چالاک تھا اس نے چند ہی دنوں میں پرنسز شہلا کو اپنا گرویدہ بنا لیا اور پھر باتوں باتوں میں اس نے پرنسز شہلا سے وہ تمام معلومات حاصل کر لیں جو مارس اس سے حاصل کرانا چاہتا تھا اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر احسان اللہ کہاں رہتا ہے۔ اس کی اطلاع کے مطابق وہ کسی سرکاری لیبارٹری میں کام نہیں کرتا

تھا بلکہ اس نے اپنی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جو اس کی رہائش گاہ کے تہہ خانے میں تھی۔ ڈاکٹر احسان کو پاکیشیا میں میزائل ایکسپرٹ کہا جاتا ہے۔ اب تک پاکیشیا میں اعلیٰ درجے کے تیز رفتار اور تباہ کن جتنے بھی میزائل بنائے گئے ہیں وہ ڈاکٹر احسان اللہ کی تھیوری اور ریسرچ کا نتیجہ ہیں۔

ڈاکٹر احسان اللہ ایک ایسا میزائل بنانے کی کوشش کر رہا تھا جو اب تک بنائے گئے دنیا کے تمام میزائلوں سے زیادہ تیز رفتار ہو اور ہنڈرڈ ون پرسنٹ اپنے ٹارگٹ کو ہٹ کرتا ہو۔ اس کے راستے میں جو بھی رکاوٹ آئے اسے ختم کرتا ہوا وہ اپنے ٹارگٹ پر پہنچ جائے اور اپنے ساتھ زیادہ سے زیادہ وار ہیڈ لے جانے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس فارمولے پر وہ اپنے اسسٹنٹس کے ساتھ دن رات کام کرتا رہا تھا اور آخر کار اس نے فارمولا مکمل کر لیا۔ اس کے فارمولے سے پاکیشیا بے حد خوش تھا۔

پاکیشیا نے ڈاکٹر احسان اللہ کو دنیا کے سب سے تیز رفتار اور طاقتور میزائل بنانے پر پرائڈ آف پرفارمنس پیش کیا اور ساتھ ہی اسے یہ اختیار بھی دے دیا کہ وہ اس میزائل کو بنانے کے تمام انتظامات بھی خود کرے اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان میزائلوں کی پروڈکشن شروع کر دے۔ جس پر ڈاکٹر احسان اللہ نے حامی بھر لی تھی۔ جب مارس کو اس کی رہائش گاہ کا علم ہوا تو وہ اکیلا ہی وہاں چلا گیا۔ اس نے ڈاکٹر احسان اللہ کی رہائش گاہ کی چند روز تک

نگرانی کی اور پھر اس نے ایک گارڈ کی جگہ لی اور اس رہائش گاہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ رہائش گاہ میں داخل ہو کر اس نے ہر طرف بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر اس نے وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کیا اور لیبارٹری میں پہنچ گیا۔ لیبارٹری میں جا کر اس نے تمام افراد کو ہلاک کیا اور ڈاکٹر احسان کو ہوش میں لا کر اس پر زبردست تشدد کر کے اس سے فائل حاصل کر لی''...... ہارڈی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن۔ اس کا مطلب ہے کہ مارس نے خاصی محنت کی تھی''...... ڈیگر نے کہا۔

''یس باس۔ آپ نے ہم سب کو ڈاکٹر احسان اللہ کی تلاش اور اس سے فارمولے کی فائل حاصل کرنے کا ٹاسک دیا تھا اور ساتھ ہی آپ نے یہ بھی اعلان کیا تھا کہ ہم میں سے جو بھی یہ ٹاسک پورا کرے گا آپ ایک کروڑ روپیہ اسے انعام دیں گے تاکہ ہم سب اس انعام کے لئے پوری تندہی سے ڈاکٹر احسان کو تلاش کر سکیں۔ سب سے زیادہ رقم کی ضرورت مارس کو تھی۔ وہ جوا کھیلنے کا عادی تھا اور اس عادت نے اسے بلیک کلب کا مقروض کر دیا تھا۔ وہ تیس سے چالیس لاکھ کا مقروض تھا۔ بلیک کلب کے بدمعاشوں نے اس کی زندگی دشوار کر رکھی تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ جلد سے جلد ڈاکٹر احسان اللہ کو تلاش کرے، اس سے فارمولا حاصل کرے اور آپ سے انعام کی رقم لے کر بلیک کلب کا قرض اتار کر باقی رقم

سے عیاشی کر سکے۔ اسی لئے اس نے دن رات کام کیا تھا اور اس نے اس کام کو پورا کرنے کے لئے ہر طرف ہاتھ پاؤں مارے تھے جس کے نتیجے میں اسے کامیابی ملی تھی''...... ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مجھے خوشی ہے کہ انعام کے لالچ میں ہی سہی لیکن مارس نے وہ کام کر دکھایا ہے جو میرے خیال میں اس کے لئے ناممکن تھا۔ وہ بے تحاشہ شراب پینے والا، جواری اور عیاش آدمی تھا۔ جسے میں نے مجبوری میں رکھا ہوا تھا''...... ڈیگر نے کہا۔

''یس باس''...... ہارڈی نے بغیر کسی ردِعمل کے کہا۔

''او کے۔ اب تم جاؤ۔ چونکہ یہ فائل میں نے تم سے لی ہے اس لئے میری نظر میں میرا دیا ہوا ٹاسک مارس نے نہیں تم نے پورا کیا ہے اس لئے اس انعام کے بھی تم ہی حقدار ہو۔ جلد ہی تمہارے اکاؤنٹ میں ایک کروڑ جمع کرا دیئے جائیں گے''...... ڈیگر نے کہا تو ہارڈی کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''اوہ۔ تھینک یو باس۔ ریئلی تھینک یو۔ میں سمجھ رہا تھا کہ آپ نے مارس کو اسی لئے ہلاک کرایا ہے تا کہ اسے ایک کروڑ انعام نہ دینا پڑے لیکن آپ نے وہ انعام مجھے دے کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کسی ساتھی کا حق نہیں مارتے''...... ہارڈی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں کسی کا حق نہیں مارتا۔ مارس کو ہلاک کرنے کی وجہ

سیکورٹی رسک سے ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی اس تک پہنچے اور پھر اس کے ذریعے مجھ تک۔ چونکہ مارس نے یہ ساری کارروائی خود کی تھی اس لئے یہ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے اپنے پیچھے کوئی کلیو نہ چھوڑا ہو۔ پاکیشیائی ایجنسیاں اس کے پیچھے پڑ جاتیں اور اس تک پہنچ جاتیں تو ایک مارس کی وجہ سے ہمارا گریٹ سینڈیکیٹ خطرے میں پڑ سکتا تھا''...... ڈیگر نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ اس پہلو پر تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا''۔ ہارڈی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں گریٹ سینڈیکیٹ کا باس ہوں نانسنس۔ تم مجھ سے زیادہ ذہین ہوتے تو اس وقت کرسی کے اس طرف تم اور تمہاری کرسی پر میں بیٹھا ہوتا''...... ڈیگر نے غرا کر کہا۔

''یس باس۔ آئی ایم سوری۔ ریئلی ویری سوری''...... ہارڈی نے سر جھکا کر کہا۔

''اب جاؤ۔ اور بھول جاؤ کہ تم نے مارس کو ہلاک کیا ہے اور اس سے مجھے کوئی فائل لا کر دی ہے''...... ڈیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... ہارڈی نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے ڈیگر کو مخصوص انداز میں سلام کیا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہارڈی جیسے ہی کمرے سے باہر

گیا ڈیگر نے فوراً رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''مالکم بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک منحنی سی آواز سنائی دی۔

''ڈیگر بول رہا ہوں''...... ڈیگر نے کرخت اور انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میرے لئے کیا حکم ہے''...... مالکم نے کہا۔

''ہارڈی ابھی میرے آفس سے نکلا ہے۔ وہ جیسے ہی عمارت سے باہر جائے اس کا خاتمہ کر دو''...... ڈیگر نے کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ جیسا آپ کا حکم''...... مالکم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ کام ہر حال میں ہونا چاہئے اور اس کی موت حادثاتی ہونی چاہئے''...... ڈیگر نے کہا۔

''یس باس۔ میں سمجھ گیا۔ آپ فکر نہ کریں''...... مالکم نے جواب دیا تو ڈیگر نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایڈورڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈیگر بول رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس آؤ''...... ڈیگر نے کرخت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا

رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ڈیگر بول رہا ہوں''...... ڈیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''مالکم بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے مالکم کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا ہوا''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''کام ہو گیا ہے باس''...... مالکم نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو ڈیگر کے چہرے پر اطمینان آ گیا۔

''کیسے ہلاک کیا ہے اسے''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''وہ آفس سے نکل کر پارکنگ میں آیا تھا باس۔ اس نے اپنی کار نکالی اور پھر کار لے کر وہ جیسے ہی سڑک پر کچھ دور گیا میں نے کچھ دور اس کا تعاقب کیا اور پھر ایک چوراہے پر اپنی کار اس کی کار کے قریب لے جا کر پوری قوت سے اس کی کار کو ٹکر مار دی تھی۔ میں نے اس کی کار کو پیچھے سے ٹکر ماری تھی جس کے نتیجے میں اس کی کار اچھل کر بیچ چوراہے میں جا گری تھی جس کی وجہ سے متعدد تیز رفتار کاریں اس کی کار سے ٹکرا گئیں اور کار کے ساتھ اس کے بھی پرخچے اُڑ گئے تھے''...... مالکم نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ کار کی ٹکر میں تم تو زخمی نہیں ہوئے''...... ڈیگر نے پوچھا۔

''نو باس۔ میں ٹھیک ہوں''...... مالکم نے جواب دیا۔

''جس کار سے تم نے ہارڈی کی کار اُڑائی تھی وہ کس کی تھی''۔ ڈیگر نے پوچھا۔

''چوری کی تھی باس۔ جسے میں نے وہیں چھوڑ دیا ہے اور وہاں جمع ہونے والے رش کا فائدہ اٹھا کر فوراً وہاں سے نکل آیا تھا''...... مالکم نے جواب دیا۔

''ویل ڈن۔ اب تم آرام کرو۔ اس کام کا معاوضہ جلد ہی تمہیں دے دیا جائے گا''...... ڈیگر نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس۔ کم اِن''...... ڈیگر نے کہا تو ایک لمبا تڑنگا اور انگریزی فلموں کے ہیرو جیسا نوجوان اندر داخل ہوا جس نے نیوی کلر کا سوٹ پہن رکھا تھا جو اس پر خاصا جچ رہا تھا۔

''آؤ ایڈورڈ''...... ڈیگر نے کہا تو نوجوان آگے بڑھ آیا۔

''آپ نے مجھے بلایا تھا باس''...... نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا جس کا نام ایڈورڈ تھا۔

''بیٹھو''...... ڈیگر نے سرد لہجے میں کہا تو ایڈورڈ میز کے سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہارج کو جانتے ہو''...... ڈیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہارج۔ وہ ڈیزی کلب کا مالک''...... ایڈورڈ نے یکلخت چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... ڈیگر نے کہا۔

''یس باس۔ میں جانتا ہوں اسے۔ انتہائی کینہ پرور، بددماغ اور بدفطرت انسان ہے وہ''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''میں نے تمہیں اس کی خامیاں بتانے کا نہیں کہا ہے نانسنس''...... ڈیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''سوری باس''...... ایڈورڈ نے کہا۔

''رکو یہیں۔ میں ابھی آتا ہوں''...... ڈیگر نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیز تیز چلتا ہوا سائیڈ کی دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہارڈی کی لا کر دی ہوئی فائل اس نے پہلے ہی اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لی تھی۔ دیوار کے پاس پہنچ کر اس نے دیوار پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو دیوار میں ایک خلاء سا بن گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔ ڈیگر سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھوں میں ایک سلور کلر کا بریف کیس تھا۔ بریف کیس خاصا چمکدار اور کسی خصوصی میٹل کا بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ڈیگر نے بریف کیس لا کر ایڈورڈ کے سامنے رکھ دیا اور اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''اسے حفاظت سے لے جا کر ڈیزی کلب کے مالک ہارج کے حوالے کر دو''...... ڈیگر نے کہا۔

''یس باس''...... ایڈورڈ نے کہا اور بریف کیس پکڑ کر اٹھنے ہی لگا تھا کہ ڈیگر نے اسے بیٹھے رہنے کا کہا تو وہ اٹھتے اٹھتے بیٹھ گیا۔

ڈیگر نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے چیک بک نکالی اور پھر وہ ایک چیک پر اندراج کرنے لگا۔ اس نے چیک پر دو لاکھ ڈالرز کی رقم لکھی اور پھر اس پر دستخط کر دیئے۔ اس نے چیک بک سے چیک الگ کیا اور پھر اس نے چیک ایڈورڈ کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ چیک بھی ہارج کو دے دینا''...... ڈیگر نے کہا تو ایڈورڈ نے اس سے چیک لیا۔ چیک پر ایک نظر ڈال کر اس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے چیک کو اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھا اور بریف کیس اٹھا کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''وہاں پہنچ کر میری ہارج سے بات بھی کرا دینا''...... ڈیگر نے کہا۔

''یس باس''...... ایڈورڈ نے کہا اور پھر وہ ڈیگر کو سلام کر کے تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اسے جاتے دیکھ کر ڈیگر نے سکون کا سانس لیا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے اطمینان تھا جیسے اس کے سر سے بہت بڑا بوجھ ہٹ گیا ہو۔ پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا تو اس نے فوراً میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے دوسری طرف کال دینے لگا۔

''ہیلو ہیلو۔ جی ایس کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور''...... اس نے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ اے ایس اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک کرخت اور کڑک دار آواز سنائی دی۔

''کام ہو گیا ہے۔ تفصیلات کے لئے ایم ٹی ون پر بات کرو۔ اوور''...... ڈیگر نے کہا۔

''او کے۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیگر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر اس نے دوبارہ ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا۔ پھر کچھ دیر بعد ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی تو اس نے فوراً ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''ایم ٹی ون کال ہے۔ اپنی شناخت کراؤ فوراً''...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا۔ ایم ٹی ون ماسٹر ٹرانسمیٹر کا مخفف تھا جو لانگ رینج ہونے کے ساتھ ساتھ سیٹلائیٹ سے منسلک تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے لمحوں میں رابطہ کیا جا سکتا تھا اور دنیا کے کسی بھی کونے میں ایسے بات کی جا سکتی تھی جیسے عام ٹیلی فون پر بات کی جا سکتی ہو چونکہ اس سیٹلائٹ کو استعمال کرنے کے لئے خصوصی ساخت کے ٹرانسمیٹر بنائے جاتے تھے اس لئے ان میں اسپیکر اور مائیک ایک ساتھ لگے ہوتے تھے اس لئے اس ٹرانسمیٹر سیٹ پر بار بار اوور کہنے کی زحمت نہیں اٹھانی پڑتی تھی۔

''پاکیشیا سے گریٹ سینڈیکیٹ کا گریٹ باس ڈیگر بول رہا ہوں''...... ڈیگر نے کہا۔

"سپیشل کوڈ بتاؤ"...... دوسری طرف سے اسی انداز میں پوچھا گیا۔

"ٹاپ زیرو"...... ڈیگر نے کہا۔

"کوڈ نام بتاؤ"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیرالڈ"...... ڈیگر نے جواب دیا۔

"او کے۔ تمہاری ایجنٹ سیون سے بات کرائی جا رہی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں کے لئے دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

"ایجنٹ سیون بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک بدلی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیرالڈ بول رہا ہوں اے ایس۔ تمہارا کام ہو گیا ہے۔ ٹاپ زیرو فارمولے کی فائل میں نے تمہارے بھیجے ہوئے بریف کیس میں ڈال کر تمہارے بتائے ہوئے آدمی کو روانہ کر دی ہے۔ وہ خود ہی بریف کیس لے کر کافرستان پہنچ رہا ہے۔ جیسے ہی وہ کافرستان پہنچے گا۔ میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم اس سے کہاں اور کیسے مل سکتے ہو"...... ڈیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کیا یہ کنفرم ہے کہ فارمولا اصل ہے اور مکمل ہے"...... اے ایس نے پوچھا۔

"اس کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ فارمولا کوڈ میں ہے۔ یہ سمجھ لو کہ میں نے فائل خود ڈاکٹر احسان اللہ سے جا کر حاصل کی ہے اس

لئے فارمولا اصل اور مکمل ہی ہو گا"...... ڈیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جب فائل مجھے مل جائے گی۔ میں اسے چیک کروں گا اور چیکنگ کے بعد اگر اس فائل میں کوئی فالٹ نہ ہوا تو میں باقی کا معاوضہ تمہارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دوں گا۔ لیکن اگر فائل اصل یا مکمل نہ ہوئی تو اس کا تمہیں ہرجانہ دینا ہو گا۔ وہی ہرجانہ جو میرے اور تمہارے درمیان پہلے ہی طے پا چکا ہے۔ سمجھے تم"...... اے ایس نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ مجھے ہرجانہ دینے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ تم باقی کی رقم دینے کی فکر کرو۔ ایک دو روز میں فائل تمہارے پاس پہنچ جائے گی"...... ڈیگر نے کہا۔

"او کے"...... اے ایس نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔ ڈیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر میز کی دراز بند کر دی۔

ٹائیگر ایک ریسٹورنٹ سے لنچ کرنے کے بعد واپس اپنے فلیٹ کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ پیچھے سے آنے والی تیز رفتار کار پوری قوت سے ٹائیگر کے دائیں طرف ایک چوراہے پر کھڑی کار سے ٹکرائی۔ کار دھماکے سے فضاء میں بلند ہوئی اور قلابازیاں کھاتی ہوئی بیچ چوراہے میں جا گری اور الٹتی چلی گئی۔ دوسرے لمحے ماحول چوراہے کی دوسری سڑکوں سے آنے والی کار کے ٹائروں کی تیز آوازوں اور پھر یکے بعد دیگرے کئی دھماکوں سے گونج اٹھا۔ دوسری سڑکوں سے آنے والی کاریں بریکس لگانے کے باوجود الٹی ہوئی کار سے ٹکرا گئی تھیں جس سے الٹی ہوئی کار کے پرخچے اُڑ گئے تھے۔ یہ سب آناً فاناً ہوا تھا۔ ماحول لوگوں کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا اور پھر سڑک پر کھڑی گاڑیوں سے افراد نکل نکل کر تیزی سے چوراہے کی طرف بڑھے۔ جس کار نے دوسری کار کو پیچھے سے ٹکر ماری تھی اس کار کا بھی فرنٹ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

تھا۔

دھماکوں اور لاتعداد چیخوں کی آوازیں سن کر ایک لمحے کے لئے ٹائیگر کو اپنا دل دہلتا ہوا محسوس ہوا اور پھر اس نے فوراً پلٹ کر اس کار کی طرف دیکھا جو اگلی کار سے ٹکرائی تھی۔ یہ دیکھ کر ٹائیگر چونک پڑا کہ کار سے ایک نوجوان نکل کر تیزی سے مخالف سمت میں بھاگا جا رہا تھا۔ ٹائیگر کی نظریں ایک لمحے کے لئے اس آدمی کے چہرے پر پڑی تھیں۔

”یہ تو مالکم تھا۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے“...... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس چوراہے پر ریڈ سگنل کی وجہ سے اسے کار روکنی پڑی اور اسی دوران یہ حادثہ رونما ہو گیا۔ جس کار کو پیچھے سے ٹکر ماری گئی تھی وہ کار اس کی کار کے دائیں طرف کھڑی تھی۔ اس کے شیشے کلرڈ تھے اس لئے ٹائیگر یہ نہ دیکھ سکا تھا کہ اس کار میں کون ہے لیکن کار کو ٹکر مارنے والے کو ٹائیگر نے دیکھ لیا تھا جو کار کو ٹکر مارتے ہی اپنی کار چھوڑ کر ایک طرف بھاگ گیا تھا۔

سڑک پر کافی رش جمع ہونا شروع ہو گیا تھا۔ ٹریفک رکنے کی وجہ سے وہاں اژدہام ہوتا جا رہا تھا اور ٹائیگر کی کار جہاں کھڑی تھی اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے گاڑیوں کی لمبی قطاریں لگی ہوئی تھیں وہ نہ کار آگے لے جا سکتا تھا اور نہ پیچھے۔ ایک لمحے کے لئے ٹائیگر نے سوچا کہ وہ کار یہیں چھوڑ کر مالکم کے پیچھے جائے لیکن پھر وہ کچھ سوچ کر رک گیا۔ وہ جانتا تھا کہ مالکم کون ہے اور کس

کے لئے کام کرتا ہے۔ مالکم نے جس طرح سے سگنل پر کھڑی کار کو ہٹ کیا تھا اس سے ٹائیگر کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ اس نے جان بوجھ کر یہ سب کیا ہے اور پھر وہاں سے بھاگ نکلا ہے۔ اس نے جس انداز میں اگلی کار کو ہٹ کیا تھا اس سے اس کار میں موجود فرد یا افراد کی موت یقینی تھی اور اگر کار میں زیادہ افراد تھے تو جس طرح کار اچھل کر بیچ چوراہے پر گری تھی اور اس سے دوسری تیز رفتار کاریں ٹکرائی تھی اس سے کار کے پرخچے اُڑ گئے تھے جس کے نتیجے میں اس کار میں کسی کا زندہ بچ جانا معجزہ ہی ہوسکتا تھا۔

ٹائیگر کے پاس کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ کار میں اس وقت تک بیٹھا رہتا جب تک اس کے آگے یا پیچھے جانے کا راستہ نہ بن جاتا۔ وہاں ایمبولینس پہنچ گئی تھی۔ زخمیوں کو ایمبولینس میں ڈال کر لے جایا گیا اور پھر کرین کی مدد سے چوراہے پر تباہ شدہ کاروں کو ہٹایا گیا تو ٹائیگر نے کار اسٹارٹ کی اور تیزی سے کار آگے دوڑاتا لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے رہائشی ہوٹل کے کمرے میں پہنچ گیا۔ کمرے میں آتے ہی اس نے میک اپ کیا اور پھر لباس بدل کر کمرے سے نکل کر ہوٹل کے عقبی دروازے سے نکلا اور پارکنگ سے اپنی کار نکالی اور فاسٹ کلب کی طرف روانہ ہوگیا۔

فاسٹ کلب پہنچنے میں اسے بیس منٹ سے زیادہ نہ لگے تھے۔ اس نے کار پارک کی اور پھر وہ کلب کے مین ڈور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جیسے ہی ہال میں داخل ہوا، اس کا سستی شراب اور

منشیات کی تیز بو نے استقبال کیا لیکن ٹائیگر چونکہ اب ان باتوں کا عادی ہو چکا تھا اس لئے وہ ناک بھوں چڑھائے بغیر تیزی سے کاؤنٹر کی جانب بڑھ گیا جس کے پیچھے دو غنڈہ ٹائپ افراد موجود تھے۔

''کوبرا تم۔ کہاں تھے کافی دنوں بعد آئے ہو''...... کاؤنٹر کے پاس کھڑے ایک بدمعاش نے ٹائیگر کو دیکھ کر کہا۔

''ہاں۔ میں یہاں نہیں تھا''...... ٹائیگر نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہاں نہیں تھے تو کہاں تھے''...... اس بدمعاش نے پوچھا۔

''پھر بتاؤں گا یہ بتاؤ کہ مالکم کہاں ہے''...... ٹائیگر نے ادھر ادھر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

''مالکم۔ دو گھنٹے پہلے تو یہیں تھا پھر نجانے کہاں چلا گیا ہے ابھی تک واپس نہیں آیا ہے۔ کیوں کوئی کام تھا اس سے''...... اس بدمعاش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس نے مجھ سے قرض لیا تھا۔ کل واپسی کا اس کا وعدہ تھا لیکن کل کا سارا دن گزر گیا وہ نہیں آیا۔ اب مجبوراً مجھے یہاں آنا پڑا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تم بھی کس آدمی کی بات کر رہے ہو۔ تم جانتے نہیں کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے۔ وہ لوگوں سے لینا جانتا ہے واپس کرنا اس کی عادت نہیں''...... بدمعاش نے ہنستے ہوئے کہا۔

’’کوبرا قرض دینا جانتا ہے تو اسے قرض وصول کرنا بھی آتا ہے‘‘...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

’’تمہارا یہ فلسفہ دوسروں کے لئے تو ٹھیک ہوسکتا ہے لیکن مالکم جیسے انسان کے لئے نہیں۔ وہ ڈھیٹ مٹی کا بنا ہوا ہے۔ اسے کسی کا ڈر نہیں۔ تم نے اسے قرض دیا ہی کیوں تھا‘‘...... اس بدمعاش نے کہا۔

’’میں نے اس کی نجی ضرورت پوری کی تھی۔ اب مجھے ضرورت ہے۔ وہ ڈھیٹ مٹی کا بنا ہوا ہے تو میں اس سے زیادہ ہارڈ مین ہوں۔ میں ہر صورت میں اس سے قرض وصول کر کے رہوں گا تم بس مجھے ایک بار بتا دو کہ وہ ہے کہاں‘‘...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

’’بتایا تو ہے تھوڑی دیر پہلے وہ یہاں بیٹھا شراب نوشی کر رہا تھا پھر اچانک ایک فون آیا اور اس کے بعد وہ بغیر کسی کو کچھ بتائے اٹھ کر چلا گیا‘‘...... بدمعاش نے کہا۔

’’ڈیگر کہاں ہے‘‘...... ٹائیگر نے پوچھا۔

’’باس تو اپنے آفس میں ہے۔ اس نے کہاں جانا ہے‘‘۔ بدمعاش نے جواب دیا۔

’’کیا ڈیگر نے مالکم کو کسی کام سے بھیجا تھا‘‘...... ٹائیگر نے پوچھا۔

’’کہہ نہیں سکتا کیونکہ وہ فون سنتے ہی یہاں سے نکل گیا تھا۔

اب اسے باس نے فون کر کے کسی کام سے بھیجا تھا یا وہ اپنے نجی کام سے باہر گیا تھا یہ میں نہیں جانتا‘‘...... بدمعاش نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں ڈیگر سے مل کر پوچھ لیتا ہوں۔ تم دھیان رکھنا اگر مالکم یہاں نظر آ جائے تو اسے کچھ نہ بتانا بس مجھے کال کر دینا۔ میرا اسپیشل نمبر ہے نا تمہارے پاس‘‘...... ٹائیگر نے کہا۔

’’ہاں‘‘...... بدمعاش نے کہا۔

’’اوکے۔ میں ڈیگر سے مل کر آتا ہوں‘‘...... ٹائیگر نے کہا تو بدمعاش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور پھر کاؤنٹر کے دوسری طرف آ کر وہ سائیڈ پر موجود ایک راہداری میں داخل ہو گیا۔ راہداری میں دو غنڈے ایک دوسرے سے کافی فاصلے پر چوکنے انداز میں کھڑے تھے ان کے پہلوؤں میں ہولسٹر تھے جن میں بھاری دستوں والے ریوالور چمک رہے تھے۔ ٹائیگر کو دیکھ کر وہ اور زیادہ مستعد ہو گئے۔

’’کہاں جا رہے ہو‘‘...... ان میں سے ایک بدمعاش نے ٹائیگر کو روکتے ہوئے کہا۔

’’لگتا ہے تمہاری نظریں کمزور ہیں۔ جانتے نہیں میں کون ہوں‘‘...... ٹائیگر نے اس بدمعاش کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر یہاں اکثر آتا رہتا تھا اور اس نے ڈیگر پر ایسی دھاک بٹھا رکھی تھی کہ اسے بھی ہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ کوبرا کو اپنے آفس یا پھر کلب کے کسی بھی حصے میں آنے جانے سے روک

سکے۔ ٹائیگر کو جب بھی ڈیگر سے ملنا ہوتا تھا وہ بے دھڑک اس کے آفس پہنچ جاتا تھا۔ یہ آدمی نیا معلوم ہوتا تھا جو سینہ تان کر ٹائیگر کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔

''ایک منٹ میری بات سنو رافیل''...... دوسرے بدمعاش نے ٹائیگر کے سامنے کھڑے ہونے والے بدمعاش سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ اس نے آگے بڑھ کر رافیل کے کان میں کچھ کہا تو رافیل ٹائیگر کو دیکھ کر بوکھلا کر کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

''اچھا کیا پیٹر کہ تم نے اسے میرے بارے میں بتا دیا ورنہ مجھے جو روکتا ہے وہ دوسرا سانس نہیں لیتا''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''سوری کوبرا۔ یہ نیا ہے اسے تمہارا پتہ نہیں تھا''...... پیٹر نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو ٹائیگر رافیل کو گھورتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا اور ایک کمرے کے دروازے کے سامنے آ گیا جو بند تھا۔ اس نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر اندر کی طرف دبایا تو دروازہ کھل گیا۔ ٹائیگر اندر داخل ہوا تو سامنے بڑی سی میز کے پیچھے ڈیگر بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر کو اندر آتے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

''کوبرا تم''...... ڈیگر نے ٹائیگر کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں لیکن تم مجھے دیکھ کر اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو''۔ ٹائیگر نے آگے بڑھ کر بغیر پوچھے میز کے سامنے پڑی ہوئی ایک

کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''تم کافی دنوں سے غائب تھے۔ اب اچانک آئے ہو بس اسی بات پر حیرت ہوئی ہے''...... ڈیگر نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ میں کون سا روز آ کر تمہارے پاس بیٹھا رہتا ہوں۔ جب بھی آتا ہوں اچانک ہی آتا ہوں''...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ تو ہے۔ خیر کیسے آنا ہوا آج''...... ڈیگر نے کہا۔

''بس دل چاہا آ گیا۔ کیوں میرے آنے پر تمہیں کوئی اعتراض ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں۔ میں تمہارے آنے پر کوئی اعتراض کیسے کر سکتا ہوں۔ تم تو اپنی مرضی کے مالک ہو جب چاہو آؤ تمہیں کون روک سکتا ہے''...... ڈیگر نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے روکنا ناممکن ہے۔ بہرحال میں تم سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں امید ہے تم مجھے غلط جواب نہیں دو گے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہیں غلط جواب دینا بھی ناممکن ہے۔ پوچھو کیا پوچھنا ہے''...... ڈیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مالکم کو تم نے کسے ہٹ کرنے کے لئے بھیجا تھا''...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا تو ڈیگر اس غیر متوقع سوال پر بری طرح سے چونک پڑا۔

"مالکم۔کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کب بھیجا ہے مالکم کو کسی کو ہٹ کرنے کے لئے"...... ڈیگر نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بس میں نے جو معلوم کرنا تھا کر لیا۔تمہارے چہرے سے اندازہ ہو رہا ہے کہ تم نے ہی مالکم کو بھیجا تھا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ سچ نہیں ہے۔ میں نے مالکم کو کہیں نہیں بھیجا اور نہ ہی اسے کسی کو ٹارگٹ کرنے کا کہا ہے"...... ڈیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارا لہجہ اور تمہارا چہرہ اس جواب کے متضاد ہیں۔ بہرحال مجھے کیا کہ تم نے مالکم کے ذریعے کسی کو ٹارگٹ کرایا ہے یا نہیں۔ یہ تو میں نے اس لئے تم سے پوچھ لیا کہ اس نے میرے سامنے ایک کار کو ہٹ کیا تھا اور وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ میں چاہتا تو اسی وقت اس کی گردن دبوچ لیتا لیکن چونکہ میں جانتا تھا کہ وہ تمہارے لئے کام کرتا ہے اس لئے میں نے اسے جانے دیا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تو تم یہاں مجھ سے پوچھنے آئے ہو کہ اسے میں نے کسی کو ٹارگٹ کرنے کے لئے بھیجا تھا"...... ڈیگر نے منہ بنا کر کہا۔

"ہاں۔ وہ سوائے تمہارے کسی کا کام نہیں کرتا اور صرف تجسس کی وجہ سے پوچھ رہا ہوں ورنہ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ میرے لئے کوئی کام نکلا یا نہیں"...... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ تم اونچا کام کرنے کے عادی ہو اور ابھی تک میرے پاس ایسا کوئی کام نہیں آیا ہے جو تمہارے معیار کا ہو۔ جب بھی ایسا کوئی کام آئے گا میں تمہیں بتا دوں گا"...... ڈیگر نے کہا۔

"یہ تم پچھلے کئی ماہ سے کہہ رہے ہو"...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

"تو کیا کروں۔ تم چھوٹے موٹے کاموں میں ہاتھ ڈالنا پسند ہی نہیں کرتے تو میں تمہارے لئے بڑا کام کہاں سے لاؤں۔ میرا ایک عام سا سینڈیکیٹ ہے جو محدود پیمانے پر کام کرتا ہے اور بس"...... ڈیگر نے کہا۔

"خیر یہ تو نہ کہو کہ تمہارا سینڈیکیٹ محدود پیمانے پر کام کرتا ہے۔ میں سب کچھ جانتا ہوں اس لئے میرے سامنے ایسی باتیں نہ کیا کرو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا نہیں کرتا۔ بتاؤ کیا منگواؤں تمہارے لئے"...... ڈیگر نے سر جھٹک کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ میں کئی روز سے بے کار ہوں۔ جیبیں خالی ہو چکی ہیں۔ سوچا کہ تمہارے پاس کوئی کام ہو گا تو چلا آیا لیکن یہاں آ کر بھی مایوسی ہی ہوئی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"اگر کہو تو میں تمہاری جیب بھر سکتا ہوں۔ بولو کتنی رقم دوں"۔ ڈیگر نے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ میں اپنے بل پر کمانے کا عادی ہوں کسی کی

دی ہوئی بھیک نہیں لیتا“...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

”میں بھیک نہیں دے رہا۔ تمہاری ضرورت پوری کر رہا ہوں اور کچھ نہیں تو قرض سمجھ کر ہی لے لو۔ . ب تمہارے پاس رقم آئے تو واپس لوٹا دینا“...... ڈیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ قرض اور مرض سے بچنا چاہئے دونوں جان لیوا ہو سکتے ہیں“...... ٹائیگر نے کہا تو ڈیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم اور تمہارے اصول۔ میں آج تک تمہیں نہیں سمجھ سکا“۔ ڈیگر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”مجھے سمجھنے کی کوشش بھی مت کرنا۔ جس دن تم نے مجھے سمجھنے کی کوشش کی وہ دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا“...... ٹائیگر نے خشک لہجے میں کہا تو ڈیگر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”اچھا تو اب بتاؤ کہ میں تمہیں قرض اور مرض سے بچانے کے لئے کیا کرسکتا ہوں“...... ڈیگر نے کہا۔

”مجھے یہ بتا دو کہ مرنے والا کون تھا“...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”مرنے والا۔ کیا مطلب“...... ڈیگر نے چونک کر کہا۔

”مطلب تم سمجھ رہے ہو ڈیگر۔ مالکم کے ذریعے تم نے کسے ہلاک کرایا ہے اور کیوں“...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر ڈیگر کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمودار ہوئے لیکن اس نے حیرت انگیز طور پر اپنے تاثرات پر فوراً قابو پا لیا۔

”میں جانتا ہوں۔ تم بال کی کھال اتارنے والے انسان ہو۔ جب تک تمہیں ساری بات بتا نہ دی جائے تم سکون سے نہیں بیٹھو گے۔ ہاں مالکم کو میں نے ہی بھیجا تھا اور اس نے میرے حکم پر ہارڈی کو ہلاک کیا ہے۔ بس اب خوش“...... ڈیگر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ یہ سب بتا کر ٹائیگر کی سات نسلوں پر احسان کر رہا ہو۔

”ہارڈی۔ کون ہارڈی“...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”وہ بھی مالکم کی طرح میرے لئے ہی کام کرتا تھا“...... ڈیگر نے جواب دیا۔

”تو تم نے اسے ہلاک کیوں کرایا“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”تم تو جانتے ہو کہ میں چھوٹے موٹے دھندے کرتا ہوں۔ کم دھندے کم پرافٹ اور اگر کوئی مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کرے تو وہ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ ہارڈی نے میرا مال ادھر ادھر کرنے کی کوشش کی تھی۔ جب میں نے اس سے مال واپس کرنے کا کہا تو وہ صاف مکر گیا۔ میرے آدمیوں نے اس کے گھر جا کر مال برآمد کیا۔ چونکہ اس نے مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کی تھی اس لئے میں نے مالکم کو اس کے پیچھے لگا دیا تا کہ وہ اسے ہلاک کر دے“۔ ڈیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جب تمہیں تمہارا مال واپس مل گیا تھا تو اسے نوکری سے نکال دیتے یا کوئی چھوٹی موٹی سزا دے دیتے۔ اسے ہلاک کرانے کی کیا

ضرورت تھی''...... ٹائیگر نے منہ بنا کر کہا۔

''کہہ تو رہا ہوں کہ میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں دھوکہ دینے والے کو برداشت کرنا میرے لئے ممکن نہیں''...... ڈیگر نے کہا اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے ٹائیگر کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹائیگر چونک پڑا۔ اس نے فوراً جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ سکرین پر عمران کا نام ڈسپلے ہوتے دیکھ کر وہ چونک پڑا۔

''اوکے۔ میں چلتا ہوں۔ تم سے پھر کبھی آ کر ملوں گا تب تک میرے لئے کوئی کام ضرور ڈھونڈ رکھنا''...... ٹائیگر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ارے بیٹھو۔ اتنے دنوں بعد آئے ہو کچھ دیر تو رکو''...... اسے اٹھتے دیکھ کر ڈیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ پھر کبھی۔ گڈ بائی''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ سیل فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔ راہداری سے ہوتا ہوا وہ ہال میں آیا اور پھر رکے بغیر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ باہر آتے آتے اس کا سیل فون آف ہو گیا۔ ٹائیگر پارکنگ میں آیا اور پھر وہ سیل فون کو دیکھنے لگا کہ اس بار جیسے ہی عمران کی کال آئے گی وہ فوراً کال اٹنڈ کر لے گا۔ ابھی وہ سیل فون دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک ٹھک کی آواز سنائی دی اور ٹائیگر کے ہاتھ سے سیل فون نکل کر دور جا گرا۔

ٹائیگر تیزی سے مڑا تو اس کے پیچھے ایک نوجوان کھڑا تھا۔ نوجوان کے ہاتھ میں سائیلنسر لگا ریوالور تھا۔ اس نے ہی ٹائیگر پر فائر کر کے اس کے ہاتھ سے سیل فون گرایا تھا۔

''تم''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا کیونکہ وہ وہی نوجوان تھا جس کا نام مالکم تھا اور جس نے سڑک پر کھڑی کار کو ہٹ کیا تھا۔

''ہاں میں۔ کیوں مجھے دیکھ کر تم ڈر گئے ہو''...... مالکم نے ریوالور لئے اس کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''کوبرا کسی سے نہیں ڈرتا سمجھے تم اور تمہیں کوبرا پر فائر کرنے کی جرأت کیسے ہوئی ہے''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''شکر کرو کہ میں نے تمہارے سیل فون کو نشانہ بنایا ہے۔ یہی گولی تمہاری کھوپڑی میں بھی سوراخ کر سکتی تھی''...... مالکم نے کہا۔

''ابھی ایسی کوئی گولی نہیں بنی ہے جو کوبرا کی کھوپڑی میں گھس سکے یا کوبرا کے جسم کو چیر سکے''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''ریوالور مالکم کے ہاتھ میں ہو تو پھر اس سے نکلنے والی گولیاں اسی کے جسم میں جاتی ہیں جس پر فائر کیا گیا ہو''...... مالکم نے کہا۔

''تو تم مجھے ہلاک کرنے آئے ہو''...... ٹائیگر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہیں پرائے پھڈے میں خواہ مخواہ ٹانگ اڑانے کی

عادت ہے۔ میں اس عادت سے تمہاری جان چھڑانے آیا ہوں اور تمہاری یہ عادت تمہیں ہلاک کرنے کے بعد ہی ختم ہو گی''۔ مالکم نے کہا۔

''تو مجھے ہلاک کرنے کے لئے تمہیں ڈیگر نے بھیجا ہے''۔ ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ مجھے راجر نے بتایا تھا کہ تم مجھے ڈھونڈ رہے ہو۔ تم نے اس سے جھوٹ بولا تھا کہ میں نے تمہیں قرض کی رقم لوٹانی ہے۔ تمہاری اس بات پر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ میں نے جب ہارڈی کی کار کو ٹکر ماری تھی تو اس وقت میں نے وہاں تمہاری کار بھی دیکھ لی تھی۔ اس کار میں تم کسی اور حلیئے میں تھے لیکن تمہیں دیکھتے ہی میں نے پہچان لیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ تم مجھ سے ہارڈی کو ہلاک کرنے کے بارے میں پوچھنے کے لئے ضرور آؤ گے''...... مالکم نے کہا۔

''یہ تمہارا اور ڈیگر کا معاملہ ہے۔ میں تو ویسے ہی یہاں آ گیا تھا۔ باتوں باتوں میں ڈیگر سے تمہاری بات ہو گئی اور اس نے خود بھی اقرار کیا ہے کہ اس نے تمہیں ہارڈی کی ہلاکت کا ٹاسک دیا تھا اس لئے بھلا مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ تم نے ہارڈی کو کیوں ہلاک کیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جھوٹ مت بولو۔ تم ڈیگر اور دوسروں کو تو چکر دے سکتے ہو لیکن مجھے نہیں''...... مالکم نے غرا کر کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... ٹائیگر نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری اصلیت جانتا ہوں''...... مالکم نے غرا کر کہا۔

''اصلیت۔ کیا مطلب۔ کیسی اصلیت''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تم صرف انڈر ورلڈ کی حد تک کوبرا ہو جبکہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اصل نام کیا ہے اور تم کس کے لئے کام کرتے ہو''۔ مالکم نے کہا تو ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ مالکم کی اس بات نے اس کی دماغ میں ہلچل سی مچانی شروع کر دی تھی۔ وہ واقعی انڈر ورلڈ میں کوبرا کے نام سے مشہور تھا اور وہ جب بھی کسی کلب، بار یا گیم روم میں کوبرا کی حیثیت سے جاتا تھا تو اپنا میک اپ بدل کر ایک بدمعاش کے روپ میں جاتا تھا۔ آج تک اس بات کا کسی کو علم نہیں تھا کہ کوبرا کا اصل روپ کیا ہے اور وہ کیا کرتا ہے۔ انڈر ورلڈ کی نظروں میں کوبرا ایک خطرناک بدمعاش تھا جس کے سامنے طاقتور اور انتہائی سفاک بدمعاش بھی ایک لمحے کے لئے نہ ٹھہر سکتا تھا۔ ان میں ڈیگر اور اس کے سینڈیکیٹ کے افراد بھی شامل تھے جو کوبرا سے بے حد خوف کھاتے تھے۔ ان میں سے ہی ایک اب ٹائیگر کے سامنے تھا اور اس پر نہ صرف ریوالور تانے کھڑا تھا بلکہ اس کے ارادے بھی نیک دکھائی نہ دے رہے تھے اور وہ اس سے کہہ رہا تھا کہ وہ اس کی اصلیت سے واقف ہے اور یہ بات ٹائیگر

کے لئے کسی خطرے کی گھنٹی سے کم نہ تھی۔

"کیا ہے میری اصلیت۔ بولو"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"یہ کہ تمہارا اصل نام عبدالحئ ہے اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے فری لانسر کے طور پر کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ علی عمران کے ساتھ ٹائیگر کے نام سے کام کرتے ہو اور خود کو علی عمران کا شاگرد کہتے ہو"...... مالکم نے انتہائی زہریلے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر سردی کی تیز لہر ٹائیگر کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اسی لمحے مالکم نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ایک شعلہ سا نکلا اور بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ٹائیگر کی جانب بڑھا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اچھا ہوا آپ آ گئے۔ میں آپ کو ہی کال کرنے والا تھا"۔ سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے سنجیدگی سے کہا۔

"لو میں تو سمجھا تھا کہ میں کافی دنوں بعد آیا ہوں اس لئے تم میری شان میں شعر کہو گے کہ وہ آئے دانش منزل میں خدا کی قدرت ہے لیکن تم میرے آنے پر بھرویں الاپنے لگ گئے ہو"۔ عمران نے مسکرا کر اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"بات ہی کچھ ایسی ہے جس کے لئے مجھے سنجیدہ ہونا پڑ رہا ہے"...... بلیک زیرو نے جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہاری اس بات پر مجھے بے چاری مرغی یاد آ جاتی ہے"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"مرغی۔ کیا مطلب"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

''صرف مرغی نہیں بے چاری مرغی کہا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سمجھا نہیں میں۔ آپ مرغی کو بے چاری کیوں کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے اسی انداز میں کہا۔

''مرغی سے زیادہ اس کی سنجیدگی میں بے چارگی ہوتی ہے''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن کیوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس لئے کہ مرغی ہمیشہ تب ہی سنجیدہ نظر آتی ہے جب اسے انڈہ دینا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''آپ بھی بات کو کہاں سے کہاں لے جاتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا کروں۔ تم جس طرح سے سنجیدہ دکھائی دے رہے ہو اس سے ہی مجھے بے چاری مرغی بلکہ مرغی کی بے چارگی کا خیال آ گیا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اب میں کیا کہوں آپ سے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جو دل میں آئے وہ کہہ لو لیکن برا نہ کہنا جو بھلا ہو وہی کہنا''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نہ چاہتے ہوئے بھی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''اچھا سنیں ایک بری خبر ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کہا بھی تھا کہ برا نہ کہنا لیکن پھر بھی تم بری خبر سنانا چاہتے ہو''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''ڈاکٹر احسان اللہ کو ان کے تمام ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے اور انہوں نے جو ٹاپ زیرو میزائل ایجاد کیا تھا اس کا فارمولا چوری کر لیا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے تو میں پریشان ہوں اور یہی بتانے کے لئے میں آپ کو کال کرنے والا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کب ہوا یہ سانحہ اور تمہیں کیسے پتہ چلا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر احسان اللہ کی ہلاکت اور ٹاپ زیرو میزائل کے فارمولے کی چوری کا سن کر وہ یکلخت سنجیدہ ہو گیا تھا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے سر سلطان کا فون آیا تھا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ سر داور نے کسی سلسلے میں ڈاکٹر احسان اللہ سے فون پر بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ فون اٹنڈ ہی نہیں کر رہے تھے۔ سر داور نے ڈاکٹر احسان اللہ کے پاس اپنا ایک عزیز بھی بطور اسسٹنٹ تعینات کیا ہوا تھا۔ انہوں نے اس سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن اس سے بھی رابطہ نہ ہوا تو سر داور نے خصوصی طور پر لیبارٹری سے اپنا ایک اسسٹنٹ وہاں بھیج دیا جس نے وہاں قتل

عام دیکھ کر سرداور کو کال کرز کے بتایا اور پھر سرداور نے سر سلطان کو کال کیا تھا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تم نے معلوم کیا کہ تحقیقات کے لئے وہاں کون گیا ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ ابتدائی طور پر تحقیقات کے لئے سنٹرل انٹیلی جنس کو ہی بھیجا گیا ہے۔ جس کا سربراہ سوپر فیاض ہے تاکہ وہ ابتدائی تحقیقات کے ساتھ ساتھ لاشوں کو بھی اپنی تحویل میں لے سکے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”اس نانسنس نے کیا تحقیقات کرنی ہیں“...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے سیل فون کا لاؤڈر آن کیا۔ دوسری طرف بیل جاتی سنائی دی۔

”ہونہہ۔ اب اسے کیا ہوا ہے یہ کال اٹنڈ کیوں نہیں کر رہا“۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر احسان اللہ کی ہلاکت اور ان کے ٹاپ زیرو میزائل کے فارمولے کے چوری ہونے کا سن کر اس کے دماغ پر چھپکلی سی سوار ہو گئی تھی اور اس کے چہرہ چٹانوں کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

”ہو سکتا ہے کہیں مصروف ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے ایک بار پھر ٹائیگر کا نمبر ملایا لیکن دو بار بیل جاتے ہی سیل فون کا رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ کیا ہوا۔ ٹائیگر نے کال ڈسکنکٹ کیوں کر دی“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ایک بار پھر نمبر ملایا لیکن اس بار دوسری جانب سے سیل فون سوئچڈ آف ہونے کا پیغام سنائی دیا۔

”لگتا ہے وہ کسی ایسی جگہ موجود ہے جہاں وہ آپ کی کال سننے سے گریز کر رہا ہے اسی لئے اس نے رابطہ منقطع کر دیا ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”انڈر ورلڈ کے سوا وہ کہاں جا سکتا ہے۔ تم جولیا کو کال کرو اور اس سے کہو کہ وہ صفدر کو لے کر ڈاکٹر احسان اللہ کی رہائش گاہ جائے اور وہاں جا کر خود تحقیقات کرے۔ اس سے کہنا کہ وہ دونوں ریڈ کارڈز کا استعمال کریں تاکہ سوپر فیاض ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ڈال سکے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور فون اٹھا کر تیزی سے جولیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔ جولیا کو ہدایات دینے کے بعد اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”تحقیقات اگر سوپر فیاض کر رہا ہے تو پھر تمہیں اس بات کا کیسے پتہ چلا کہ ڈاکٹر احسان اللہ کے ٹاپ زیرو میزائل کا فارمولا بھی چوری کر لیا گیا ہے“...... عمران جو گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا، نے چونک کر پوچھا۔

”وہاں سے سی سی کیمرے کی فوٹیج ملی ہیں۔ فوٹیج میں ایک آدمی نے پہلے ڈاکٹر احسان اللہ کی رہائش گاہ میں بے ہوش کر

دینے والی گیس فائر کی پھر اس نے سب بے ہوش افراد کو ایک جگہ جمع کر کے ان پر گولیاں برسا کر انہیں ہلاک کیا اور پھر وہ لیبارٹری کا دروازہ کسی سائنسی آلے سے پگھلا کر اندر داخل ہو گیا۔ بے ہوشی کی گیس کے اثرات لیبارٹری تک پہنچے تھے جس سے وہاں موجود تمام افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ اس آدمی نے ڈاکٹر احسان اللہ کو چھوڑ کر باقی سب کو بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کر دیا اور پھر اس نے ڈاکٹر احسان اللہ کو ایک کرسی پر بٹھا کر باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ آدمی ڈاکٹر احسان اللہ کو انجکشن لگا کر ہوش میں لایا اور پھر اس نے ڈاکٹر احسان اللہ پر انتہائی بہیمانہ تشدد کیا اور اس کے بعد اس نے ڈاکٹر احسان اللہ کی بتائی ہوئی جگہ پر موجود ایک خفیہ سیف کھولا اور اس میں رکھی ہوئی فائل نکال لی۔ اس فائل پر ٹاپ زیرو لکھا ہوا تھا۔ اس نے ڈاکٹر احسان اللہ سے فائل کی تصدیق کی اور پھر اسے بھی گولی مار کر ہلاک کر دیا اور وہاں سے نکل گیا''...... بلیک زیرو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''یہ ساری کارروائی ایک ہی آدمی نے کی ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ اکیلا ہی تھا۔ ڈاکٹر احسان اللہ کی رہائش گاہ میں تقریباً بیس سی سی کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ سر داور کے اسسٹنٹ نے ان تمام کیمروں کی فوٹیج چیک کی تھیں۔ کسی بھی کیمرے میں اس حملہ آور کے سوا دوسرا آدمی دکھائی نہ دیا تھا۔ سر داور کے

اسسٹنٹ نے سر داور کے کہنے پر وہ تمام فوٹیج انٹرنیٹ کے ذریعے انہیں بھیج دی تھی جو سر سلطان نے سر داور سے کہہ کر اپنے کمپیوٹر پر ڈاؤن لوڈ کرا لی تھیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا تم نے سر سلطان سے وہ فوٹیج اپنے پاس ٹرانسفر کرائی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دیکھی ہیں وہ تصاویر تم نے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ آپ کے آنے سے پہلے میں وہی تصاویر دیکھ رہا تھا۔ میں نے تمام تصاویر ماسٹر ڈیٹا مشین میں لوڈ کر دی ہیں۔ دکھاؤں آپ کو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کیا ان تصاویر میں اس آدمی کا چہرہ واضح ہے جس نے یہ ساری کارروائی کی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس نے چہرے پر نقاب چڑھایا ہوا تھا۔ وہ شاید کسی خفیہ راستے سے رہائش گاہ میں آیا تھا جہاں سی سی کیمرے نہیں لگے ہوئے تھے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''دکھاؤ مجھے تصویریں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور اپنے قریب پڑی ہوئی مشین کو آپریٹ کرنے لگا۔ دائیں طرف دیوار پر ایک بڑی سکرین لگی ہوئی تھی جو آف تھی۔ بلیک زیرو نے ایک بٹن پریس کر کے اسے آن کیا اور پھر

اس نے مشین کے مزید دو بٹن پریس کئے تو سکرین پر ایک رہائش گاہ کا منظر دکھائی دیا۔ اس منظر میں رہائش گاہ کے افراد ادھر ادھر گرے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ پھر ایک لمبا تڑنگا سیاہ پوش دکھائی دیا۔ جو بے ہوش افراد کو اٹھا کر ایک جگہ جمع کر رہا تھا اس کے بعد تصویر میں ان افراد کو گولیاں مارتے دکھایا گیا۔ پھر لیبارٹری کا منظر آیا۔ وہاں بھی تمام افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ سیاہ پوش دروازے کا تالا کسی پیسٹ سے پگھلا کر لیبارٹری میں داخل ہوا۔ اس نے ڈاکٹر احسان اللہ کو چیک کر کے ایک کرسی پر بٹھایا۔ اسے رسی سے باندھا جو وہ اپنے ساتھ لایا تھا پھر اس نے باقی سب کو بے ہوشی کی حالت میں ہی گولیاں مار دیں۔ اس کے بعد وہ ڈاکٹر احسان اللہ کے پاس آیا۔ اس نے جیب سے سرنج نکال کر ڈاکٹر احسان کو انجکشن لگا کر ہوش دلایا۔ ڈاکٹر احسان ہوش میں آنے کے بعد اپنے اردگرد لاشیں اور اپنے سامنے ایک سیاہ پوش کو دیکھ کر انتہائی ہراساں دکھائی دے رہے تھے۔

سیاہ پوش نے جیب سے خنجر نکالا اور پھر وہ ڈاکٹر احسان پر بہیمانہ تشدد کرنے لگا۔ اس نے ڈاکٹر احسان کے دونوں گال چیر دیئے تھے۔ کان اور ناک کاٹنے کے ساتھ ساتھ اس نے خنجر مار کر ڈاکٹر احسان کی ایک آنکھ بھی نکال دی تھی۔ ڈاکٹر احسان تصویروں میں انتہائی اذیت میں مبتلا دکھائی دے رہے تھے۔ پھر شاید انہوں نے لاشعوری کیفیت میں سیاہ پوش کو کچھ بتایا تھا۔ سیاہ پوش لیبارٹری

کے ایک کمرے میں گیا اور اس نے دیوار میں چھپا ہوا ایک خفیہ سیف اوپن کیا اور پھر کوڈز لاک کھول کر اس میں سے ایک فائل نکال لی۔ دوسری تصویر میں اس فائل کو کلوز کیا گیا تھا جس پر ٹاپ زیرو لکھا ہوا تھا۔ سیاہ پوش نے فائل کھولی تو کھلی ہوئی فائل کے صفحات کی بھی کلوز تصویریں دکھائی دیں۔ اس کے بعد اگلی تصویروں میں سیاہ پوش واپس آتا اور ڈاکٹر احسان کو مشین پسٹل سے گولیاں مارتا دکھائی دیا۔ عمران غور سے ان تصویروں کو دیکھ رہا تھا۔ سیاہ پوش نے جس طرح سے خود کو سیاہ لباس اور سیاہ نقاب میں چھپایا ہوا تھا واقعی اس کی شناخت ممکن نہ تھی۔

”اس کا چہرہ کلوز کرنا“...... عمران نے ایک تصویر میں سیاہ پوش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو تصویر کلوز کرنے لگا۔

”اور کلوز کرو اس کی آنکھیں دکھاؤ مجھے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو تصویر کو مزید کلوز کرنے لگا۔ اب سیاہ نقاب میں بنے ہوئے ہولز سے اس سیاہ پوش کی آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ براؤن رنگ کی آنکھیں جن میں سرد مہری اور سفاکی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان آنکھوں کو دیکھ کر عمران چونک پڑا۔

”یہ تو وہی ہے“...... عمران نے کہا۔

”وہی۔ کیا مطلب۔ کون وہی“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”مجھے اس کی آنکھیں دیکھ کر یاد آ رہا ہے کہ اسے میں نے احمد باد سے واپس آتے ہوئے ایک کار میں دیکھا تھا“...... عمران نے

کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو عبدالکریم سے ملنے احمد آباد جانے اور پھر واپس آنے کا تمام احوال بتا دیا۔

''کیا آپ کو یقین ہے کہ یہ وہی ہے جسے آپ نے راستے میں دیکھا تھا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس کی آنکھیں بالکل وہی ہیں۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن آپ اسے کیسے جانتے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی میں سوچ رہا ہوں۔ وہ چہرہ میرا جانا پہچانا ہے لیکن کوشش کے باوجود مجھے یاد نہیں آ رہا ہے کہ میں نے اسے پہلے کہاں دیکھا تھا یا میں اسے کس حیثیت سے جانتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تو سوچیں ہو سکتا ہے کہ یاد آ جائے''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور اپنے دماغ کے بند دریچوں میں جھانکنے کی کوشش کرنے لگا۔ بلیک زیرو خاموشی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک عمران کے دماغ میں کوندا سا لپکا۔

''مارس۔ اس کا نام مارس ہے''...... عمران نے کہا۔

''مارس۔ کون ہے یہ''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''اس کا تعلق شاید فاسٹ کلب سے ہے۔ ٹائیگر اس کلب میں اکثر جاتا ہے۔ ایک بار میں بھی اس کے ساتھ وہاں گیا تھا تب ٹائیگر نے اس سے میری ملاقات کرائی تھی۔ چونکہ اس سے ایک

سرسری سی ملاقات ہوئی تھی اس لئے وہ میرے دماغ سے نکل گیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا وہ یہ ساری کارروائی کر کے احمد آباد کی طرف چلا گیا تھا''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسا ہی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو پھر میں ممبران سے کہوں کہ وہ اسے احمد آباد جا کر تلاش کریں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس میں مجھ سے پوچھنے والی کیا ضرورت ہے۔ تم ایکسٹو ہو۔ ایسے موقع پر پاور آف ایکسٹو کا استعمال کیا کرو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو مسکرا دیا۔

''تو پھر مجھے اس آدمی کا اصل حلیہ بتا دیں تاکہ میں ممبران کو بریف کر سکوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اسے تفصیل سے مارس کا حلیہ بتانا شروع کر دیا۔ بلیک زیرو نے فوراً رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ عمران کے چہرے پر بدستور سوچ کے تاثرات تھے۔

''ایک منٹ۔ فون بند کرو''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے فوراً رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تم جولیا، صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو احمد آباد کی طرف روانہ کرو۔ میں ٹائیگر کو دیکھتا ہوں اور پھر اس کے ساتھ ڈاکٹر احسان اللہ کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔ میں خود بھی ایک نظر ان کی

لیبارٹری کو چیک کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور جولیا کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا جبکہ عمران اٹھا اور پھر وہ دانش منزل سے نکلتا چلا گیا۔

جیسے ہی مالکم نے فائر کیا ٹائیگر نے فوراً دوسری سمت چھلانگ لگا دی۔ گولی ٹھیک اس کے سر کے پاس سے گزرتی چلی گئی۔ ٹائیگر کو چھلانگ لگا کر بچتے دیکھ کر مالکم کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا اس نے لگا تار ٹائیگر پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ ٹائیگر بھی عمران کا شاگرد تھا۔ وہ سنگ آرٹ تو نہ جانتا تھا لیکن عمران کی صحبت میں رہ کر اس نے بھی مسلسل ہونے والی فائرنگ سے بچنے کے گُر سیکھ لئے تھے اس لئے مالکم کی ایک بھی گولی اسے نہ چھو سکی تھی۔ یہاں تک کہ مالکم کا ریوالور خالی ہو گیا۔

"بس تمہارے ریوالور میں اتنی ہی گولیاں تھیں"...... ٹائیگر نے قلابازی کھا کر مالکم کے سامنے آتے ہوئے زہر خند لہجے میں کہا تو مالکم کے حلق سے غراہٹ نکلی اور اس نے پوری قوت سے ٹائیگر پر خالی ریوالور کھینچ مارا۔ ریوالور ٹائیگر پر پھینکتے ہی اس نے تیزی سے ٹائیگر کی طرف چھلانگ لگائی۔ اس کا خیال تھا کہ ٹائیگر پھینکے ہوئے

ریوالور سے بچنے کی کوشش کرے گا اور دائیں بائیں ہو گا۔ اس نے اسی حساب سے چھلانگ لگائی تھی لیکن ٹائیگر اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ ہلا تھا۔ اس نے ہوا میں ہی مالکم کا پھینکا ہوا ریوالور دبوچ لیا اور پھر جیسے ہی مالکم چھلانگ لگا کر اس کے قریب آیا ٹائیگر تیزی سے گھوما۔ گھومتے ہی اس نے ایک ہاتھ سے مالکم کی کمر پر تھپکی دی اور دوسرے ہاتھ میں موجود مالکم کے دبوچے ہوئے ریوالور کا دستہ مالکم کے سر پر مار دیا۔ مالکم کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ دھم سے اس کے پیروں کے پاس گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا ٹائیگر نے اس کے سر پر ٹانگ مار دی۔ مالکم تڑپ اٹھا۔ وہ تیزی سے کروٹ بدل کر پیچھے ہٹ گیا۔ ٹائیگر نے اس کے سر پر ریوالور اور ٹانگ کی ضربیں لگائی تھیں لیکن مالکم ضرورت سے زیادہ ہی سخت جان معلوم ہو رہا تھا۔ ان دونوں ضربات سے اسے کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ کروٹیں بدلتا ہوا پیچھے ہٹا اور پھر تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''تت۔ تت۔ تم نے مالکم پر ہاتھ اٹھایا۔ مالکم دی گریٹ پر۔ اب دیکھنا مالکم تمہارا کیا حشر کرتا ہے''...... مالکم نے چیختے ہوئے کہا اور مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا ٹائیگر کی طرف بڑھا۔ ٹائیگر نے ریوالور ایک طرف اچھالا اور مالکم کے سامنے جم کر کھڑا ہو گیا۔ مالکم نے آگے بڑھتے ہوئے ایک بار پھر ٹائیگر کی طرف چھلانگ لگائی۔ اس نے آگے آتے ہی ٹائیگر کے منہ پر مکا مارنے کی کوشش

کی لیکن ٹائیگر فوراً سائیڈ پر ہو گیا۔ مالکم نے پلٹ کر ٹائیگر پر حملہ کرنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتا ٹائیگر نے پوری قوت سے مالکم کی ٹانگوں پر اس انداز میں ٹانگ ماری کہ مالکم کی دونوں ٹانگیں مڑیں اور وہ یکلخت گھٹنوں پر جھک گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا ٹائیگر نے پوری قوت سے اس کے پہلو میں ٹانگ رسید کر دی۔ مالکم کے منہ سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل زمین پر گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا، ٹائیگر اچھل کر اس کے نزدیک آیا اور اس نے ایک بار پھر مالکم کے سر پر ٹھوکر رسید کر دی۔ مالکم کے منہ سے پھر چیخ نکلی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹائیگر کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی لیکن ٹائیگر نے دوبارہ اس کے سر کے پچھلے حصے پر ضرب لگائی تو مالکم سر پکڑ کر بری طرح سے تڑپنے لگا۔ ٹائیگر نے جیب سے فوراً مشین پسٹل نکالا اور اس کا رخ مالکم کی جانب کر دیا۔ مالکم چند لمحے تڑپتا رہا پھر اس نے خود کو سنبھالا اور پلٹ کر ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگا۔

''بس۔ اب چپ چاپ کھڑے ہو جاؤ۔ میں تم جیسے تھرڈ کلاس غنڈے سے لڑ کر اپنی انرجی ضائع نہیں کرتا۔ اٹھو فوراً''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا تو مالکم اسے کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہوا آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''مجھے زندہ رہنے کا موقع مت دو ٹائیگر۔ اگر گولی چلانی ہے تو چلا دو۔ مجھے موقع ملا تو میں کسی بھی صورت میں تمہیں زندہ نہیں

چھوڑوں گا''...... مالکم نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہاری خواہش ضرور پوری کروں گا لیکن مرنے سے پہلے یہ تو بتا دو کہ تم نے ہارڈی کو کیوں ہلاک کیا تھا''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''میں حکم کا غلام ہوں۔ بس اس کے سوا میں کچھ نہیں جانتا''۔ مالکم نے کہا۔

''ہونہہ۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ہارڈی تمہارا دوست تھا۔ تم اکثر اکٹھے اٹھتے بیٹھتے اور کھاتے پیتے تھے۔ پھر تم میں اتنی ہمت کہاں سے آئی کہ تم نے باس کے کہنے پر ہارڈی کو اس قدر بے دردی سے ہلاک کر دیا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''حکم کے آگے کوئی دوست یا عزیز نہیں ہوتا''...... مالکم نے اسی انداز میں کہا۔ اسی لمحے اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھری۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر کچھ سمجھتا اچانک اسے سر کے پچھلے حصے میں سوئی سی چبھتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر کے پیچھے گیا لیکن اسی لمحے اس کے دماغ میں ایک زور دار دھماکہ ہوا اور اس کے دماغ میں سیاہ چادر سی تن گئی جس کے نتیجے میں اس کی آنکھوں کے سامنے بھی اندھیرا آ گیا۔ ٹائیگر کے ہاتھ سے مشین پسٹل نیچے گرا اور پھر وہ بھی لہراتے ہوئے گرتا چلا گیا۔ پھر جس طرح دور اندھیرے میں جگنو سا چمکتا ہے اسی طرح سے روشنی کا ایک نقطہ سا چمکا اور تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔ ہوش میں آتے ہی

ٹائیگر نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر رسیوں سے بری طرح سے جکڑا ہوا ہے۔ شعور جاگتے ہی اسے سابقہ منظر یاد آ گیا کہ وہ عمران کی کال سننے کے لئے پارکنگ میں گیا ہی تھا کہ اس کے پیچھے مالکم آ گیا تھا جس نے اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے دوست ہارڈی کی کار کو ہٹ کیا تھا۔ مالکم نے اس پر فائرنگ کی تھی اور گولیاں ٹائیگر کو نہ لگنے کی وجہ سے وہ غصے میں آ گیا تھا اور اس نے ٹائیگر پر حملہ کر دیا تھا۔ ٹائیگر نے اسے آڑے ہاتھوں لے کر چند ہی لمحوں میں زیر کر لیا تھا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر مالکم پر تان لیا تھا۔

ابھی ان میں چند باتیں ہی ہوئی تھیں کہ پیچھے سے اس پر نیڈل تھرو کی گئی جس کی چبھن ٹائیگر کو اپنی گردن کے عقبی حصے پر ہوئی تھی۔ اس کا ہاتھ گردن کی پچھلی طرف گیا ہی تھا کہ اس کے دماغ میں دھماکہ ہوا اور وہ فوراً بے ہوش ہو کر گر گیا تھا۔ اس پر جو نیڈل تھرو کی گئی تھی اس پر انتہائی زود اثر بے ہوشی کی دوا لگی ہوئی تھی جس نے ٹائیگر کو سوچنے سمجھنے یا کچھ کرنے کا موقع ہی نہ دیا تھا اور اب وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔

ٹائیگر نے ادھر ادھر دیکھا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جو کسی تہہ خانے جیسا لگ رہا تھا۔ کمرے میں سامان نام کی کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی۔ دیواروں پر جدید اور پرانے ایذاء رسانی کے آلات

لگے ہوئے تھے۔ ٹائیگر کی کرسی کے پاس ایک پورٹیبل مشین بھی پڑی تھی جس کے ساتھ ایک راڈ پر شیشے کا بڑا سا گلوب بھی لٹک رہا تھا۔ اس گلوب پر چند رنگین بلب تھے اور اس میں سے کئی تار سے نکل کر مشین میں جا رہے تھے۔ مشین آف تھی۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا اور اس کمرے کا ایک ہی روشن دان تھا جہاں سے کسی دوسرے کمرے میں جلتے ہوئے بلب کی روشنی اندر آ رہی تھی۔ کمرے میں ٹائیگر کے سوا کوئی نہیں تھا۔

''ہونہہ۔ یہ ضرور ڈیگر کا کام ہے۔ اس نے ہی مالکم کے پیچھے کسی کو بھیجا ہوگا جس نے مجھ پر عقب سے وار کیا تھا''...... ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے جسم کو زور سے جھٹکا دیا لیکن اسے نہایت سختی سے باندھا گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ ٹائیگر مزید جھٹکے دے کر بندھی ہوئی رسیاں ڈھیلی کرتا اسی لمحے کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور یہ دیکھ کر ٹائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ آنے والا مالکم تھا۔ اس نے کمرے کا دروازہ لات مار کر کھولا تھا۔ اس کے پیچھے ایک اور نوجوان اور نوجوان کے ساتھ فاسٹ کلب کا مالک ڈیگر بھی تھا۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا''...... مالکم نے ٹائیگر کے سامنے آ کر انتہائی تمسخر بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں تمہارے خیال میں مجھے اسی بے ہوشی میں ہلاک ہو جانا چاہئے تھا''...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ ڈیگر کے ساتھ آنے

والے آدمی کے ہاتھ میں مشین گن تھی جس نے آتے ہی مشین گن کا رخ ٹائیگر کی طرف کر دیا تھا۔ ڈیگر غور سے ٹائیگر کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''میں تو تمہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن باس نے تمہیں زندہ پکڑنے کا حکم دیا تھا۔ تمہارے پیچھے ہنری آیا تھا اس نے تم پر نیڈل تھرو گن سے نیڈل پھینکی تھی جس نے ایک لمحے میں تمہارا دماغ مفلوج کر دیا تھا اور تم بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ میں نے تمہیں گرتے دیکھ کر تمہارا مشین پسٹل اٹھایا تھا اور تم پر فائرنگ کرنے ہی لگا تھا کہ ہنری نے مجھے یہ کہہ کر فائرنگ کرنے سے روک دیا کہ باس نے تمہیں زندہ پکڑنے کا حکم دیا ہے''...... مالکم نے کہا۔

''جانتے ہو میں نے تمہیں اب تک زندہ کیوں رکھا ہے''۔ ڈیگر نے کہا۔

''نہیں۔ تم بتا دو''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''میں نے تمہارے جاتے ہی مالکم کو کال کر کے سب کچھ بتا دیا تھا اور اسے فوراً تمہارے پیچھے بھیج دیا تھا تاکہ یہ تمہیں ہلاک کر دے۔ میں نے اس سے کہا تھا کہ تمہیں ہلاک کرتے ہوئے اپنا سیل فون آن رکھے تاکہ تم اس کی گولی کا نشانہ بنو تو میں تمہاری آخری چیخ ضرور سن سکوں۔ مالکم اور تم نے جو بھی باتیں کی تھیں وہ سب میں نے سن لی تھیں۔ باتوں باتوں میں مالکم تم سے کچھ ایسی

باتیں کہہ گیا تھا جو میرے علم میں نہ تھیں۔ چونکہ اس نے سیل فون آن کر کے جیب میں رکھا ہوا تھا اس لئے میں اسے تمہیں ہلاک کرنے سے نہیں روک سکتا تھا اس لئے میں نے فوراً ہنری کو وہاں بھیج دیا کہ وہ مالکم کو تمہیں ہلاک کرنے سے روکے اور تمہیں بے ہوش کر کے میرے پاس لے آئے''...... ڈیگر نے کہا۔

''کون سی باتیں سنی تھیں تم نے''...... ٹائیگر نے اس کی طرف تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''یہی کہ تم کوبرا نہیں ٹائیگر ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کرنے والے علی عمران کے شاگرد ٹائیگر''...... ڈیگر نے کہا۔

''یہ بکواس کر رہا ہے۔ میں کسی عمران یا ٹائیگر کو نہیں جانتا۔ میں کوبرا ہوں اور کوبرا کون ہے یہ تم بخوبی جانتے ہو''...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

''مجھے بھی اس بات پر یقین نہیں آیا تھا۔ اسی لئے تو میں نے تمہیں اس سے ہلاک ہونے سے بچایا ہے کیونکہ میں سچ تم سے سننا چاہتا ہوں''...... ڈیگر نے کہا۔

''مالکم جھوٹ بول رہا ہے۔ میں صرف کوبرا ہوں اور میرا کسی عمران یا ٹائیگر سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... ڈیگر نے کہا۔

''کیوں مالکم۔ اب تم کیا کہتے ہو''...... ڈیگر نے مالکم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ مجھے اس کا میک اپ صاف کرنے دیں۔ ابھی

دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا''...... مالکم نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کرو اس کا میک اپ صاف۔ میں بھی دیکھتا ہوں کہ یہ واقعی کوبرا ہے یا ٹائیگر۔ اگر یہ ٹائیگر ہوا تو دیکھنا میں اسے دھوکہ دینے کے جرم کی کیا سزا دیتا ہوں۔ میں اسے انتہائی بے رحمی اور سفاکی سے اپنے ہاتھوں سے ہلاک کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی اس کی روح صدیوں تک بلبلاتی رہے گی''...... ڈیگر نے کہا۔

''اور اگر میں میک اپ میں نہ ہوا تو''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''مرنا تو تمہیں ہر حال میں ہے لیکن اس صورت میں اپنی موت سے پہلے تم مالکم کی دردناک موت کا نظارہ دیکھو گے''...... ڈیگر نے غرا کر کہا۔

''آپ فکر نہ کریں باس۔ میں ابھی چند لمحوں میں اس کا اصل چہرہ آپ کے سامنے لے آؤں گا''...... مالکم نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''تو شروع ہو جاؤ''...... ڈیگر نے کہا تو مالکم، ٹائیگر کو طنزیہ نظروں سے دیکھتا ہوا اس کی طرف بڑھا اور پھر وہ سائیڈ پر پڑی ہوئی مشین کی طرف مڑا اور اسے آن کرنے لگا۔ چند ہی لمحوں میں مشین آن ہو گئی تو مالکم نے راڈ پر لٹکا ہوا شیشے کا گلوب اٹھایا اور اسے لے کر ٹائیگر کے عقب میں آ گیا۔ اس نے گلوب ٹائیگر کے سر پر چڑھایا۔ ٹائیگر کا چہرہ اس گلوب میں چھپ گیا تو مالکم نیچے

سے گلوب کے تسمے باندھنے لگا۔ ٹائیگر نے اس پر کوئی ردِ عمل ظاہر نہ کیا تھا۔ مالکم نے اچھی طرح سے ٹائیگر کے سر پر گلوب فکس کیا اور پھر اس نے گلوب پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی گلوب پر لگے رنگ برنگے بلب جلنے بجھنے لگے۔ مالکم نے ایک اور بٹن پریس کیا تو گلوب میں نیلے رنگ کی روشنی سی بھر گئی۔ نیلی روشنی دیکھ کر مالکم واپس مشین کی طرف آیا اور اسے آپریٹ کرنے لگا۔

اس نے مشین کا ایک بٹن پریس کیا تو اچانک ٹائیگر کو گلوب میں حدت سی پیدا ہوتی ہوئی محسوس ہوئی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے گلوب میں کوئی ہیٹر آن ہو گیا ہو جس سے حدت پیدا ہو رہی تھی۔ ٹائیگر کے چہرے کے مساموں سے پسینہ پھوٹ نکلا۔ اسے گرم ہوا آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی اور گلوب میں بھاپ سی پھیلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ٹائیگر کا چہرہ بھاپ زدہ گلوب میں چھپ گیا۔ گلوب میں اتنی حدت پیدا ہو گئی تھی کہ ٹائیگر کو اپنا چہرہ جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور اسے بے تحاشہ پسینہ آ رہا تھا۔ پھر ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے چہرے کی کھال جلنا شروع ہو گئی ہو۔ اسے شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔

اس نے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں تاکہ وہ اس اذیت کو برداشت کر سکے۔ شدید اذیت کے باوجود وہ ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ دیر تک مالکم مشین سے گلوب کا ٹمپریچر بڑھاتا رہا جس سے ٹائیگر کی قوت

برداشت ختم ہوتی جا رہی تھی لیکن وہ اپنی تمام تر قوت مجتمع کر کے اس تکلیف کو برداشت کر رہا تھا۔ گلوب مکمل طور پر بھاپ سے بھر گیا تھا اور گلوب کے نیچے سے پانی کے قطرے بھی ٹپکنا شروع ہو گئے تھے۔ مالکم چند لمحے بیٹھا ٹائیگر کی طرف دیکھتا رہا پھر اس نے مشین آف کرنا شروع کر دی۔ مشین آف کرنے کے بعد وہ اٹھا اور اس نے ٹائیگر کے عقب میں آ کر گلوب کے بٹن بھی آف کر دیئے۔ گلوب پر جلتے بجھتے بلب آف ہوئے تو مالکم نے گلوب کے نیچے باندھے ہوئے تسمے بھی کھول دیئے۔

”ہنری جا کر ایک تولیہ لے آؤ“...... مالکم نے ڈیگر کے ساتھ کھڑے مشین گن بردار سے مخاطب ہو کر کہا تو ہنری نے جواب طلب نظروں سے ڈیگر کی طرف دیکھا۔ ڈیگر نے اثبات میں سر ہلا کر اسے اجازت دی تو وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

”میں نے پلس ڈگری تک ہیٹ اپ کیا ہے۔ گلوب سے نکلنے والی حدت اتنی تیز تھی کہ اس نے جو بھی میک اپ کیا ہو گا وہ اس ہیٹ سے جل گیا ہو گا۔ اب اس کے چہرے پر تولیہ رگڑنے کی دیر ہے اس کے بعد آپ کے سامنے اس کا اصل چہرہ آ جائے گا“۔ مالکم نے ڈیگر سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مالکم نے ابھی تک ٹائیگر کے سر سے گلوب نہیں ہٹایا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہنری ایک تولیہ لے کر آیا اور اس نے تولیہ مالکم کو

دے دیا۔ مالکم نے تولیہ اپنے کاندھے پر رکھا اور پھر اس نے ٹائیگر کے سر سے گلوب اتار لیا۔

ٹائیگر کا چہرہ سیاہی مائل ہو رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے سر کے بل کسی بھٹی میں ڈال دیا گیا ہو جس سے اس کا چہرہ جل کر سیاہ پڑ گیا ہو۔ اس کا چہرہ پسینے سے شرابور ہو رہا تھا۔ ٹائیگر کے چہرے پر سیاہی دیکھ کر مالکم کے ہونٹوں پر فتح مندانہ مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے گلوب مشین کے ساتھ لگے ہوئے راڈ سے لٹکایا اور پھر دوبارہ ٹائیگر کے پاس آ گیا۔ اس نے کاندھے سے تولیہ اتارا اور پھر وہ ٹائیگر کے چہرے پر زور زور سے تولیہ رگڑنے لگا۔ تولیہ رگڑتے ہی ٹائیگر کا چہرہ صاف ہونا شروع ہو گیا۔

ڈیگر اور اس کے ساتھ کھڑے ہنری کی نظریں ٹائیگر کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔ کچھ ہی دیر میں ٹائیگر کے چہرے کی سیاہی صاف ہو گئی اور یہ دیکھ کر ڈیگر کا منہ بن گیا کہ ٹائیگر کے چہرہ ویسا ہی تھا جیسا پہلے تھا۔ اس کے چہرے کی نہ جلد جلی تھی اور نہ ہی کسی میک اپ کے اثرات دکھائے دیئے تھے۔ مالکم بھی ٹائیگر کا چہرہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس مشین سے تو جدید سے جدید میک اپ بھی جل کر ختم ہو جاتا ہے۔ پھر اس کا چہرہ صاف کیوں نہیں ہوا''...... مالکم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ پاگلوں کے انداز میں ٹائیگر کے چہرے پر تولیہ رگڑنے لگا۔

''تم نے تو کہا تھا کہ یہ میک اپ میں ہے۔ پھر اس کا میک اپ صاف کیوں نہیں ہو رہا۔ نانسنس''...... ڈیگر نے ٹائیگر کے چہرے پر کوئی بدلاؤ آتے نہ دیکھ کر برا سا منہ بناتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں باس۔ یہ میک اپ میں ہی ہے۔ لیکن......'' مالکم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''لیکن۔ لیکن کیا نانسنس۔ اگر یہ میک اپ میں ہے تو پلس مشین کے سامنے اس کا میک اپ کیسے ٹھہر سکتا ہے۔ میں دیکھ رہا تھا تم جان بوجھ کر مشین سے اس کے چہرے کو زیادہ سے زیادہ ہیٹ اپ کر رہے تھے تاکہ میک اپ کے ساتھ اس کا چہرہ بھی جھلس جائے لیکن کیا فائدہ ہوا۔ نہ اس کا میک اپ واش ہوا اور نہ ہی اس کے چہرے پر جلنے کا کوئی نشان ابھرا ہے''...... ڈیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اسی بات پر تو میں حیران ہو رہا ہوں۔ اس مشین کے سامنے کوئی بھی میک اپ نہیں ٹھہر سکتا پھر اس کا چہرہ۔ اوہ اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ اس نے ضرور کوئی ایسا میک اپ کر رکھا ہے جسے پلس مشین بھی واش نہیں کر سکی ہے''...... مالکم نے کہا۔

''ایسا کون سا میک اپ ہو سکتا ہے جسے پلس مشین بھی صاف نہ کر سکے''...... ڈیگر نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پلس مشین صرف میک اپ زدہ چہروں پر اثر دکھاتی ہے۔

جس کے چہرے پر میک اپ ہی نہ ہو اسے بھلا مشین سے کیا نقصان پہنچ سکتا ہے''...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو''...... مالکم نے غصے سے چیختے ہوئے انداز میں کہا۔

''مطلب صاف ہے کہ تم جھوٹے ہو۔ تم نے گلوب میں جس قدر ہیٹ پیدا کی تھی اس ہیٹ میں میرے چہرے کو اسی صورت میں نقصان پہنچ سکتا تھا اگر میں نے کوئی میک اپ کیا ہوتا۔ میک اپ نہ ہونے کی وجہ سے میرے چہرے پر سے صرف پسینہ بہتا رہا ہے لیکن چہرہ جلنے سے بچ گیا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ جھوٹ ہے کہ تم میک اپ میں نہیں ہو سمجھے تم''...... مالکم غرایا۔

''اگر یہ جھوٹ ہے تو ثابت کرو کہ یہ میک اپ میں ہے''۔ ڈیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''باس۔ آپ میری بات کا یقین کریں۔ میں نے اس کا اصل چہرہ دیکھا ہے۔ ایک مرتبہ یہ اسی روپ میں یہاں آیا تھا۔ میں ہنری اور ہارڈی اس سے کسی بات پر بحث کر رہے تھے پھر ایک فون آیا اور یہ سب چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گیا۔ مجھے اس پر شک ہوا تو میں اس کے پیچھے چل پڑا اور میں نے اس کا انتہائی احتیاط سے تعاقب کیا۔ یہ بے حد الجھا ہوا تھا یا شاید اسے اس بات کی امید نہیں تھی کہ میں اس کا تعاقب کر سکتا ہوں اس لئے اسے میرے

تعاقب کا علم نہ ہوا اور یہ ایک فلیٹ میں چلا گیا۔ میں چھپ کر اس کے فلیٹ کی نگرانی کر رہا تھا تو باہر سرخ رنگ کی ایک سپورٹس کار آ کر رکی۔ اس کار کو دیکھ کر میں چونک پڑا۔ کار میں علی عمران موجود تھا۔ میں اسے اور اس کی کار بخوبی پہچانتا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ یہ فلیٹ سے نکل آیا۔ اس کا چہرہ بدلا ہوا تھا۔ یہ سیدھا جا کر عمران کی کار میں بیٹھ گیا اور عمران اسے لے کر کہیں روانہ ہو گیا۔ میں شاید اسے نہ پہچانتا لیکن اس سے یہ غلطی ہوئی تھی کہ اس نے صرف میک اپ ہی بدلا تھا لباس نہیں۔ یہ جس لباس میں فلیٹ میں گیا تھا اسی لباس میں اپنا میک اپ صاف کر کے واپس آیا تھا اور اس کا اصل چہرہ میں ٹائیگر کے طور پر پہلے بھی کئی بار دیکھ چکا تھا۔ تب مجھے پتہ چلا کہ کوبرا کا اصل روپ کیا ہے اور یہ ہر کام کرنے کے بعد اچانک لمبے عرصے تک کہاں غائب ہو جاتا ہے''...... مالکم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے کسی اور کو دیکھا ہو گا۔ پلس مشین سے نیگیٹو رزلٹ دیکھ کر تمہیں یقین کر لینا چاہئے کہ میں میک اپ میں نہیں''۔ ٹائیگر نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔ وہ چونکہ ڈیگر سے بخوبی واقف تھا اور اس کے ٹارچر سیل کے بارے میں بھی بہت کچھ جانتا تھا اس لئے اسے میک اپ واشر پلس مشین کے بارے میں بھی علم تھا اس لئے وہ جب بھی یہاں آتا تھا خصوصی طور پر ایسا میک اپ کر کے آتا تھا جو کسی بھی طریقے سے واش نہ ہو سکتا ہو چاہے پلس مشین

سے اس کے چہرے کی کھال تک ہی کیوں نہ جلا دی جاتی۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔

"باس۔ میں مانتا ہوں کہ میں پلس مشین سے بھی اس کا میک اپ صاف نہیں کر سکا ہوں لیکن آپ مجھے صرف چند منٹ دے دیں۔ تھوڑی ہی دیر میں یہ خود آپ کے سامنے اقرار کر لے گا کہ یہ علی عمران کا شاگرد ٹائیگر ہی ہے"...... مالکم نے ٹائیگر کی بات ان سنی کرتے ہوئے ڈیگر سے مخاطب ہو کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا کرو گے تم"...... ڈیگر نے پوچھا۔

"میں اس پر تشدد کی انتہا کر دوں گا۔ اس کی بوٹیاں نوچ لوں گا اور اسے ایسی اذیت دوں گا کہ اس کا رواں رواں چیخ اٹھے گا کہ یہ کوبرا نہیں ٹائیگر ہے"...... مالکم نے کہا۔

"کوبرا۔ تم مالکم کے بارے میں بخوبی جانتے ہو۔ یہ اس معاملے میں واقعی بے حد سفاک انسان ہے۔ اپنی سفاکی سے یہ پتھر کے بتوں کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اگر تم اس کی دی ہوئی اذیتوں سے بچنا چاہتے ہو تو خود ہی سچ بتا دو"...... ڈیگر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جو سچ ہے تمہارے سامنے ہے۔ تمہیں نہیں یقین تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ مالکم نے فائرنگ کر کے پہلے ہی مجھ سے دشمنی مول لے لی ہے۔ اسے یہ دشمنی بہت مہنگی پڑے گی۔ اس نے میرا چہرہ جلانے کی کوشش کر کے میرا غصہ اور زیادہ بھڑکا دیا ہے۔ اب

اس نے مزید کچھ کیا تو پھر اسے یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ میں اس سے ہر بات کا بدلہ لوں گا۔ ایسا بدلہ جس کے بارے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا"...... ٹائیگر نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کرو گے تم بولو۔ کیا کر سکتے ہو تم میرے ساتھ"۔ مالکم نے غصے سے چیخ کر کہا۔

"میں تمہیں کتے سے بدتر موت ماروں گا۔ بہتر یہی ہے کہ میری بات پر یقین کر لو۔ یہی بات میں تم سے بھی کہہ رہا ہوں ڈیگر۔ اگر تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے تو بے شک مجھے گولی سے اُڑا دو۔ اگر میں بچ گیا تو پھر تم دونوں کا انجام بے حد بھیانک ہو گا"...... ٹائیگر نے پہلے مالکم سے اور پھر ڈیگر کی طرف دیکھتے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم مجھے دھمکی دے رہے ہو۔ ڈیگر کو"...... ڈیگر غرایا۔

"کوبرا صرف دھمکی نہیں دیتا۔ جو کہتا ہے اس پر عمل بھی کرتا ہے"...... ٹائیگر نے اسی انداز میں جواب دیا۔

"اب تم نہیں بچو گے ٹائیگر۔ میں تمہیں پہلے شدید ترین اذیتیں دوں گا اس کے بعد کند چھری سے تمہیں ذبح کروں گا۔ دیکھنا اب میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں"...... مالکم نے چیختے ہوئے کہا اور غصے سے اس دیوار کی جانب بڑھتا چلا گیا جہاں اذیت رسانی کے آلات لٹکے ہوئے تھے۔ اس نے دیوار کی ہک سے لٹکا ہوا چمڑے کا ایک کوڑا اتارا اور مڑ کر اسے زور زور سے چٹخانے لگا۔

''میں پہلے اس کوڑے سے تمہاری کھال ادھیڑوں گا۔ تم نہ بولے تو میں خنجر سے تمہاری ایک ایک بوٹی کاٹوں گا۔ تمہارے کان، ناک اور گال چیر دوں گا اور پھر ایک ایک کر کے میں تمہاری دونوں آنکھیں نکال دوں گا۔ اس پر بھی تمہاری زبان نہ کھلی تو میں تمہارے جسم پر زخم لگاؤں گا۔ ان زخموں میں نمک بھروں گا اور تمہیں بھیانک اذیت میں مبتلا کر دوں گا۔ ان اذیتوں کا سلسلہ اس وقت تک نہیں رکے گا جب تک تم اقرار نہیں کر لیتے کہ تم کوبرا نہیں ٹائیگر ہو صرف ٹائیگر''...... مالکم نے کوڑا چٹخاتے ہوئے کہا اور ٹائیگر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی باتیں سن کر ٹائیگر کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا تھا۔ وہ بدستور مالکم کی جانب تمسخرانہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''بولو۔ تم ٹائیگر ہو''...... مالکم نے کوڑا چٹخا کر کہا۔

''نہیں''...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو مالکم کا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا۔ اس نے پوری قوت سے کوڑا اٹھا کر ٹائیگر کو مارنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے ٹائیگر نے اپنے پیروں پر دباؤ ڈال کر خود کو پیچھے کی طرف زور سے جھٹکا دیا اور وہ کرسی سمیت الٹتا چلا گیا۔ مالکم کا مارا ہوا کوڑا اس کے اوپر سے گزر کر گھومتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ مالکم، ڈیگر اور ہنری کچھ سمجھتے اچانک ٹائیگر نے خود کو کرسی سمیت پلٹایا اور پھر وہ یکلخت کرسی سمیت اٹھ کر ہوا میں بلند ہوا اور اس کی کرسی تیزی سے گھومتی ہوئی

مشین گن بردار ہنری کی طرف آئی۔ وہ پوری قوت سے ہنری سے ٹکرایا اور ہنری سمیت گرتا چلا گیا۔ ڈیگر اور مالکم اچھل کر پیچھے ہٹ گئے۔ ٹائیگر منہ کے بل ہنری کی طرف آیا تھا۔ پیچھے پلٹ کر گرتے ہی رسیاں ڈھیلی ہو گئی تھیں اس نے ہنری کی طرف چھلانگ لگائی تو اس کا ایک ہاتھ بھی رسی کی بندش سے نکل آیا۔

ہنری نے ٹائیگر کو دھکا دیا تو ٹائیگر اچھل کر سائیڈ پر گرا لیکن اتنی دیر میں وہ ہنری سے اس کی مشین گن چھین چکا تھا۔ سائیڈ پر گرتے ہی اس نے مشین گن سیدھی کی اور پھر کمرہ یکلخت مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور ہنری کی ہولناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ ابھی ہنری کی چیخیں ختم بھی نہ ہوئی تھیں کہ مالکم جو خود کو سنبھال کر کوڑا لئے دندناتا ہوا ٹائیگر کی طرف بڑھ رہا تھا ٹائیگر نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبایا اور مالکم چیختا ہوا اور کسی لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر گر کر چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

''خبردار۔ حرکت کی تو تم بھی نہیں بچو گے''...... ٹائیگر غرایا۔ یہ سب کچھ اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ ڈیگر ساکت سا ہو کر رہ گیا تھا۔ ٹائیگر کی بات سن کر وہ کانپ کر رہ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ تم۔ تم۔ کیا تم جادوگر ہو''۔ ڈیگر نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اس نے ڈھیلی رسیوں سے اپنا دوسرا ہاتھ نکالا اور پھر وہ

اپنے جسم پر بندھی باقی ماندہ رسیاں کھول کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''عقل استعمال کرنے کے لئے کسی جادو کی ضرورت نہیں ہوتی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لل لل۔ لیکن تم نے ان دونوں کو کیوں مار دیا ہے''...... ڈیگر نے مالکم اور ہنری کی لاشیں دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر میں انہیں نہ مارتا تو یہ مجھے مار دیتے اور تم بھی تو اسی مقصد کے لئے مجھے یہاں لائے تھے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو کیا تم مجھے بھی ہلاک کر دو گے''...... ڈیگر نے ٹائیگر کی طرف خوف بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم جیسے لوگ پیٹھ پیچھے وار کرتے ہیں اور میں ایسے لوگوں پر کوئی بھروسہ نہیں کرتا اور پھر پہل تمہاری طرف سے ہوئی ہے اس لئے میں تمہیں کیسے زندہ چھوڑ سکتا ہوں''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتے''...... ڈیگر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا خوف اصل تھا۔ ٹائیگر کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور وہ اسی مشین گن سے اس کے سامنے اس کے دو ساتھیوں کو ہلاک کر چکا تھا۔ اسی لئے اس کا خوفزدہ ہونا فطری بات تھی۔

''ایک شرط پر میں تم سے رعایت کر سکتا ہوں''...... ٹائیگر نے کچھ سوچ کر کہا۔

''کس شرط پر۔ مجھے تمہاری ہر شرط منظور ہے۔ تم چاہو تو میں

تمہیں اپنی جان کے بدلے میں منہ مانگی رقم دینے کو تیار ہوں۔ بولو کتنی رقم چاہئے''...... ڈیگر نے گڑگڑاتے ہوئے کہا۔

''مجھے رقم سے کوئی سروکار نہیں ہے''...... ٹائیگر غرایا۔

''تو پھر بولو۔ کیا چاہئے تمہیں''...... ڈیگر نے کہا۔

''مجھے اپنا سیل فون دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سیل فون۔ کیا مطلب''...... ڈیگر نے چونک کر کہا۔

''جو کہا ہے کرو''...... ٹائیگر نے اسی انداز میں کہا تو ڈیگر نے فوراً جیب سے سیل فون نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔ ٹائیگر نے اس سے سیل فون لیا اور اس پر نظر رکھتے ہوئے تیزی سے سیل فون پر نمبر پریس کرنے لگا۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

''میں بول رہا ہوں باس''...... ٹائیگر نے اپنا نام لئے بغیر کہا۔

''میں کون۔ میں میں تو بکریاں کرتی ہیں لیکن تم تو مردانہ آواز میں بات کر رہے ہو''...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

''آپ نے مجھے کال کیا تھا باس لیکن میں آپ سے بات نہ کر سکا تھا''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے عمران کو ساری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ تو اب ڈیگر کہاں ہے"...... اس کی ساری باتیں سن کر عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"وہ میرے نشانے پر ہے باس۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے ابھی گولیوں سے چھلنی کر کے آپ کے پاس پہنچ جاتا ہوں"۔ ٹائیگر نے کہا تو اس کی بات سن کر ڈیگر کا رنگ زرد پڑ گیا۔

"نہیں۔ وہ ایک اہم مہرہ ہے۔ اسے ابھی کچھ نہ کہو۔ اسے کسی طرح سے بے ہوش کر کے باندھ دو بلکہ ایسا کرو کہ اسے بے ہوش کر کے رانا ہاؤس لے جاؤ۔ وہاں میرا انتظار کرو میں ایک دو کام نپٹا کر وہیں پہنچ جاؤں گا"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ جیسا آپ کا حکم"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران نے اسے چند مزید ہدایات دے کر رابطہ ختم کر دیا۔ ٹائیگر نے سیل فون آف کیا اور اسے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"یہ تم نے کس سے باتیں کی ہیں"...... ڈیگر نے چونک کر کہا۔

"بتاتا ہوں"...... ٹائیگر نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈیگر کچھ سمجھتا ٹائیگر نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر اچانک مشین گن کا دستہ رسید کر دیا۔ ڈیگر کے حلق سے زور دار چیخ نکلی۔ وہ لہرایا تو ٹائیگر نے ایک بار پھر اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار دیا۔ ڈیگر اچھل کر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ اسے بے ہوش ہوتے دیکھ کر ٹائیگر اس پر جھکا۔ اس نے ڈیگر کی نبض اور پھر دل کی دھڑکن چیک کی اور پھر وہ مطمئن ہو گیا۔ ڈیگر مکمل طور

پر بے ہوش ہو چکا تھا اور اس کے جلد ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہ تھا۔

ٹائیگر چونکہ اس کلب میں آتا جاتا رہتا تھا اور ڈیگر پر نظر رکھنے کے لئے اس نے سب سے پہلے فاسٹ کلب کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کی تھیں اس لئے وہ اس کلب کی خفیہ راستوں کے بارے میں بھی جانتا تھا۔ اس لئے ڈیگر کو وہاں سے بے ہوشی کی حالت میں خفیہ طور پر لے جانا اس کے لئے مشکل نہ تھا۔

یہ ایک ہال نما کمرہ تھا جہاں ایک بڑی سی میز کے گرد آٹھ کرسیاں پڑی تھیں جن پر سات افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے چھ مرد اور ایک لڑکی تھی۔ لڑکی نوجوان اور خوبصورت تھی جس نے سرخ رنگ کا سکرٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے سر کے بال اخروٹی رنگ کے تھے جو ماہرانہ انداز میں تراشیدہ تھے اور اس کے شانوں تک جھول رہے تھے۔

مردوں میں چھ کے چھ افراد نوجوان تھے اور ایک جیسے قد کاٹھ کے مالک تھے۔ ان سب نے سیاہ رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے اور ان سب کے چہروں پر سختی اور سنجیدگی ثبت دکھائی دے رہی تھی۔ ان ساتوں افراد کے سامنے مائیک لگے ہوئے تھے جو آف تھے۔ آٹھویں کرسی ابھی خالی تھی۔ اس کرسی کے سامنے بھی میز پر مائیک لگا ہوا تھا۔ وہ سب خاموش تھے اور ان کی نظریں سامنے اکلوتے دروازے پر جمی ہوئی تھیں جو بند تھا۔ ان کے انداز سے صاف

محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی کے منتظر ہوں۔ دروازے کی طرف دیکھنے کے ساتھ ساتھ وہ سب بار بار دیوار گیر کلاک کی طرف بھی دیکھ رہے تھے جس پر دن کے ٹھیک دس بج رہے تھے۔

''حیرت ہے چیف ابھی تک پہنچے کیوں نہیں۔ وہ تو وقت کے انتہائی پابند ہیں نہ ایک منٹ پہلے آتے ہیں اور نہ ایک منٹ بعد۔ دس بج رہے ہیں لیکن باس کا کوئی پتہ نہیں ہے''...... ایک نوجوان نے دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کلاک کا ٹائم غلط ہے۔ اپنی ریسٹ واچ دیکھو''...... لڑکی نے کرخت لہجے میں کہا تو نوجوان چونک کر فوراً اپنی ریسٹ واچ دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ ابھی دس بجنے میں دو منٹ باقی ہیں''...... اس نوجوان نے کہا۔

''ہم سب کی گھڑیوں پر بھی دس بجنے میں دو منٹ باقی ہیں۔ چیف ٹھیک دس بجے یہاں پہنچ جائیں گے''...... لڑکی نے اسی انداز میں کہا تو اس نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ آخر اس بار چیف نے ہم سب کو ایک ساتھ یہاں کیوں بلایا ہے۔ ہم سپیشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ ہیں۔ چیف نے ہمیں الگ الگ ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں۔ ہم سے جب بھی میٹنگ ہوتی ہے تو سب سے الگ

الگ اور انتہائی خفیہ ہوتی ہیں۔ جب اس ایجنسی کو قائم کیا گیا تھا تب ہم سب ایک ساتھ یہاں جمع ہوئے تھے اس کے بعد کئی ماہ بعد ہم یہاں اکٹھے نظر آ رہے ہیں۔ چیف نے کبھی مشترکہ میٹنگ نہیں بلائی پھر آج کیوں''...... دائیں طرف بیٹھے ہوئے دوسرے نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ کوئی اہم معاملہ ہو جس کے لئے چیف ہم سب کو ایک ساتھ بریفنگ دینا چاہتے ہوں یا چیف کے پاس کوئی ایسا مشن ہو جسے وہ ہم سب سے ڈسکس کرنا چاہتے ہوں''...... تیسرے نوجوان نے کہا۔

''لیکن وہ مشن کیا ہوسکتا ہے''...... چوتھے نوجوان نے کہا۔

''ہمیں کیا معلوم۔ ہم بھی تمہاری طرح چیف کے کال پر یہاں پہنچے ہیں۔ انہوں نے ہم سے الگ الگ ملاقات کر کے کوئی بات نہیں کی''......لڑکی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

''تم سے تو بات کرنی ہی فضول ہے۔ ہر وقت غصے میں ہی رہتی ہو''......اس آدمی نے منہ بنا کر کہا۔

''میں اپنے کام سے کام رکھتی ہوں سمجھے تم اور میرے منہ لگنے کی کوشش مت کرنا ورنہ پچھتاؤ گے''......لڑکی نے غرا کر کہا۔

''کیا۔ کیا کر لو گی تم۔ بولو''...... اس آدمی نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

''چپ کرو تم دونوں۔ چیف کے آنے کا وقت ہے۔ اگر چیف

نے تم دونوں کو ایک دوسرے سے لڑتا دیکھ لیا تو وہ تم دونوں کو ہی گولی مار دے گا''...... بائیں طرف بیٹھے ہوئے نوجوان نے تیز لہجے میں کہا تو لڑکی جس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا چپ ہو گئی لیکن وہ تیز نظروں سے اس نوجوان کو گھور رہی تھی۔ نوجوان بھی اسے غصیلی نظروں سے گھور رہا تھا۔

''ہم ٹاپ ایجنٹس ہیں اور سپیشل ایجنسی کے لئے کام کرتے ہیں۔ جب چیف نے ہر ایک کو الگ الگ ذمہ داریاں سونپ رکھی ہیں تو پھر ایک دوسرے سے آپس میں لڑنے یا الجھنے کی کیا ضرورت ہے''......اس نوجوان نے کہا جس نے ان دونوں کو سمجھایا تھا۔

''مجھے کسی سے کوئی مطلب نہیں ہے لیکن میں جب سے یہاں آئی ہوں یہ مسلسل مجھے گھور رہا ہے جیسے اس نے کبھی کوئی لڑکی نہ دیکھی ہو''......لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''وہم ہے تمہارا۔ تم عام لڑکی ہو تم میں کوئی سرخاب کے پر نہیں لگے ہوئے ہیں جو میں تمہیں گھوروں گا سمجھی تم''...... اس نوجوان نے غصے سے کہا۔

''پھر شروع ہو گئے تم دونوں''...... تیسرے نوجوان نے کہا۔

''اس سے کہو کہ چپ رہے۔ میں خاموش رہنے والی لڑکی نہیں ہوں۔ جو مجھ سے بات کرتا ہے میں اسے بھرپور جواب بھی دینا جانتی ہوں''......لڑکی نے غرا کر کہا۔

''روہت۔ اب تم نہیں بولو گے''...... تیسرے نوجوان نے کہا۔

''شیتل سے بھی بولو کہ اب نہ بولے''......روہت نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نہیں بولوں گی لیکن اب تم میری طرف نہ دیکھنا ورنہ اب میں کچھ کہے بغیر تمہاری آنکھیں نوچ لوں گی''۔ شیتل نے کہا۔ اس کی بات سن کر روہت بھڑک اٹھا اس سے پہلے وہ کچھ کہتا اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس آدمی کو اندر آتے دیکھ کر روہت اور باقی سب چونک پڑے۔ روہت فوراً اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

آنے والے ادھیڑ عمر نے ان سب کے برعکس سفید سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے سر پر فیلٹ ہیٹ تھا اور اس کے ہاتھ میں سونے کی موٹھ والی ایک چھڑی تھی جسے ٹیکتا ہوا وہ آگے بڑھ رہا تھا۔ ادھیڑ عمر آدمی کا چہرہ کافی بڑا تھا اور اس کے چہرے پر سرخی ہی سرخی دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں چھوٹی لیکن بھنویں کافی گھنی دکھائی رہی تھیں۔ اسے دیکھ کر وہ سب فوراً احتراماً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ادھیڑ عمر آدمی ایک ٹانگ سے لنگڑا کر چل رہا تھا جیسے اس کی ٹانگ میں نقص ہو۔ وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا خالی نشست کی طرف آ گیا۔

''بیٹھو''......اس نے کہا اور خود بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چھڑی اس نے کرسی کے ساتھ لگا کر کھڑی کر دی۔ اس کے بیٹھنے کے بعد وہ سب اپنی اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔

''میں نے مشترکہ میٹنگ ایک اہم مقصد کے لئے بلائی ہے۔

سپیشل ایجنسی کو ہائی اتھارٹی کی طرف سے ایک اہم مشن سونپا گیا جس کے لئے مجھے سپیشل ایجنسی کے ایک دو ایجنٹوں کی نہیں بلکہ ساتوں ایجنٹوں کی ضرورت ہے اس لئے میں نے تمہیں یہاں بلایا ہے''......ادھیڑ عمر نے کہا جو سپیشل ایجنسی کا چیف تھا۔

''یس چیف''......ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

''تم سب کے الگ الگ سیکشن بنائے گئے تھے اور ہر سیکشن کو الگ الگ ٹاسک دیا گیا تھا''......چیف نے کہا۔

''یس چیف''......ان سب نے پھر ایک ساتھ کہا۔

''لیکن اب میں تم سب کو ایک سیکشن میں ضم کر رہا ہوں''۔ چیف نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''ایک سیکشن۔ کیا مطلب کیا اب ہم سب کو ایک ساتھ اکٹھے کام کرنا ہے''......شیتل نے کہا۔

''ہاں۔ ٹاپ سیکشن سپیشل ٹاسک کے لئے بنایا گیا ہے جو تم سب مل کر ہی پورا کر سکتے ہو''......چیف نے کہا۔

''ایسا کون سا سپیشل ٹاسک ہے چیف کہ آپ نے ہم سب کو ایک ہی سیکشن میں ضم کر دیا ہے''......ایک نوجوان نے کہا جس کا نام وکرم تھا۔

''آنند''......چیف نے وکرم کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے ساتویں کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو آنند فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اپنے ساتھیوں کو بتاؤ کہ ٹاپ زیرو فائل کیا ہے اور تم نے اسے کیسے اور کہاں سے حاصل کیا ہے“...... چیف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس چیف“...... آنند نے کہا۔

”شروع ہو جاؤ“...... چیف نے کہا۔

”مجھے چند خاص ذرائع سے پاکیشیا سے رپورٹ ملی تھی کہ پاکیشیا کا ایک سائنس دان ہے جس کا نام ڈاکٹر احسان اللہ ہے اس نے اپنی ایک پرائیویٹ لیبارٹری بنائی ہوئی تھی جہاں وہ اپنے چند خاص ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا کے لئے ایجادات کرتا تھا۔ ڈاکٹر احسان اللہ کے بارے میں ہمارے پاس تفصیلات موجود تھیں کہ وہ انتہائی ذہین اور کامیاب سائنس دان ہے۔ اس سائنس دان کے بارے میں مجھے یہ بھی پتہ چلا تھا کہ ان دنوں یہ سائنس دان انتہائی یونیک اور نئے طرز کا میزائل بنانا چاہتا ہے جسے اس نے ٹاپ زیرو کا نام دیا تھا وہ کافی عرصے سے اس میزائل پر کام کر رہا تھا۔ جب اس میزائل کے بارے میں انتہائی خفیہ معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر احسان ٹاپ زیرو نامی جس میزائل پر کام کر رہا ہے اس جیسا میزائل پوری دنیا میں نہیں ہے۔ اگر ڈاکٹر احسان یہ میزائل بنانے میں کامیاب ہو جاتا تو پھر پاکیشیا کی دفاعی طاقت نہ صرف کافرستان بلکہ پوری دنیا سے بڑھ جائے گی۔ پاکیشیا ٹاپ سپر پاورز میں شمار ہونا شروع ہو جائے گا۔ جو کافرستان سمیت ایکریمیا،

اسرائیل اور پاکیشیا دشمن ممالک کو کسی بھی صورت میں منظور نہیں تھا۔ اس لئے اعلیٰ حکام نے سپیشل ایجنسی کو ٹاسک دیا کہ ڈاکٹر احسان کو فوراً ہلاک کر دیا جائے۔ چیف نے یہ ٹاسک مجھے دیا اور میں نے خفیہ طور پر پاکیشیا پہنچ کر ڈاکٹر احسان کی تلاش شروع کر دی لیکن پاکیشیا نے ڈاکٹر احسان کو انتہائی خفیہ ٹھکانے پر منتقل کر دیا تھا۔ کئی ماہ کی مسلسل محنت اور بھاگ دوڑ کے باوجود مجھے ڈاکٹر احسان کا کوئی سراغ نہ ملا۔ میں نے چند مقامی گروپس کو بھی اس کام پر لگایا تھا لیکن ڈاکٹر احسان کے بارے میں کچھ علم نہ ہو سکا۔ چونکہ ہمیں اسے ڈھونڈنے میں کافی وقت لگ گیا تھا۔ اس دوران ڈاکٹر احسان اللہ نے نہ صرف میزائل کا فارمولا مکمل کر لیا بلکہ میزائل بنا کر اس میزائل کا باقاعدہ تجربہ کیا گیا جو سو فیصد کامیاب تجربہ تھا۔ اس تجربے کی بدولت ہی ہمیں پتہ چلا تھا کہ ڈاکٹر احسان ٹاپ زیرو میزائل کا فارمولا مکمل کر چکا ہے اور جلد ہی پاکیشیا ٹاپ زیرو میزائل بنانا شروع کر دے گا۔ چنانچہ ایک بار پھر ڈاکٹر احسان کی تلاش شروع ہوئی لیکن نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات رہا۔

چیف نے مجھے واپس بلا لیا لیکن میں نے ہار نہیں مانی تھی۔ میں نے پاکیشیا میں جس گروپ کے ساتھ کام کیا تھا انہیں اس بات پر مامور کر دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر احسان اللہ کی تلاش جاری رکھیں۔ اس گروپ کا نام گریٹ سینڈیکیٹ ہے جس کے چیف کا اصل نام ہیرالڈ ہے لیکن وہ پاکیشیا میں ڈیگر کے نام سے ایک کلب چلا رہا

ہے۔ ڈیگر سے میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ مجھے ڈاکٹر احسان اللہ تک پہنچا دے گا یا اس کا فارمولا مجھے لا کر دے دے گا تو میں اسے مالا مال کر دوں گا۔ میں نے اسے دس لاکھ ڈالرز دینے کا وعدہ کیا تھا جو اس کے لئے انتہائی اہمیت رکھتے تھے چنانچہ وہ میرے واپس آ جانے کے باوجود کام کرتا رہا اور پھر......'' آنند نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

''اور پھر۔ پھر کیا''...... شیتل نے کہا۔ باقی سب بھی انتہائی دلچسپی اور غور سے آنند کی باتیں سن رہے تھے۔

''اور پھر آخر کار ڈیگر نے ڈاکٹر احسان کو ڈھونڈ نکالا''...... آنند نے کہا تو وہ سب اچھل پڑے۔

''گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو۔ پھر''...... تیسری کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے کہا جس کا نام شنکر تھا تو آنند نے انہیں تفصیل بتانی شروع کر دی کہ ڈیگر کے ساتھی مارس نے کس طرح سے ڈاکٹر احسان اللہ کی بیٹی کا سراغ لگایا تھا اور کس طرح وہ ڈاکٹر احسان اللہ کی رہائش گاہ اور رہائش گاہ کے نیچے خفیہ لیبارٹری تک پہنچا تھا اور اس نے کس طرح ڈاکٹر احسان سے ٹاپ زیرو میزائل کے فارمولے کی فائل حاصل کی تھی۔

''ویل ڈن۔ تو کیا ڈیگر نے فائل تمہیں پہنچا دی ہے''۔ پانچویں کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان جس کا نام وجے تھا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ فائل حاصل کرتے ہی ڈیگر نے اسے فوری طور پر ایک خصوصی ذریعے سے کافرستان بھیج دیا تھا اور میں نے اسے وصول بھی کر لیا ہے''...... آنند نے کہا۔

''تو پھر اب مسئلہ کیا ہے۔ فائل اگر ہمیں مل گئی ہے۔ مارس نے ڈاکٹر احسان اللہ کو ہلاک کر دیا ہے تو بات ختم۔ جب ڈاکٹر احسان اللہ زندہ نہیں رہا۔ اس کا فارمولا ہم نے حاصل کر لیا تو پاکیشیا کیسے اس میزائل پر کام کر سکے گا۔ اب تو ہم جب چاہیں ڈاکٹر احسان اللہ کے فارمولے پر کام کر سکتے ہیں اور ٹاپ سپر پاور پاکیشیا کی بجائے کافرستان بن جائے گا''...... روہت نے کہا۔

''ہاں یہ سب تو ہے لیکن ایک مسئلہ ہے''...... چیف نے کہا۔

''کیسا مسئلہ''...... شیتل نے چونک کر کہا۔ باقی سب بھی چونک کر چیف کی طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس''...... چیف نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کیا مطلب''...... شیتل نے کہا۔

''آنند نے کوشش کی تھی کہ وہ یہ سارا کام خاموشی سے کرے۔ جب تک یہ پاکیشیا میں تھا تب تک اس نے انتہائی احتیاط سے کام لیا تھا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھنک بھی نہ پڑنے دی تھی کہ کافرستانی سپیشل ایجنسی کا کوئی ایجنٹ پاکیشیا میں موجود ہے۔ اب بھی ایسا ہی چل رہا تھا لیکن جس طرح سے مارس نے ڈاکٹر احسان اللہ کو ہلاک کر کے اس سے فارمولا حاصل کیا ہے وہ اپنے پیچھے

بہت سے نشان وہاں چھوڑ آیا ہے۔ ڈاکٹر احسان اللہ کی ہلاکت کا سن کر یقیناً دوسری ایجنسیوں کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آ جائے گی اور جیسے ہی انہیں پتہ چلے گا کہ یہ کام مارس کا ہے اور مارس ڈیگر کے لئے کام کرتا ہے تو وہ ڈیگر تک پہنچ جائیں گے۔

ڈیگر نے چونکہ کئی ماہ تک آنند کے ساتھ کام کیا تھا اس لئے اسے ہر بات کا علم ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر اس تک پہنچ گئی تو وہ ڈیگر سے یہ بات اگلوا لیں گے کہ ڈاکٹر احسان اللہ کی ہلاکت میں کافرستانی سپیشل ایجنسی کا ہاتھ ہے اور اس نے فارمولا بھی آنند کو دے دیا ہے۔ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس لامحالہ کافرستان آئے گی اور سپیشل ایجنسی کے خلاف کام کرنا شروع کر دے گی''...... چیف نے کہا۔

''تو اس سے کیا ہو گا۔ سپیشل ایجنسی کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہے جس کی کمان آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ سوائے کافرستانی پریذیڈنٹ یا پرائم منسٹر کے کسی کو جواب دہ نہیں ہیں۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس پریذیڈنٹ صاحب یا پرائم منسٹر کے توسط سے آپ تک پہنچ سکتی ہے''...... شنکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم شاید پاکیشیا سیکرٹ سروس، خاص طور پر ان کے ساتھ کام کرنے والے علی عمران کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے ہو۔ عمران اس بھوت کا نام ہے جو ایک بار کسی کے پیچھے پڑ جائے تو وہ

قبر تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اگر ہم نے اسے ایزی لیا تو وہ کسی بھی طریقے سے ہم تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ فارمولا میرے پاس ہے اور میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا علی عمران کافرستان آئے تو اسے کسی بھی صورت میں مجھ تک نہیں پہنچنا چاہئے۔ اسی مقصد کے لئے میں نے تم سب کو ایک سیکشن میں ضم کر دیا ہے۔

میں تم ساتوں کو یہ ذمہ داری سونپتا ہوں کہ اگر علی عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان آئے تو تم سب ایک ساتھ مل کر ان کے خلاف کام کرو گے اور انہیں ایسا کوئی بھی موقع نہیں ملنا چاہئے کہ وہ یہاں آ کر اپنے مشن میں کامیاب ہو سکیں۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ کے سامنے تم ساتوں کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بننا ہے جسے وہ لاکھ توڑنے کی کوشش کرے لیکن کامیاب نہ ہو سکے بلکہ انہیں یہاں سے زندہ بچ کر جانے کا بھی کوئی موقع نہیں ملنا چاہئے۔ آنند نے پاکیشیا سے فارمولا حاصل کیا ہے اب میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی عمران کو ہلاک کرنے کا کریڈٹ بھی سپیشل ایجنسی کو ہی ملے اور اسی مقصد کے لئے میں نے یہ میٹنگ بلائی ہے۔ سمجھے تم سب''...... چیف نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ سمجھ گئے''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے کسی بھی وقت کافرستان پہنچ سکتی ہے۔ انہیں کافرستان داخل ہونے یا

پھر کافرستان میں داخل ہو جانے کے بعد آگے بڑھنے سے کیسے روکنا ہے اس کے لئے فول پروف پلاننگ کرو اور ایسے اقدامات کرو کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دو۔ انہیں بھی اس مرتبہ پتہ چل جانا چاہئے کہ کافرستان کی سپیشل ایجنسی ایک ایسی ایجنسی ہے جس کے سامنے انہیں ہر قدم پر موت کا سامنا کرنا پڑے گا اور انہیں ایسا کوئی موقع نہیں ملنا چاہئے کہ وہ سپیشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹوں کے ہاتھوں زندہ بچ کر واپس جا سکیں''...... چیف نے کرخت لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اپنی پوری ذہانت اور پوری قوت لگا دیں گے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران ہمارے ہاتھوں زندہ بچ کر نہ جانے پائے۔ ان کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ وہ کافرستان نہ آئیں لیکن اگر وہ کافرستان آئیں تو پھر کافرستان کی سرزمین ان کے لئے اتنی تنگ کر دی جائے گی کہ ان کے لئے قدم اٹھانا بھی ناممکن ہو جائے گا۔ ان کے ہر قدم پر موت ہو گی صرف اور صرف موت''...... شیتل نے انتہائی سخت اور ٹھوس لہجے میں کہا۔

''لیس۔ ایسا ہی ہونا چاہئے اور چونکہ میں نے تم سب کا ٹاپ سیکشن قائم کیا ہے اس لئے اس سیکشن کا ایک انچارج ہونا بھی ضروری ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم سب بے حد ذہین، طاقتور اور بہادر ہو۔ فوری فیصلہ کرنا اور دشمنوں کے خلاف فاسٹ

ایکشن کر کے انہیں نیست و نابود کرنا تم سب کا خاصہ ہے۔ میں نے تم سب کی فائلوں کی پھر سٹڈی کی ہے۔ اب تک تم سب نے جو کچھ کیا ہے میں نے ان سب کا موازنہ کیا ہے اور سب کچھ پڑھ لینے کے بعد مجھے اس بات کا اندازہ ہوا ہے کہ تم سب میں سب سے زیادہ تیز، ذہین اور فاسٹ ایکشن ایک ہی ایجنٹ ثابت ہوا ہے جو تم سب سے ایک نہیں بلکہ کئی قدم آگے ہے۔ اس لئے میں ٹاپ سیکشن کا اسی ایجنٹ کو انچارج مقرر کرنا چاہتا ہوں''...... چیف نے کہا۔

''لیس چیف۔ کون ہے وہ ایجنٹ جس نے باقی سب ایجنٹوں کو مات دی ہے''...... وکرم نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

''وہ جو کوئی بھی ہے اس کا نام ابھی تم سب کے سامنے آ جائے گا اور یہ میرا آرڈر ہے کہ تمہیں انچارج کے احکامات کی تعمیل اور عزت اسی طرح سے کرنی ہو گی جیسے تم میری کرتے ہو۔ سمجھ گئے تم''...... چیف نے کہا۔

''لیس چیف۔ آپ ہم میں سے جسے بھی ٹاپ سیکشن کا انچارج بنائیں گے ہم اس کی آپ جیسی ہی رسپکٹ کریں گے''...... شیتل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں انچارج کو یہ اختیار بھی دوں گا کہ وہ صورت حال کے مطابق فیصلے کرے اور اس کے احکامات پر باقی سب ممبران من و عن عمل بھی کریں گے۔ انچارج میرے سوا کسی کو جواب دہ نہیں ہو

گا“...... چیف نے کہا۔

”یس چیف“...... ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

”اس کے علاوہ ایک اور خاص بات۔ انچارج کو اس بات کا بھی اختیار ہو گا کہ اگر کوئی ممبر اس کے احکامات کی خلاف ورزی کرے یا اس کی وجہ سے دوسرے ممبران کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو انچارج اس ممبر کو ہلاک بھی کر سکتا ہے“...... چیف نے کہا تو اس کی بات سن کر وہ سب خاموش ہو گئے اور ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔ جیسے چیف ٹاپ سیکشن کے انچارج کو ایسا اختیار دے کر غلطی کر رہا ہو لیکن وہ سب چونکہ چیف کے احکامات کے پابند تھے اس لئے ان میں کسی کو چیف کے احکامات کے خلاف زبان تک ہلانے کی جرأت نہ تھی اور نہ ہی ان میں سے کسی کو چیف کے سامنے کسی اختلاف رائے کا حق حاصل تھا۔

”یس چیف“...... ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

”میں نے ٹاپ سیکشن کے لئے جس انچارج کو منتخب کیا ہے۔ وہ شیتل ہے“...... چیف نے کہا تو وہ سب یکلخت اچھل پڑے۔

”شیتل۔ آپ کا مطلب ہے شیتل۔ شیتل ہماری انچارج ہو گی“...... روہت نے اچھلتے ہوئے کہا۔

”یس۔ یہ میرا فائنل فیصلہ ہے۔ کیوں تمہیں اس پر کوئی اعتراض ہے“...... چیف نے غرا کر کہا۔

”نن نن۔ نہیں چیف۔ مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے“۔

روہت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور فوراً اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اپنا نام سن کر شیتل کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں اور وہ انتہائی تضحیک آمیز نظروں سے روہت کی جانب دیکھ رہی تھی جیسے اسے دیکھ کر وہ دل ہی دل میں کہہ رہی ہو کہ اب تم بول کر دیکھو، میں تمہارا کیا حشر کرتی ہوں۔

”تم سب میں سے کسی کو اعتراض ہے تو وہ اٹھ کر کھڑا ہو جائے“...... چیف نے ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن ان میں سے کوئی نہ اٹھا۔

”نو چیف۔ آپ کا بالکل درست فیصلہ ہے۔ شیتل واقعی انتہائی ذہین اور زیرک لیڈی ایجنٹ ہے۔ اس میں ہم سب سے بڑھ کر خوبیاں ہیں۔ میں آپ کے اس فیصلے پر آپ کی تعریف کرتا ہوں“...... وکرم نے کہا۔

”اور میں بھی“...... دوسری کرسی پر بیٹھے ہوئے نوجوان نے کہا جس کا نام مکران تھا اور پھر باقی سب بھی چیف کے اس فیصلے پر اس کی حمایت کرنے لگے۔ روہت کو چیف کے اس فیصلے پر اختلاف تھا لیکن اس نے بھی طوعاً کرہاً چیف کے فیصلے کی حمایت ہی کی تھی لیکن وہ دل ہی دل میں چیف کے فیصلے پر کڑھ رہا تھا اور شیتل کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ شیتل کی بوٹیاں اڑا کر رکھ دے۔

”تو ٹھیک ہے۔ میٹنگ ختم۔ تم سب بیٹھو اور شیتل کے ساتھ

طے کرو کہ کیا کرنا ہے۔ تم سب سے مشوروں کے بعد حتمی فیصلہ شیتل کا ہوگا کیونکہ یہ ٹاپ سیکشن کی بااختیار انچارج ہے اس لئے تم اسے صرف شیتل کی بجائے مادام شیتل کہو گے''...... چیف نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور چیف اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی وہ سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ چیف چھڑی ٹیکتا ہوا آہستہ آہستہ اسی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جس سے وہ آیا تھا۔ جب وہ میٹنگ ہال سے نکل کر باہر چلا گیا تو شیتل ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اسے اٹھتے دیکھ کر وہ سب بھی اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''بیٹھو۔ چیف نے مجھے ٹاپ سیکشن کا انچارج بنایا ہے لیکن اس کے باوجود میں چاہتی ہوں کہ میں ٹاپ سیکشن کے انچارج کی حیثیت سے نہیں بلکہ دوستوں کی طرح تم سب کو ہینڈل کروں تاکہ کسی کو میرے احکامات کو مجبوراً قبول نہ کرنا پڑے۔ ہم سب ایک دوسرے کے دوست بن کر کام کریں گے۔ جس سے ہمارا سیکشن اور زیادہ مضبوط اور طاقتور ہوگا۔ ایسا مضبوط اور طاقتور کہ عمران اور اس کے ساتھی تو کیا دنیا کی کوئی طاقت ہمیں توڑ نہیں سکے گی''...... شیتل نے سلسلہ کلام کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

''اور ہم آپ کے ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہوں گے مادام شیتل''...... وکرم نے کہا تو شیتل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ روہت کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''تم کیا کہتے ہو''...... شیتل نے روہت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیف کا حکم ہے اس لئے مجبوری ہے''...... روہت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں چاہتی ہوں کہ تم کسی مجبوری سے نہیں بلکہ دل سے میرا ساتھ دو۔ میرے دوست بن کر میرے ساتھی بن کر۔ ہمارے درمیان ایسی دوستی ہو جس میں دنیا کی کوئی طاقت دراڑ نہ ڈال سکے''...... شیتل نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے منظور ہے''...... روہت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ یہ ہوئی نا بات''...... شیتل نے مسکرا کر کہا۔

''ہم نے دنیا کی سب سے خطرناک، تیز اور ذہین سیکرٹ سروس کا مقابلہ کرنا ہے جسے آج تک کوئی نہیں ہرا سکا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ریکارڈ بے داغ ہے۔ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جس مشن پر بھی کام کریں انہیں کبھی ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ہے اور وہ جہاں جاتے ہیں اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑ کر ہی واپس آتے ہیں۔ آج تک دنیا کی کوئی طاقت انہیں نہ توڑ سکی ہے اور نہ ہی ان کے کسی مشن کو مکمل ہونے سے روک سکی ہے۔ ہم بھی ایک طاقت اور ایک قوت بن جائیں تو پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے سامنے نہیں ٹھہر سکے گی۔ انہیں یہاں اس بار صرف ناکامی کا ہی نہیں سامنا کرنا پڑے گا بلکہ ٹاپ سیکشن کے ہاتھوں ان

کی موت بھی یقینی ہو گی''...... وجے نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہو گا اور ہم سب کو اگر چیف نے ایک ساتھ اکٹھا کیا ہے تو سوچ سمجھ کر ہی کیا ہے۔ چیف سپیشل ایجنسی کی ساری طاقت پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے خلاف اکٹھی کر کے انہیں ہر صورت میں شکست فاش دینا چاہتا ہے اور ہم چیف کی اس سوچ اور اعتماد کو کسی بھی صورت میں ٹھیس نہیں پہنچائیں گے۔ انہیں ہم سے جو توقعات ہیں ہم ہر حال میں اس پر پورا اتریں گے چاہے اس کے لئے ہم سب کو اپنی جانیں ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑیں''...... آنند نے کہا۔

''تو پھر طے رہا کہ اس بار علی عمران اس کے ساتھی اگر کافرستان آئے تو پھر وہ یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جائیں گے چاہے اس کے لئے ہم سب کو ہی کیوں نہ موت کو گلے لگانا پڑے۔ ہماری ایک ہی سوچ ہونی چاہئے کہ ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہر حال میں ہلاک کریں گے چاہے اس کے لئے ہمیں کسی بھی حد سے کیوں نہ گزرنا پڑے''...... شیتل نے کہا۔

''ڈن''......وکرم نے ہاتھ اٹھا کر مٹھی بند کرتے ہوئے انتہائی مضبوط لہجے میں کہا تو باقی سب نے بھی ہاتھ بلند کر کے مٹھیاں بند کیں اور ڈن کرنا شروع ہو گئے۔ ان سب کو یکجا ہوتے دیکھ کر شیتل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''گڈ شو۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ اب وہ

سب کچھ ہو گا جو ان کے ساتھ پہلے کبھی نہ ہوا ہو گا۔ انہیں اس بار ہر قدم پر ایسی موت کا سامنا کرنا پڑے گا جس کا شاید وہ تصور بھی نہ کر سکیں۔ میں چیف سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی فائل منگوا لیتی ہوں۔ ہم سب پہلے ان کے کام کرنے کے انداز، ان کے کارناموں اور ان کے بیرون ملک مکمل کئے گئے مشنوں کی تفصیلات پڑھیں گے۔ انہیں سمجھیں گے کہ وہ کس انداز میں سوچتے اور کام کرتے ہیں اور موقع کی مناسبت سے کس انداز میں اپنی پلاننگ کرتے ہیں۔ اگر ہم ان کی سوچ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر وہ کچھ بھی کر لیں اس بار ان کے سامنے ٹاپ سیکشن کی صورت میں ایسی مضبوط دیوار کھڑی ہو گی جسے توڑنا ان کے لئے مشکل نہیں ناممکن ہو گا قطعی ناممکن''...... شیتل نے کہا۔

''یس مادام''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا اور پھر مادام شیتل ان سے مزید تفصیلات طے کرنے میں مصروف ہو گئی۔ چونکہ سب کے دل صاف ہو چکے تھے اور سب نے شیتل کو ٹاپ سیکشن کا انچارج تسلیم کر لیا تھا اس لئے وہ سب خصوصی دلچسپی سے اس کی ایک ایک بات سن رہے تھے۔

عمران رانا ہاؤس کے بلیک روم میں داخل ہوا تو سامنے کھڑے ٹائیگر نے اسے سلام کیا۔ عمران نے اس کے سلام کا جواب دیا اور آگے بڑھ آیا۔ سامنے ایک راڈز والی کرسی پر ڈیگر جکڑا ہوا تھا اس کا سر اور جسم ڈھلکا ہوا تھا جس سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ ابھی تک بے ہوش ہے۔

''اسے ہوش نہیں آیا''...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نو باس۔ میں اسے بے ہوشی کی حالت میں لایا تھا اور لاتے ہی اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا تھا تاکہ آپ کے آنے تک اسے ہوش نہ آ سکے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اچھا کیا۔ میں کچھ ضروری کاموں میں مصروف تھا اس لئے آنے میں دیر ہو گئی۔ بہرحال اسے اینٹی لگا کر ہوش میں لاؤ۔ مجھے اس سے بات کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... عمران کو سنجیدہ دیکھ کر ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس نے جیب سے ایک سرنج نکالی جس پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور پھر اس نے سرنج کا کیپ اتار کر سوئی ڈیگر کے کان کے پیچھے ایک رگ میں اتار دی۔ اس نے سرنج کا سارا محلول انجیکٹ کیا اور پھر سوئی نکال لی۔ اس نے سرنج پر کیپ لگایا اور سرنج کو سائیڈ پر پڑے ہوئے ڈسٹ بن کی طرف اچھال دیا۔

عمران کی نظریں ڈیگر پر جمی ہوئی تھیں۔ ڈیگر چند لمحے اسی حالت میں رہا پھر اچانک اس کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو عمران نے ایک کرسی اٹھائی اور ڈیگر کے سامنے رکھ کر اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''اسے ہوش آ رہا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد ڈیگر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے منہ سے کراہ نکلی۔

''ڈیگر تم اس وقت اپنے کلب کی بجائے ہمارے ٹھکانے پر ہو۔ تمہارے کسی آدمی کو معلوم نہیں ہے کہ تم کہاں ہو۔ میرے پاس بھی وقت نہیں ہے کہ میں تم سے باتیں کر کے وقت ضائع کرتا رہوں۔ اس لئے تم سے جو پوچھا جائے صحیح صحیح بتا دو تاکہ تمہیں زندہ چھوڑا جا سکے''...... عمران نے ڈیگر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم کون ہو اور وہ کوبرا کہاں ہے''...... ڈیگر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔ ٹائیگر نے کوبرا کا میک اپ ختم کر دیا تھا۔ اس لئے پاس کھڑے ہونے کے باوجود ڈیگر اسے پہچان نہ سکا تھا۔

''کوبرا کو چھوڑو۔ میری باتوں پر توجہ دو''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہو تم''...... ڈیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ٹاپ زیرو میزائل کے فارمولے کی فائل کہاں ہے''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا تو ڈیگر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات پھیلتے چلے گئے تھے۔

''مم مم۔ میں کسی ٹاپ زیرو فارمولے کے بارے میں نہیں جانتا''...... ڈیگر نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس تمام تفصیلات موجود ہیں ڈیگر۔ اس لئے مجھ سے اڑنے کی کوشش نہ کرو۔ تمہارے آدمی مارس نے ڈاکٹر احسان اللہ کی رہائش گاہ میں کارروائی کی تھی۔ اس نے سب کو بے ہوش کر دینے والی گیس سے بے ہوش کیا اور پھر اس نے سب کو ہلاک کر دیا۔ ڈاکٹر احسان اللہ کو اس نے ہلاک نہ کیا تھا۔ اسے بے ہوشی کی حالت میں باندھا اور پھر اسے ہوش میں لا کر اس پر بہیمانہ تشدد کر

کے اس سے ٹاپ زیرو میزائل کے فارمولے کے بارے میں پوچھا تھا۔ ڈاکٹر احسان زیادہ تشدد برداشت نہ کر سکا اور اس نے مارس کو فارمولے کے بارے میں بتا دیا۔ مارس نے ڈاکٹر احسان اللہ کی بتائی ہوئی جگہ سے فارمولے کی فائل حاصل کی اور پھر وہ ڈاکٹر احسان کو ہلاک کر کے وہاں سے نکل گیا۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ مارس فائل لے کر احمد آباد میں موجود تمہارے ایک خفیہ اڈے پر چلا گیا تھا۔ اس نے وہاں سے تمہیں فون کر کے فارمولے کے بارے میں بتایا۔ تم نے اپنے ساتھی ہارڈی کو اس ٹھکانے پر بھیجا جس نے جاتے ہی مارس کو ہلاک کر دیا تھا اور فارمولے کی فائل لے کر تمہارے پاس پہنچ گیا تھا۔ اس نے تمہیں فائل دی اور پھر وہ جیسے ہی تمہارے پاس سے اٹھ کر گیا تو تم نے اس کے پیچھے مالکم کو لگا دیا جس نے سڑک پر کھڑی اس کی کار کو پیچھے سے ٹکر مار کر اس کی کار تباہ کرا دی جس میں ہارڈی ہلاک ہو گیا۔ بولو کیا یہ سب سچ نہیں ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر ڈیگر نے ہونٹ بھینچ لئے تھے۔

''یہ ساری باتیں تمہیں یقیناً کوبرا نے بتائی ہوں گی''...... ڈیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں نے اس سارے معاملات کی خود بھی تحقیقات کی ہیں۔ ان تحقیقات کے مطابق فارمولے کی فائل تمہارے پاس پہنچی تو تم نے فوری طور پر اسے ڈیزی کلب کے مالک ہارج کے پاس بھیج

دیا۔ جو کلب چلانے کے ساتھ ساتھ ایک شپنگ کمپنی کا بھی مالک ہے۔ ہارج فائل لے کر ایک شپ سے فوراً خفیہ طور پر کہیں روانہ ہو گیا ہے۔ اس کی تلاش جاری ہے لیکن میرے پاس اس بات کے تمام ثبوت موجود ہیں کہ فائل تم نے ہارج کو بھجوائی تھی۔ اب تم بتاؤ کہ ہارج فائل لے کر کہاں گیا ہے''...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ کچھ بھی نہیں جانتا''...... ڈیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''کوبرا نے مجھے بتایا ہے کہ تم ہارٹ پیشنٹ ہو۔ کیا یہ سچ ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں میں ہارٹ پیشنٹ ہوں''...... ڈیگر نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''تو پھر سوچ لو۔ اگر میں نے تم پر تشدد کا آغاز کیا تو تمہارے لئے ایک جھٹکا ہی کافی ثابت ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ جب مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو میں کیا بتاؤں تمہیں''...... ڈیگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے خود جا کر تمہارے آفس کی تلاشی لی ہے۔ تمہارے آفس سے مجھے ایک سپیشل ٹرانسمیٹر ملا ہے۔ اس ٹرانسمیٹر کی وہ تمام فریکوئنسیاں چیک کر لی گئی ہیں جن پر تم بات کرتے تھے یا تمہیں کال آتی تھی''...... عمران نے کہا تو ڈیگر چونک پڑا۔

''میرے بے شمار لنکس ہیں تم کس کس کی بات کرو گے''۔ ڈیگر نے کہا۔

''ان کس کس میں کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ سپیشل ایجنسی کے ایجنٹ سیون کی فریکوئنسی کا بھی پتہ چلا ہے مجھے''...... عمران نے کہا تو ڈیگر ایک بار پھر چونک پڑا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب''...... ڈیگر نے کہا۔

مطلب یہ کہ آخری مرتبہ ٹرانسمیٹر پر تم نے اسی ایجنٹ سیون سے بات کی تھی''...... عمران نے کہا تو ڈیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ غصیلی نظروں سے عمران کو گھورنے لگا۔

''غلط۔ یہ جھوٹ ہے۔ میرا کافرستان کی کسی ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... ڈیگر نے سر جھٹک کر کہا۔

''حالانکہ یہی ایجنٹ سیون پاکیشیا میں بھی موجود تھا اور تم نے اس کے ساتھ مل کر کام کیا تھا۔ تمہارے بارے میں جو رپورٹس مجھے ملی ہیں ان کے مطابق تم اور ایجنٹ سیون ڈاکٹر احسان اللہ کو ہی تلاش کر رہے تھے۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ تم نے ہارج کو فائل دے کر کافرستان بھیجا ہے اور ہارج یہ فائل یقیناً ایجنٹ سیون کو دے گا جس کا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب تمہاری خود ساختہ کہانی ہے''...... ڈیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں تشدد کا آغاز کر دیتا ہوں۔ کیا سچ ہے کیا جھوٹ خود ہی تمہاری زبان پر آ جائے گا۔ تم دل کے مریض ہو اس لئے بہتر یہی ہے کہ مجھے تشدد پر مت اکساؤ۔ خود کو جسمانی تشدد سے بچا لو گے تو تمہارے لئے ہی اچھا ہو گا"...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے سچ کہا ہے"...... ڈیگر نے خشک ہوتے ہوئے ہونٹوں پر زبان پھیرتے ہوئے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"ٹائیگر"...... عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا جو ایک سائیڈ پر خاموش کھڑا تھا۔ ٹائیگر کا نام سن کر ڈیگر چونک پڑا۔ اس نے غور سے ٹائیگر کی طرف دیکھا اور پھر اس نے یکلخت ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ ٹائیگر نے محض چہرے پر سے کوبرا کا میک اپ صاف کیا تھا جبکہ وہ اسی لباس میں تھا جس میں وہ ڈیگر کے پاس گیا تھا۔

"لیس باس"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ میری بات تو نہیں مان رہا ہے۔ تم اس سے اپنی زبان میں بات کرو تو شاید یہ کچھ مان جائے"...... عمران نے کہا۔

"لیس باس"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران کرسی سے اٹھ کر سائیڈ میں موجود دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور پھر وہ اس کرسی پر بیٹھ گیا جس پر پہلے عمران بیٹھا ہوا تھا۔

"تو مالکم نے سچ کہا تھا تم کوبرا بھی ہو اور ٹائیگر بھی"...... ڈیگر

نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"جب تمہیں پتہ چل ہی گیا ہے تو میں اس بات سے انکار نہیں کروں گا"...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے انتہائی تیز دھار والا ایک خنجر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کے ہاتھ میں خنجر دیکھ کر ڈیگر خشک ہونٹوں پر زبان پھیرنے لگا۔

"خیال رکھنا۔ تم نے ہی بتایا ہے کہ یہ دل کا مریض ہے۔ اس پر اتنا تشدد ہی کرنا کہ یہ زبان کھولنے پر آمادہ ہو جائے۔ زیادہ تشدد اس کے لئے جان لیوا ہو سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں آہستہ آہستہ پہلے اس کے دونوں کان کاٹوں گا پھر اس کا ناک، اس کے بعد میں اس کے دونوں گال چیروں گا۔ اس پر بھی اس نے زبان نہ کھولی تو پھر میں ایک ایک کر کے اس کی دونوں آنکھیں نکال دوں گا۔ میں نے اسے جو اینٹی انجکشن لگایا ہے اس سے اس کی قوت ارادی بڑھ گئی ہے۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہ چھوٹا موٹا تشدد برداشت کر سکتا ہے اس کا اس کے دل پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اب یہ کس قدر اذیت سہ سکتا ہے یہ اس کی اپنی قوت ارادی پر ہے"...... ٹائیگر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر کی سفاکانہ باتیں سن کر ڈیگر یکلخت کانپ کر رہ گیا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ کان کاٹنے سے پہلے

اس کی آنکھوں سے شروع کرو۔ پہلے اس کی ایک آنکھ نکالو پھر دوسری اور پھر اس کے بعد کان کاٹو یا اس کے جسم کی بوٹیاں یہ کسی نہ کسی مرحلے پر سچ بتانے پر ضرور آمادہ ہو جائے گا''...... عمران نے بھی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی آنکھیں خنجر سے نکالنے کی بجائے ایک انگلی اس کی آنکھ میں گھسیڑ دیتا ہوں۔ اس سے اس کی آنکھ کٹے گی نہیں بلکہ ایک جھٹکے سے نکل کر باہر آ گرے گی''...... ٹائیگر نے کہا تو ڈیگر لرز کر رہ گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... ڈیگر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اب کیا کیا جائے۔ تم سچ بولنے پر آمادہ ہو ہی نہیں رہے تو پھر ہمیں تو اپنا کام کرنا ہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تت تت۔ تم ایسا نہیں کر سکتے''...... ڈیگر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے کب کہا ہے کہ میں کروں گا۔ یہ سب تو ٹائیگر کرے گا جسے تم کوبرا کے نام سے جانتے ہو اور کوبرا کس قدر سفاک ہے یہ مجھ سے بہتر تم جانتے ہو''...... عمران نے کہا تو ڈیگر خوف بھری نظروں سے ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگا۔ ٹائیگر نے خنجر ایک طرف رکھا اور پھر اس نے اپنی ایک انگلی سیدھی کی اور نیزے کی طرح اکڑا کر ڈیگر کی آنکھ کی طرف لے گیا۔ ڈیگر کے حلق سے زوردار

چیخ نکلی اور اس نے فوراً اپنا سر سائیڈ پر کر لیا۔

''ارے۔ ابھی تو میں نے تمہیں محض ڈرایا ہے۔ تم ابھی سے چیخ پڑے۔ تم تو خود کو انتہائی طاقتور، بہادر اور نڈر کہتے ہو اور اب تک تم اپنے کئی دشمنوں کو انتہائی وحشیانہ طریقے سے قتل بھی کر چکے ہو۔ اب اپنی باری آئی تو چیخنے لگے۔ کیوں''...... ٹائیگر نے غرا کر کہا۔

''دوسروں کو تکلیف دینا آسان، خود سہنا مشکل ہوتا ہے۔ اب سہنا تو پڑے گا''...... عمران نے کہا تو ڈیگر ڈھل کر رہ گیا۔

''تو پھر آج اسے بھی تکلیف کا احساس دلا دینا چاہئے''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''لاتوں کے بھوت جب باتوں سے نہ مانیں تو پھر دوسرا کوئی چارہ نہیں کہ انہیں لاتیں مار مار کر ہی منایا جائے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے کہا اس نے ایک بار پھر انگلی اکڑائی اور تیزی سے ڈیگر کی آنکھ کی طرف لے گیا۔ ڈیگر نے پھر چیخ کر سر سائیڈ پر کر لیا۔

''رکو۔ رکو۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ میری آنکھ نہ نکالو۔ میں بتاتا ہوں سب کچھ بتاتا ہوں۔ زندگی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے۔ میں سب کچھ بتا دیتا ہوں تمہیں''...... ڈیگر نے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ ٹائیگر بھی عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ یہ تو انتہائی بودا نکلا اور صرف آنکھ

نکالنے کا سن کر ہی ڈر گیا ہے۔ عمران نے سر ہلایا اور اسے اٹھنے کا اشارہ کیا تو ٹائیگر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران اٹھا اور ایک بار پھر ڈیگر کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

''اب تم سے کوئی رعایت نہیں ہو گی ڈیگر۔ تم نے بتانے کا فیصلہ کیا ہے تو اب کوئی جھوٹ اور کوئی غلط بیانی نہیں ہونی چاہئے۔ ٹائیگر نے جان بوجھ کر تمہاری آنکھ نہیں نکالی تھی لیکن میں تمہارا اب کوئی لحاظ نہیں کروں گا۔ اس بات کا بھی اب کوئی لحاظ نہیں کیا جائے گا کہ تم ہارٹ پیشنٹ ہو۔ اس لئے بہتر ہو گا کہ جو سچ ہے وہ بتا دو''...... عمران نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سچ بتاؤں گا لیکن تمہیں مجھ سے ایک وعدہ کرنا ہو گا''...... ڈیگر نے کہا۔

''تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں''۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تمہیں وعدہ کرنا ہو گا کہ میں اگر تمہیں سچ بتا دوں تو تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے بلکہ یہاں سے زندہ جانے دو گے''۔ ڈیگر نے کہا۔

''مجھے منظور ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں تمہیں ہاتھ بھی نہیں لگاؤں گا اور یہاں سے زندہ جانے دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے معلوم ہے کہ علی عمران وعدے کا پکا ہے۔ ایک

بار جو وعدہ کر لے اسے ضرور پورا کرتا ہے''...... ڈیگر نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

''اب شروع ہو جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ درست ہے۔ میں نے کافرستانی سپیشل ایجنسی کے لئے کام کیا تھا۔ یہاں سپیشل ایجنسی کا ایجنٹ آنند آیا تھا اور میں اس کے ساتھ مل کر ڈاکٹر احسان اللہ کو تلاش کرتا رہا تھا جس نے ٹاپ زیرو میزائل ایجاد کیا تھا۔

''گڈ۔ سب کچھ بتا دیا ہے تو اب سپیشل ایجنسی اور ایجنٹ آنند کے بارے میں بتاؤ۔ تم کافرستانی نہیں ہو۔ اس ایجنٹ آنند نے یہاں آ کر تمہارا گروپ ہائر کیا۔ ایسے کام عموماً خفیہ طور پر ہوتے ہیں۔ ایجنٹ کسی طور پر اپنی شناخت نہیں کراتے پھر آنند نے تم پر اتنا بھروسہ کیسے کر لیا کہ اس نے تمہیں اپنے بارے میں ہر بات بتا دی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے ہر بات خود نہیں بتائی تھی بلکہ اسے سب کچھ بتانے پر میں نے مجبور کیا تھا''...... ڈیگر نے کہا۔

''وہ کیسے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''وہ جب سے کافرستان سے آیا تھا میرے ساتھ ہی رہتا تھا۔ میرے کلب میں گھنٹوں میرے پاس بیٹھا رہتا تھا۔ اسے میرے کلب کی بلیک لیبل شراب بے حد پسند تھی۔ وہ بوتلوں کی بوتلیں چڑھا جاتا تھا۔ دس دس بوتلیں پینے کے باوجود بھی اس پر نشہ طاری

نہ ہوتا تھا جس پر مجھے اس کی قوت ارادی پر حیرت تھی۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ دن رات بھی پیتا رہے تب بھی اس پر نشہ غالب نہیں آتا ہے۔ ایک دن میں نے اس کا دعویٰ غلط ثابت کرنے کے لئے اس کی شراب کی بوتل میں ایکوازائن نامی ڈرگ ملا دیا۔ اس ڈرگ سے انسانی ذہن شعور اور لاشعور کی ملی جلی کیفیت میں رہتا ہے اور اگر یہ ڈرگ استعمال کرنے والا مسلسل بلیک لیبل پیتا رہے تو کچھ وقت کے بعد اس کا لاشعور از خود اس کے شعور پر غالب آ جاتا ہے پھر جو کچھ اس کے دماغ میں ہوتا ہے وہ بولتا چلا جاتا ہے۔ اس کی زبان سے سچ کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جس بوتل میں ایکوازائن ڈرگ ملا ہوا تھا اس بوتل کے پینے کے باوجود ایجنٹ سیون پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ مجھے اس کی قوت ارادی پر واقعی حیرت ہو رہی تھی لیکن جیسے جیسے وہ بلیک لیبل کی بوتلیں پیتا گیا اس کی قوت ارادی کمزور پڑتی گئی اور پھر اس نے بولنا شروع کر دیا۔ اس نے ایکریمی سینڈیکیٹ ڈیڈ باڈی کے چیف ولسن کے طور پر اپنا تعارف کرایا تھا لیکن اس روز اس نے اپنی سارا پول خود ہی کھول دیا۔ مجھے یہ سن کر حیرت ہو رہی تھی کہ جسے میں ایکریمین ڈیڈ باڈی سینڈیکیٹ کا چیف ولسن سمجھ رہا تھا وہ اصل میں کافرستانی سپیشل ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ آنند تھا۔

میں اس سے جو کچھ بھی پوچھتا تھا وہ بتاتا رہا۔ پھر میں نے اسے تقریباً روزانہ ایکوازائن ڈرگ شراب میں ملا کر دینا شروع کر

دیا۔ اسے شک نہ ہوا اور اس نے شعوری اور لاشعوری انداز میں مجھے اپنا جگری دوست سمجھ لیا اور لاشعوری حالت میں مجھ سے ہر راز شیئر کرنا شروع ہو گیا اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اس لئے مجھ سے اس کی کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے''...... ڈیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ تو یہاں سے چلا گیا ہے پھر بھی وہ تمہیں ساری باتیں بتا دیتا ہے۔ کیسے۔ ایکوازائن کے بارے میں مجھے بھی معلوم ہے۔ یہ نشہ ایک بار کسی کو لگ جائے تو پھر ساری زندگی نہیں چھوٹتا۔ اگر کسی طرح یہ چھوٹ بھی جائے تو انسانی ذہن فوری طور پر اعتدال میں نہیں آتا اور انسان کو نارمل ہونے میں کافی وقت لگ جاتا ہے۔ میری اطلاع کے مطابق آنند کو یہاں سے واپس گئے دو ماہ سے زیادہ وقت ہو چکا ہے تو پھر اب تک وہ اس ڈرگ کے بغیر زندہ کیسے ہے۔ کیا اس نے اپنا علاج کرا لیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وہ آج بھی ایکوازائن کے زیر اثر ہے اور جب تک اسے پتہ نہیں چل جاتا وہ اسی طرح ایکوازائن کے زیر اثر ہی رہے گا''...... ڈیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ کیسے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ بلیک لیبل کا شیدائی ہے۔ بلیک لیبل دنیا میں ہر جگہ مل جاتی ہے لیکن میرے پاس اس لیبل کا مخصوص برانڈ ہے جو دنیا میں کسی کے پاس نہیں۔ میں بلیک لیبل برانڈ کو مزید کشید کر کے اس

میں چند ایسے اجزاء شامل کرتا ہوں جس سے بلیک لیبل کا اثر اصل بلیک لیبل سے دس گنا بڑھ جاتا ہے جس سے یہ شراب نایاب بن جاتی ہے اور میں کلب میں اس شراب کی ایک بوتل کے عام بوتل کے مقابلے میں دس گنا زیادہ رقم وصول کرتا ہوں اور آنند کو میرے کلب کا ہی بلیک لیبل پسند ہے جس میں مجھے خصوصی طور پر ایکوازائن ملانا پڑتا ہے اور ایکوازائن ملی شراب میں اسے یہاں سے بھیجتا ہوں“...... ڈیگر نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسی لئے تم اب تک اس کی گرفت میں نہیں آئے ورنہ اب تک تمہاری لاش کسی گٹڑ میں پڑی گل سڑ رہی ہوتی“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ ایکوازائن کے زیر اثر رہے۔ اسے اس ڈرگ کا کبھی پتہ نہ چلے ورنہ وہ مجھے واقعی بھیانک موت مار سکتا ہے اس کے علاوہ اس ایکوازائن کے ذریعے ہی میں جتنی چاہوں اس سے رقم اینٹھ لیتا ہوں“...... ڈیگر نے کہا۔

”او کے۔ یہ سب چھوڑو اور بتاؤ کہ سپیشل ایجنسی کے بارے میں تم کیا جانتے ہو“...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

”سپیشل ایجنسی کافرستان کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسی ہے جسے خصوصی مشنز کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس ایجنسی کے چیف کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ چیف پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کے سوا کسی کو جواب دہ نہیں۔ اس ایجنسی میں صرف

سات ایجنٹ ہیں جنہیں چیف نے مختلف شعبے دیئے ہوئے ہیں اور وہ اپنے اپنے شعبوں کے انچارج ہیں اور اپنے شعبوں تک ہی محدود ہیں اور وہ سب چیف کے احکامات کے پابند ہیں اور بس“...... ڈیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جب تمہیں یہ سب پتہ ہے تو پھر تمہیں یقیناً اس بات کا بھی علم ہو گا کہ سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے چاہے وہاں ان کی ایک میٹنگ ہی کیوں نہ ہوئی ہو“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کے بارے میں آنند کا کہنا تھا کہ اسے اتنا معلوم ہے کہ فرسٹ میٹنگ کے لئے ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے اسے بلیک لارک جزیرے پر لے جایا گیا تھا۔ اس کے بعد اسے بند باڈی والی وین میں بٹھایا گیا تھا جو کئی گھنٹوں تک سفر کرتی رہی تھی اور جب وین کا دروازہ کھولا گیا تو وہ ایک بند عمارت میں تھا جہاں سے اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر میٹنگ روم تک پہنچایا گیا تھا۔ میٹنگ ختم ہونے کے بعد بھی اسے اسی طرح آنکھوں پر پٹی باندھ کر ہیڈ کوارٹر سے باہر لے جایا گیا اور پھر بند باڈی والی وین میں بٹھا کر کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد ساحل پر پہنچایا گیا جہاں سے اسے اسی ہیلی کاپٹر سے واپس شہر بھیجا گیا جس میں وہ بلیک لارک جزیرے پر پہنچا تھا“...... ڈیگر نے جواب دیا۔

”کیا تم نے اس جزیرے کے بارے میں اس سے مزید نہیں

پوچھا تھا“...... عمران نے کہا۔

”میں نے اسے کریدنے کی بہت کوشش کی تھی لیکن وہ جتنا جانتا تھا مجھے بتا چکا تھا“...... ڈیگر نے کہا۔

”تو کیا تم نے خود اپنے ذرائع سے بھی اس جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں۔ مجھے اس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ آنند میرے لئے سونے کا انڈہ دینے والی مرغی تھی میرے لئے یہی بہت تھا“۔ ڈیگر نے کہا۔ عمران ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔ وہ ڈیگر سے سوالات کرتا رہا اور ڈیگر اسے ہر بات کا جواب دیتا رہا جس کی معلومات اسے ٹاپ ایجنٹ سیون سے ملی تھی۔

”ٹھیک ہے۔ تم نے چونکہ سچ کہا ہے اس لئے میں اپنا وعدہ پورا کروں گا۔ میں تمہیں وعدے کے مطابق یہاں سے زندہ واپس جانے دوں گا“...... عمران نے کہا تو ڈیگر کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

”کیا تم سچ کہہ رہے ہو“...... ڈیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ ٹائیگر“...... عمران نے پہلے اس سے اور پھر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اس کی آنکھوں پر پٹی باندھو اور اسے یہاں سے لے جاؤ۔

یاد رہے کہ میں نے اسے ہلاک نہ کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اسے یہاں سے زندہ سلامت جانا چاہئے۔ سمجھ گئے تم“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ وہ سمجھ گیا کہ عمران اس سے کیا کہنا چاہتا ہے چونکہ ڈیگر کا پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر احسان اللہ کی ہلاکت میں ہاتھ تھا اور اسی نے ٹاپ زیرو میزائل کا فارمولا کافرستان کی سپیشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ سیون کے حوالے کیا تھا اور اس کا یہ جرم ملک دشمنی اور غداری کے زمرے میں آتا تھا اور عمران ملک دشمن کو زندہ نہیں چھوڑتا تھا۔ اس نے کوڈز میں ٹائیگر سے بھی کہا تھا کہ ڈیگر سے زندہ رکھنے کا وعدہ اس نے کیا ہے لیکن وہ اس وعدے کا پابند نہیں ہے۔ اس لئے وہ ڈیگر کو یہاں سے لے جا کر ہلاک کر سکتا ہے۔ عمران اٹھا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سوچ کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مادام شیتل بے اختیار چونک پڑی۔ وہ اپنے مخصوص آفس میں بیٹھی ایک فائل دیکھ رہی تھی۔ فون کی گھنٹی سن کر اس نے فائل سے سر اٹھایا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''مادام شیتل بول رہی ہوں''...... مادام شیتل نے سرد لہجے میں کہا۔

''آنند بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے اس کے ساتھی آنند کی آواز سنائی دی۔

''یس آنند۔ کیوں فون کیا ہے''...... مادام شیتل نے اسی انداز میں کہا۔

''مجھے آپ سے ملنا ہے مادام شیتل''...... آنند نے کہا۔

''کس سلسلے میں''...... مادام شیتل نے پوچھا۔

''میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں''...... آنند نے کہا۔

''کیا بتانا چاہتے ہو''...... مادام شیتل نے پوچھا۔

''میں وہ بات پرسنل طور پر بتانا چاہتا ہوں اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے آفس میں آ جاؤں''...... آنند نے کہا۔

''ٹھیک ہے آ جاؤ''...... مادام شیتل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو مادام شیتل نے فائل سے سر اٹھایا۔

''کم اِن''...... مادام شیتل نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور آنند اندر آ گیا۔ اندر آتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھ آیا۔

''بیٹھو''...... مادام شیتل نے کہا تو آنند سر ہلا کر میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ مادام شیتل نے فائل پر آخری نظر ڈالی اور پھر اس نے فائل بند کر کے ایک طرف رکھ دی اور آنند کی طرف متوجہ ہو گئی۔

''ہاں۔ بولو''...... مادام شیتل نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں آپ کے سامنے اپنے ایک جرم کا اعتراف کرنے آیا ہوں مادام شیتل''...... آنند نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو مادام شیتل بے اختیار چونک پڑی۔

''جرم۔ کیا مطلب۔ کون سا جرم''...... مادام شیتل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسا جرم جو میں نے نادانستگی میں کیا تھا اور مجھے اس کے لئے

مجبور کیا گیا تھا“...... آنند نے اسی انداز میں کہا۔

”مجبور کیا گیا تھا۔ میں سمجھی نہیں۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو“۔ مادام شیتل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے میٹنگ میں پاکیشیا جانے کے حوالے سے ساری تفصیل بتائی تھی۔ یہ بھی بتایا تھا کہ پاکیشیا میں مجھے ایک گروپ کو ہائر کرنا پڑا تھا جس کا باس ڈیگر تھا“...... آنند نے کہا۔

”ہاں۔ بتایا تھا“...... مادام شیتل نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”میں اسی ڈیگر کے کلب میں رہتا تھا۔ اس نے مجھے کلب کے تہہ خانے میں جگہ دے رکھی تھی جہاں میری ہر ضرورت کا خیال رکھا جاتا تھا۔ تم جانتی ہو کہ مجھے بلیک لیبل شراب بے حد پسند ہے اور میں بلیک لیبل پانی کی طرح پیتا ہوں۔ ڈیگر نے بھی مجھے بلیک لیبل فراہم کرنی شروع کر دی تھی۔ کچھ دنوں بعد میں نے اس کی بلیک لیبل میں عجیب سا ذائقہ محسوس کیا۔ وہ ذائقہ اتنا اچھا تھا کہ میں ڈیگر کی مہیا کردہ بلیک لیبل کا دیوانہ سا ہو گیا۔

اس نے بلیک لیبل میں چند اجزاء مکس کر کے ایک ایسا فلیور تیار کیا تھا جو مجھے اتنا پسند آیا کہ میں نے اپنا کوٹہ ڈبل کر دیا اور پھر میں تسلسل کے ساتھ اسے استعمال کرتا رہا۔ پہلے ڈیگر میرے ساتھ کم بات کرتا تھا لیکن جب سے میں نے بلیک لیبل کا کوٹہ ڈبل کیا تھا میں نجانے کیوں اس کی باتوں میں آنے لگ گیا تھا۔ وہ جب بھی مجھ سے ملتا اور مجھ سے کوئی بات کرتا تو میں اس سے ہر بات

کھل کر کرتا تھا۔ وہ مجھے کریدتا رہتا لیکن مجھے اس کا کوئی احساس تک نہ ہوتا تھا پھر سب سے اہم بات یہ ہوتی تھی کہ میں اسے جو بھی بتاتا تھا بتانے کے بعد خود بھول جاتا تھا کہ میں نے اسے کیا بتایا ہے۔

مجھے اپنی میموری میں خلل سا محسوس ہوتا تھا۔ واپس آنے کے بعد میں نے اپنا چیک اپ بھی کرایا تھا لیکن ڈاکٹرز کے کہنے کے مطابق زیادہ کام اور ڈپریشن کی وجہ سے مجھے دماغ پر دباؤ محسوس ہوتا تھا اور کچھ نہیں۔ پاکیشیا سے واپس آنے کے بعد بھی مجھے اس وقت تک بے چینی لگی رہی جب تک کہ میں نے پاکیشیا سے اپنے لئے ڈیگر کی تیار کردہ بلیک لیبل نہ منگوانی شروع کر دی۔ مجھے سوائے ڈیگر کی مہیا کردہ بلیک لیبل کے اور کچھ پسند ہی نہیں آتا تھا“...... آنند مسلسل بولتا چلا گیا۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو اور تم نے اب تک اپنے جرم کے بارے میں تو بتایا نہیں جس کا تم میرے سامنے اعتراف کرنے آئے ہو“۔ مادام شیتل نے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ آنند کی باتیں سن کر بوریت محسوس کر رہی ہو۔

”میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے ایکوازائن ڈرگ دیا جاتا رہا ہے جس سے میری مائنڈ میموری سے معلومات حاصل کی جاتی رہی ہیں اور وہ معلومات سپیشل ایجنسی اور ٹاپ سیون ایجنٹوں کے متعلق تھی“...... آنند نے کہا تو اس کی بات سن کر مادام شیتل حقیقتاً

اچھل پڑی۔

''اوہ اوہ۔ ایسا کس نے کیا ہے اور کیوں''...... مادام شیتل نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''یہ سارا کام ڈیگر کا تھا۔ اس نے ہی مجھے شراب میں ایکوازائن ڈرگ دیا تھا جس کا میں عادی بن چکا ہوں اور اس ڈرگ کی وجہ سے میرا دماغ اس کی طرف راغب ہو گیا تھا اور میں اسے دوست سمجھ کر اس سے ہر راز شیئر کرتا رہا تھا۔ میرا جرم یہی ہے کہ میری وجہ سے ڈیگر جیسے آدمی کو سپیشل ایجنسی اور ٹاپ سیون ایجنٹوں کے بارے میں سب کچھ علم ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اسے بلیک لارک میں موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بتا دیا تھا''...... آنند نے کہا تو مادام شیتل آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو آنند۔ کیا تم جانتے ہو کہ تم نے سپیشل ایجنسی اور خاص طور پر ٹاپ سیون ایجنٹوں کے بارے میں ڈیگر کو سب کچھ بتا کر کتنا بڑا جرم کیا ہے''...... مادام شیتل نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ یہی تو میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ میں نے نادانستگی میں ہی سہی لیکن جرم کیا ہے اور وہ بھی بہت بڑا جرم''۔ آنند نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''لیکن ڈیگر نے تم سے یہ سب معلومات کیوں لی تھیں۔ تم نے

تو بتایا تھا کہ ڈیگر کا تعلق ایکریمیا سے ہے اور وہ مستقل طور پر پاکیشیا میں سیٹل ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''ہاں۔ میری معلومات کے مطابق وہ ایک عام سا بدمعاش ہے جو پاکیشیا میں ایک کلب چلاتا ہے اور چھوٹے موٹے دھندے کرتا ہے۔ بظاہر اس کا کسی ملک کی کسی ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی مجھے اس کے بارے میں ایسی کوئی معلومات ملی ہیں کہ وہ خفیہ معلومات فروخت کرتا ہو۔ اس کے باوجود اس نے مجھ سے معلومات کیوں حاصل کیں اور میری زبان کھلوانے کے لئے اس نے ایکوازائن ڈرگ کا استعمال کیوں کیا میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''...... آنند نے کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن اگر عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس اس تک پہنچ گئی تو پھر ان کے لئے ڈیگر کا منہ کھلوانا مشکل ثابت نہ ہو گا۔ ڈیگر انہیں آسانی سے سب کچھ بتا سکتا ہے''...... مادام شیتل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ مجھے بھی اس بات کا احساس ہے''...... آنند نے کہا۔

''تو پھر تمہیں جلد سے جلد اس کا کچھ کرنا چاہئے۔ اس سے پہلے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران اس تک پہنچے اس کا خاتمہ ہونا بے حد ضروری ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے پاکیشیا میں اپنا ایک آدمی فاسٹ کلب بھیج دیا

تھا وہ ڈیگر کو ہلاک کرنے گیا لیکن ڈیگر اسے کلب میں نہیں مل سکا تھا۔ بہرحال میرا آدمی کلب میں ہی موجود ہے جیسے ہی وہ واپس کلب میں آئے گا میرا آدمی اسے فوراً ہلاک کر دے گا۔ ویسے بھی اس سے میں نے جو کام لینا تھا وہ پورا ہو چکا ہے اس لئے اس کا زندہ رہنا اب ہمارے مفاد میں نہیں ہے۔ لیکن ڈیگر کافی دیر سے کلب سے غائب ہے۔ حالانکہ وہ غائب رہنے والوں میں سے نہیں ہے۔ وہ اپنا زیادہ وقت کلب میں اپنے آفس میں ہی گزارتا ہے۔ میرے آدمی کے کہنے کے مطابق وہ اپنے آفس میں ہی موجود تھا۔ اس کی کار بھی پارکنگ میں موجود ہے۔ اس کا کلب سے اچانک غائب ہونا اور اب تک واپس نہ آنا مجھے شک میں مبتلا کر رہا ہے کہ ممکن ہے کہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران میں سے کوئی اس تک پہنچ گیا ہو اور وہ اسے خفیہ راستے سے نکال کر لے گیا ہو۔ اگر ایسا ہے تو پھر ڈیگر کی زبان کھل چکی ہو گی اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران کو ہمارے بارے میں سب کچھ بتا چکا ہو گا اسی لئے تو مجھے اپنے جرم کا زیادہ احساس ہوا تھا اور میں فوراً آپ کو بتانے چلا آیا''...... آنند نے کہا۔

''اوہ۔ تو تمہارے خیال میں جیسے ہی عمران کو اس بات کا پتہ چلے گا وہ یہاں دوڑا چلا آئے گا''...... مادام شیتل نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ ایسا ہی انسان ہے۔ ہر کام تیزی سے کرتا ہے۔ ٹاپ زیرو کا فارمولا ابھی حال میں ہی یہاں پہنچا ہے عمران کی

عادت ہے کہ وہ وقت ضائع نہیں کرتا اور اسے جو ٹاسک ملتا ہے وہ اسے فوراً اور جلد سے جلد پورا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ میرے خیال میں اب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کسی بھی وقت کافرستان پہنچ سکتا ہے۔ اس سے بچنے اور اسے کافرستان میں سپیشل ایجنسی کے خلاف کام کرنے سے روکنے کے لئے ہمیں جو اقدامات کرنے ہیں وہ جلد سے جلد پورے کر لینے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اس سے لاپرواہ ہو جائیں اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بلیک لارک جزیرے پر پہنچ جائے اور پھر......'' آنند نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''ایسا نہیں ہو گا۔ میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے استقبال کی ساری تیاریاں مکمل کر رکھی ہیں۔ وہ کافرستان میں داخل ہوا تو ہماری نظروں سے نہیں بچ سکے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے بلیک لارک پر موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے بھی ٹاپ فورس متعین کر دی ہے۔ اس فورس کی قیادت کے لئے شنکر اور وجے بھی وہاں پہنچ چکے ہیں۔ میں نے انہیں سخت ترین احکامات دیئے ہیں کہ جزیرے پر کوئی نیا پرندہ بھی اُڑتا دکھائی دے تو وہ اسے بھی زندہ نہ چھوڑیں''۔ مادام شیتل نے کہا۔

''یہ آپ نے بہت اچھا کیا ہے کہ شنکر اور وجے کو بلیک لارک بھیج دیا ہے۔ وہ فورس کی کمان احسن طریقے سے سنبھال سکتے ہیں اور ان میں وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں کہ اگر عمران اور اس

کے ساتھی ڈائریکٹ اس جزیرے پر بھی پہنچ جائیں تو شنکر اور وجے
انہیں آگے بڑھنے کا کوئی موقع نہ دیں گے“...... آنند نے کہا۔
”ہاں۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ تمہیں ایکوازائن ڈرگ
دیا گیا ہے اور وہ بھی ڈیگر کی سپلائی کردہ شراب میں“...... مادام
شیتل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
”چند روز سے میں ذہنی طور پر بہت زیادہ دباؤ میں تھا مجھے
ٹمپریچر بھی تھا جو کسی طرح سے کم ہونے کا نام نہ لے رہا تھا۔ میں
نے اپنے معالج سے رجوع کیا تو اس نے میرے بلڈ سیمپل لئے
تاکہ اس بات کی تشخیص کی جا سکے کہ میرا ٹمپریچر کم کیوں نہیں ہو
رہا۔ پھر جب اس نے میرا بلڈ ٹیسٹ کیا تو اسے میرے بلڈ میں
ایکوازائن ڈرگ کے ٹریسر ملے۔ اس نے مجھے سختی سے ایکوازائن
لینے سے منع کیا۔ میں حیران تھا کہ ایکوازائن تو کیا میں کوئی بھی
ڈرگ یوز نہیں کرتا۔ میں نے اپنا محاسبہ کیا اور ہر اس چیز کو لیبارٹری
میں ٹیسٹ کرایا جو میرے استعمال میں رہتی تھی تب مجھے پتہ چلا کہ
میں جو بلیک لیبل شراب استعمال کرتا ہوں اس میں ایکوازائن خاصی
مقدار میں موجود ہے۔ مجھے حیرت ہوئی کہ شراب میں ایکوازائن کا
کیا کام۔ میں نے اس پر بہت سوچا اور پھر جب میں نے ہر بات
پر خصوصی توجہ دی تو مجھے ڈیگر کا سارا کھیل سمجھ آ گیا۔ وہ ایکوازائن
ڈرگ کے ذریعے میرا دماغ کنٹرول کر کے مجھ سے ہر قسم کی
معلومات حاصل کرنے کے ساتھ بھاری رقوم بھی ٹھگ رہا تھا۔ اس

کا تعلق کسی تنظیم یا ایجنسی سے نہیں ہے لیکن مجھ سے حاصل کی ہوئی
معلومات کے ذریعے وہ مجھے آسانی سے بلیک میل کر سکتا تھا یا پھر
یہ سمجھ لیں کہ اس نے مجھ سے معلومات حاصل کر کے میرے خلاف
بلیک میلنگ سٹف بنا لیا تھا“...... آنند نے جواب دیا۔
”اس کا مطلب ہے کہ ڈیگر انتہائی چالاک، مفاد پرست اور
خطرناک انسان ہے۔ ایسے انسان کو کسی بھی صورت میں زندہ نہیں
رہنا چاہئے اور پھر وہ ہمارا کام کر چکا ہے۔ اب اس سے ہمارا یا پھر
تمہارا کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے اس لئے جلد سے جلد اس کے
خاتمے کا بندوبست کرو اور اگر وہ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
ہتھے چڑھ چکا ہے تو پھر ہمیں واقعی الرٹ ہو جانا چاہئے۔ عمران اور
اس کے ساتھی کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ میں ابھی سارے
انتظامات کراتی ہوں۔ تم بھی اپنی ڈیوٹی سنبھال لو اور اس بات کے
لئے تیار رہو کہ کبھی بھی اور کسی بھی مقام پر تمہارا پاکیشیا سیکرٹ
سروس یا علی عمران سے ٹکراؤ ہو سکتا ہے۔ انہیں کسی بھی حال میں
بلیک لارک تک نہیں پہنچنا چاہئے۔ انہیں روکنا میری بھی ذمہ داری
ہے اور تمہاری بھی“...... مادام شیتل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔
”یس مادام۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کو آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے میں اپنی جان پر بھی
کھیل سکتا ہوں اور وقت آنے پر میں یہ سب ثابت بھی کر دوں
گا“...... آنند نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا تو مادام شیتل نے

اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے چونکہ خود ہی مجھے آ کر ساری حقیقت بتا دی ہے اس لئے میں تمہارے اس جرم کو اپنے تک ہی محدود رکھوں گی۔ تم بھی یہ بات کسی اور کو نہ بتانا۔ خاص طور پر اگر چیف کو تمہارے اس جرم کا علم ہوا تو وہ تمہیں کسی بھی صورت میں معاف نہیں کرے گا اس لئے یہ باتیں یہیں ختم''...... مادام شیتل نے کہا تو آنند کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔

''تھینک یو مادام شیتل۔ تھینک یو ویری مچ۔ مجھے آپ سے یہی امید تھی۔ میں نے یہ بات آپ کو اسی لئے بتائی ہے کہ یہ بات چیف تک نہ پہنچ جائے۔ چیف ایسے معاملات میں واقعی کوئی رعایت نہیں کرتا''...... آنند نے مسرت اور تشکر بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو''...... مادام شیتل نے مخصوص لہجے میں کہا تو آنند سر ہلا کر اٹھا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

عمران نے ساری حقیقت بلیک زیرو کے سامنے رکھ دی تھی اور پھر اس نے فوری طور پر کافرستان جانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ عمران کی ہدایات کے مطابق بلیک زیرو نے ممبران کو کال کر کے دانش منزل کے میٹنگ روم میں بلا لیا تھا اور پھر انہیں ٹاپ زیرو میزائل کے فارمولے کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں عمران کی سرکردگی میں کافرستان جا کر نہ صرف سپیشل ایجنسی سے مقابلہ کرنے بلکہ اس ایجنسی کے چیف سے ٹاپ زیرو میزائل کا فارمولا بھی حاصل کرنے کا حکم دیا تھا۔

عمران نے ممبران سے مل کر دو گروپس میں کافرستان جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ اسے چونکہ معلوم تھا کہ ٹاپ زیرو کا فارمولا سپیشل ایجنسی کے چیف کے پاس تھا اور اس کی اطلاع کے مطابق سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کافرستانی جزیرے بلیک لارک میں تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن نے جزیرہ بلیک لارک

کی حفاظت کا نہ صرف خاطر خواہ بندوبست کیا ہو گا بلکہ اس نے کافرستان آمد و رفت کے تمام ذرائع پر بھی گہری نظر رکھنے کے انتظامات کئے ہوں گے۔

ٹاپ سیکشن کو کسی اور کی طرف سے کوئی خطرہ ہو یا نہ ہو لیکن انہیں اس بات کا پتہ ہو گا کہ ٹاپ زیرو فارمولے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس ضرور حرکت میں آئے گی اور اس لئے ٹاپ سیکشن کی ہر ممکن کوشش یہی ہو گی کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کافرستان داخل ہوتے ہی ہلاک کر دیں تا کہ وہ جزیرہ بلیک لارک نہ پہنچ سکیں۔

ناٹران کو فون کر کے عمران نے سپیشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹوں کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ ناٹران کی معلومات کے مطابق سپیشل ایجنسی کے چیف نے ٹاپ سیون کی ایک میٹنگ بلائی تھی اور میٹنگ میں اس نے ٹاپ سیون کو ٹاپ سیکشن میں یکجا کر دیا ہے اور یہ ٹاپ سیکشن اس لئے بنایا گیا تھا تا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کافرستان داخل ہونے سے روک سکے اور اگر وہ کسی طرح سے کافرستان داخل ہو جائیں تو کافرستان کی سرزمین ان کے لئے اتنی تنگ کر دی جائے کہ وہ کسی بھی صورت میں زندہ نہ بچ سکیں۔

ناٹران نے عمران کو یہ بھی بتایا کہ ٹاپ سیکشن کی انچارج سپیشل ایجنسی کی ایک زیرک لیڈی ایجنٹ شیتل کو بنایا گیا ہے اور اس مادام

شیتل نے ٹاپ سیکشن کی ٹاپ فورس بھی تشکیل دی ہے جو کافرستان کے ہر اس حصے پر پہنچ چکی ہے جہاں سے کافرستان داخل ہونے والے ایک ایک پرندے کو بھی چیک کیا جا سکتا ہے جس کے لئے اس نے انتہائی خصوصی انتظامات کئے ہیں۔

سپیشل ایجنسی نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو روکنے کے لئے ٹاپ سیکشن بنایا ہے اور اس ٹاپ سیکشن کی انچارج ایک لیڈی ایجنٹ ہے یہ سن کر عمران مسکرائے بغیر نہ رہ سکا تھا۔ اس نے بطور ایکسٹو ناٹران کو خصوصی ہدایات دی تھیں کہ وہ ٹاپ سیکشن کے ایک ایک ایجنٹ کے بارے میں معلومات حاصل کرے چاہے اس لئے اسے پیسہ پانی کی طرح کیوں نہ بہانا پڑے یا کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے۔ ناٹران نے عمران سے دو روز کا وقت مانگا تھا اور پھر اس نے دو دنوں بعد چیف کو کال کر کے ٹاپ ایجنٹوں کے بارے میں مکمل معلومات مہیا کر دی تھیں۔

ٹاپ سیکشن نے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے استقبال کی جو تیاریاں کی تھیں ان کی معلومات عمران کو مل چکی تھیں اس لئے عمران نے دو گروپس کی صورت میں کافرستان جانے کا پروگرام بنایا تھا۔ اس نے تمام ممبران کو ساتھ لے جانے کی بجائے ٹائیگر، جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔

عمران نے دو گروپس بنائے تھے۔ ایک گروپ میں وہ ٹائیگر اور جولیا تھے جبکہ دوسرے گروپ میں کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر تھے

جنہیں عمران نے الگ الگ کافرستان پہنچنے کی ہدایات دی تھیں اور ان سے کہا تھا کہ وہ مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے کافرستان داخل ہوں۔ عمران نے بطور ٹورسٹ اپنے اور جولیا کے لئے کارمن جوڑے کے کاغذات بنوا لئے تھے اور وہ مختلف ممالک سے ہوتا ہوا کارمن پہنچ گیا تھا۔ ٹائیگر کو بھی عمران ساتھ نہیں لے جانا چاہتا تھا اس نے ٹائیگر کو بھی الگ آنے کا کہا تھا۔

عمران نے اپنے اور جولیا کے لئے کارمن جوڑے کے کاغذات بنوائے تھے جن کی ابھی حال میں ہی شادی ہوئی تھی اور وہ دنیا کی سیر کے لئے نکلے ہوئے تھے۔ کارمن میں موجود فارن ایجنٹ نے ان دونوں کے لئے ایسا سیٹ اپ تیار کر لیا تھا کہ اگر خود کارمن حکومت بھی ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی تو عمران اور جولیا کارمن کے ہی شہری ثابت ہوتے اور ان کے پورے خاندان کا تعلق کارمن کے ایک اعلیٰ طبقے سے ثابت ہوتا۔ مختلف ممالک کی سیر کرتے ہوئے وہ کافرستان جا رہے تھے جہاں کچھ دن قیام کے بعد وہ آگے بڑھ جاتے۔ عمران نے کافرستان کے ایک مقامی ہوٹل میں اپنے لئے ایک کمرہ بھی مخصوص کرا لیا تھا۔

اس نے کارمن فارن ایجنٹ کی مدد سے ایک ایسے جوڑے کو اغوا کرایا تھا جس کی حال ہی میں شادی ہوئی تھی اور وہ ورلڈ ٹور پر نکلنے والا تھا۔ اس لئے عمران کو یقین تھا کہ اگر سپیشل ایجنسی کے ٹاپ

سیکشن نے اس کے راستے میں حائل ہونے کی کوشش کی تو وہ اسے کارمن جوڑے کے میک اپ میں آسانی سے ڈاج دینے میں کامیاب ہو جائے گا اسی لئے وہ بے حد مطمئن نظر آ رہا تھا۔ وہ کارمن سے کافرستان کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ چار گھنٹوں کی اڑان کے بعد جب طیارہ کافرستان کے دارالحکومت کے وسیع اور جدید ایئر پورٹ پر لینڈ ہوا تو عمران اور جولیا اپنے مخصوص بیگ اٹھائے بڑے بااعتماد انداز میں طیارے سے نکل کر لاؤنج اور لاؤنج سے ہوتے ہوئے امیگریشن کاؤنٹر کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

عمران نے امیگریشن کاؤنٹر پر موجود آفیسر کے سامنے اپنے اور جولیا کے کاغذات اور پاسپورٹ رکھے تو آفیسر نے انہیں غور سے دیکھا اور پھر وہ ان کے کاغذات چیک کرنے میں مصروف ہو گیا۔ عمران منہ چلاتا ہوا چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ وہاں جگہ جگہ سیکرٹ فورس کے افراد دکھائی دے رہے تھے جو بظاہر عام انداز میں ادھر ادھر گھومتے دکھائی دے رہے تھے لیکن ان کے لباسوں کے نیچے چھپے ہوئے اسلحے کے ابھاروں سے صاف معلوم ہو رہا تھا کہ وہ خصوصی طور پر کارمن اور دیگر ممالک سے آنے والے طیاروں کے مسافروں کی نہایت باریک بینی سے خصوصی نگرانی کرنے میں مصروف تھے۔ جگہ جگہ ایسے کیمرے لگے ہوئے تھے جن سے میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے چہروں کو آسانی سے چیک کیا جا سکتا تھا لیکن عمران کو اس کی کوئی فکر نہ تھی کیونکہ وہ یہاں اپنا اور جولیا کا

خاص میک اپ کر کے آیا تھا جو کسی بھی کیمرے سے چیک نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی اس میک اپ کو کسی کیمیکل یا میک اپ واشر سے واش کیا جا سکتا تھا۔

کچھ ہی دیر میں آفیسر نے عمران کو کاغذات اور پاسپورٹ واپس کر دیئے۔ کاغذات اور پاسپورٹس پر کلیئرنس کی مہریں ثبت تھیں۔ آفیسر کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات تھے وہ کاغذات واپس کرنے کے باوجود عمران اور جولیا کی جانب غور سے دیکھ رہا تھا۔ نجانے کیوں عمران کو اس کی آنکھوں میں اپنے اور جولیا کے لئے شک کی پرچھائیں سی رینگتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے جواباً شک کی وجہ جاننے کے لئے اس کی آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کی لیکن آفیسر نے فوراً اس سے نظریں ہٹا لیں اور وہ دوسرے افراد کی طرف متوجہ ہو گیا۔ عمران حیران تھا کہ تمام کاغذات درست ہونے اور پرفیکٹ میک اپ کے باوجود ایسی کیا کمی رہ گئی تھی جسے امیگریشن آفیسر نے بھانپ لیا تھا اور وہ انہیں شکی نظروں سے گھور رہا تھا۔ اگر کاغذات میں کوئی کمی ہوتی یا کوئی مسئلہ ہوتا تو ان پر اس طرح کلیئرنس کی مہریں نہ لگی ہوتیں۔ عمران نے کاغذات اور پاسپورٹ اٹھائے اور انہیں کوٹ کی جیب میں ڈال لیا۔ اس نے جولیا کو اشارہ کیا اور پھر وہ دونوں اپنے بیگ اٹھا کر ایئر پورٹ سے باہر نکلتے چلے گئے۔

عمران اور جولیا بالکل خاموش تھے۔ ایئر پورٹ کی ٹائٹ سیکورٹی

دیکھ کر عمران نے جولیا کو ہدایات دی تھیں کہ وہ یہاں کوئی ایسی بات نہیں کریں گے جس سے وہاں موجود افراد کو ان کے بارے میں معمولی سا بھی شک ہو سکے اور وہ ان کے پیچھے لگ جائیں۔ کاغذات میں عمران کا نام ایرک تھا۔ عمران کی منکوحہ ہونے کے ناطے جولیا کو مسز ایرک کہا جاتا تھا جبکہ اس کا اصل نام ہائنا تھا۔

''لگتا ہے۔ سب کام ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب ہمیں سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں ہے''...... ایئر پورٹ سے باہر آتے ہی جولیا نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ابھی ہم خطرے سے باہر نہیں ہیں ہائنا۔ خطرہ بدستور ہمارے سروں پر مسلط ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ اب کیا خطرہ ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ایئر پورٹ کے اندر اور باہر ہر طرف سیکرٹ فورس کے افراد موجود ہیں اور ان کا تعلق لامحالہ سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن سے ہے۔ میں نے ان میں تو کوئی ہلچل نہیں دیکھی ہے اور نہ ہی میں نے انہیں اپنی طرف متوجہ پایا ہے لیکن مجھے امیگریشن کے کاؤنٹر پر موجود آفیسر کا انداز کھٹک رہا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''کیوں۔ اس کی کوئی خاص وجہ''...... جولیا نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کاغذات واپس کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں شک کی پرچھائیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے اسے ہم دونوں پر شک ہو کہ ہم وہ نہیں ہیں جن کی تفصیلات کاغذات اور پاسپورٹس میں درج ہیں۔ اس کی آنکھوں میں تذبذب کے تاثرات بھی نمایاں تھے جیسے وہ فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے اسی لئے اس نے ہمیں بغیر کچھ کہے کلیئرنس دے دی ہے۔ لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ اس کی خاموشی کے پیچھے بھی کوئی خاص راز چھپا ہوا تھا۔ ہو سکتا ہے اس نے جان بوجھ کر ہم سے کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا ہو اور اپنے شک کی وجہ ٹاپ سیکشن کے سربراہ کو بتا دی ہو۔ اگر ایسا ہوا تو کوئی نہ کوئی ہمارے پیچھے ضرور آئے گا''...... عمران نے دھیمی آواز میں کہا۔

''آفیسر کے شک کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ ہمارے کاغذات بھی مکمل ہیں اور ہمارا میک اپ بھی ایسا نہیں ہے کہ کوئی آسانی سے اسے چیک کر سکے''...... جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''یہی بات مجھے بھی کھٹک رہی ہے اور میں اب ڈائریکٹ تو اس آفیسر سے کچھ پوچھ نہیں سکتا تھا اس لئے میں بھی خاموشی سے باہر آ گیا ہوں۔ اب دیکھو آگے کیا ہوتا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا اثبات میں سر ہلا کر رہ گئی۔

''کیا ناٹران کو پتہ ہے کہ ہم یہاں پہنچ رہے ہیں''...... جولیا

نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی اسے کوئی اطلاع نہیں ہے۔ اگر اسے اطلاع دی جاتی تو کسی نہ کسی ذریعے سے یہ بات ٹاپ سیکشن کو معلوم ہو جاتی اس لئے چیف نے ناٹران کو بھی ابھی کچھ نہیں بتایا ہے کہ ہم یہاں آ رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اور جولیا ایئر پورٹ سے نکل کر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف آئے۔ عمران نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور پھر وہ دونوں اس ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔

''ہوٹل کراؤن چلو''...... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹیکسی حرکت میں آئی اور پھر تیزی سے ایئر پورٹ کی پارکنگ سے نکلتی چلی گئی۔ عمران فرنٹ سیٹ پر بیٹھنے کی بجائے جان بوجھ کر جولیا کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھتے ہی اس نے جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ اس نے سیل فون کے چند بٹن پریس کئے تو سیل فون کی سکرین اچانک تبدیل ہو گئی اور یہ سکرین ایک عام سے آئینے جیسی بن گئی تھی۔

اس آئینے میں عمران اطمینان سے اپنے عقب میں دیکھ سکتا تھا۔ اس نے سیل فون کو اس انداز میں اپنے سامنے کر رکھا تھا کہ بیک ونڈ سکرین سے باہر آسانی سے دیکھا جا سکے۔ اس کے پیچھے کئی گاڑیاں اور ٹیکسیاں آ رہی تھیں لیکن ان میں ایسی کوئی گاڑی یا

ٹیکسی نہیں تھی جسے عمران مشکوک قرار دیتا اور اسے یہ محسوس ہوتا کہ کوئی کار یا ٹیکسی ان کا تعاقب کر رہی ہے۔

''ہانا''...... عمران نے اچانک جولیا سے مخاطب ہو کر بڑے رومانٹک انداز میں کہا۔

''یس مسٹر ایرک''...... جولیا نے بھی بڑے محبت بھرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ نو بیاہتا جوڑا تھا اس لئے وہ دونوں اس انداز میں باتیں کر رہے تھے تاکہ ٹیکسی ڈرائیور بھی ان کے انداز سے مشکوک نہ ہو سکے۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ ہم نے کافرستان آنے میں جلدی کی ہے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''کیوں۔ مسٹر ایرک۔ اس میں جلدی کی کیا بات ہے۔ ہم روٹین کے تحت مختلف ممالک سے ہوتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ کافرستان میں چند دن گزار کر ہم روسیاہ روانہ ہو جائیں گے اور پھر وہاں سے آگے دوسرے ممالک کی سیر کریں گے۔ ہمارا کافرستان کا دورہ مختصر سا ہے اس میں پریشانی والی کون سی بات ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ ہمارا یہاں کا دورہ مختصر نہیں ہونا چاہئے تھا۔ ہمیں یہاں سب سے آخر میں آنا چاہئے تھا۔ کافرستان میں کئی پرفضاء مقام ہیں۔ خاص طور پر وادیٔ مشکبار۔ سنا ہے وادیٔ مشکبار کسی ارضی جنت سے کم نہیں ہے۔ ایک بار ہم وہاں چلے جائیں تو پھر

کسی اور ملک میں سیر کے لئے جانے کے لئے دل ہی نہیں چاہے گا۔ ویسے بھی سنا ہے کہ کافرستان کے افراد بے حد کھلے دل کے مالک ہیں۔ غیر ملکیوں کی خاص طور پر سیاحوں کی یہاں بے حد قدر کی جاتی ہے اور انہیں حکومتی سرپرستی بھی حاصل ہوتی ہے کہ وہ ملک کے ہر پرفضاء مقام پر جا کر انجوائے کر سکیں''...... عمران نے جان بوجھ کر کافرستان اور کافرستانیوں کی تعریف کرنے والے انداز میں کہا۔

''ہاں۔ سنا تو میں نے بھی بہت کچھ ہے۔ بہرحال دیکھتے ہیں۔ اگر ضرورت ہوئی تو ہم اپنے ویزے کی معیاد بڑھوا لیں گے۔ ہم ٹورسٹ ہیں یہاں ہماری استدعا کو رد نہیں کیا جائے گا''...... جولیا نے کہا۔

ٹیکسی انہیں مختلف راستوں سے گزارتی ہوئی ایک کمرشل ایریئے میں لے آئی جہاں بڑے بڑے فائیو اور سیون سٹارز ہوٹلوں کے سائن بورڈز لگے ہوئے تھے۔ سامنے ایک بڑا سا ہوٹل تھا جو کسی شاہی محل جیسا بنا ہوا تھا۔ اس ہوٹل کے سائن بورڈ پر کراؤن ہوٹل لکھا ہوا تھا اور یہ سیون سٹار ہوٹل تھا جو وہاں موجود دوسرے تمام ہوٹلوں سے بڑا اور شاہانہ انداز کا تھا۔ عمران سارے راستے چیک کرتا آیا تھا لیکن ان کا کسی نے کوئی تعاقب نہیں کیا تھا اور یہ بات عمران کے لئے باعثِ اطمینان تھی۔

''بہت خوب۔ یہ ہوٹل تو کسی پیلس سے کم نہیں ہے۔ اس کا نام

کراؤن ہوٹل کی بجائے پیلس ہوٹل ہونا چاہئے تھا''...... جولیا نے سر اٹھا کر ہوٹل کی عظیم الشان عمارت پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

''وقت ملا تو میں ہوٹل کی انتظامیہ سے بات کروں گا کہ وہ میری پرنسز کی استدعا پر غور کریں اور اپنے ہوٹل کا نام کراؤن ہوٹل سے بدل کر پیلس بلکہ ہائنا پیلس رکھ لیں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

''اگر انہوں نے آپ کی درخواست پر عمل نہ کیا تو''......جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تب میں آپ کے لئے یہ سارا ہوٹل ہی خرید لوں گا۔ میں اسے آپ کے نام سے منسوب کر دوں گا''...... عمران نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ ٹیکسی رکتے ہی وہ دونوں باہر نکل آئے۔ ایک باوردی اٹنڈنٹ نے جس کے سینے پر پورٹر کا بیج لگا ہوا تھا، آگے بڑھ کر ان کے بیگ اٹھا لئے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ مع ٹپ ادا کیا تو اس نے توقع سے بڑھ کر ٹپ ملنے پر عمران اور جولیا کو جھک جھک کر سلام کرنا شروع کر دیا۔ عمران اور جولیا ہوٹل کے انٹری ڈور کی جانب بڑھ گئے۔ انٹری ڈور پر ایک باوردی دربان کھڑا تھا۔ ان دونوں کو دیکھ کر اس نے مخصوص انداز میں انہیں سلام کیا اور ان کے لئے انتہائی مؤدبانہ انداز میں گلاس ڈور کھول دیا۔

دونوں انتہائی شاندار انداز میں سجے ہوئے ہال میں داخل

ہوئے تو انہیں وہاں فضاء میں انتہائی خوشگوار مہک محسوس ہوئی جیسے پورا ہال گلاب کے پھولوں سے مہک رہا ہو۔ عمران اور جولیا سیدھے سائیڈ پر بنے ہوئے استقبالیہ کاؤنٹر کی جانب بڑھ گئے۔ کاؤنٹر پر دو خوبصورت لڑکیاں ہونٹوں پر شوخ مسکراہٹیں سجائے کھڑی تھیں۔

''ویلکم ٹو کراؤن ہوٹل''......ایک لڑکی نے ان دونوں کے آگے آتے ہی انتہائی خوشگوار لہجے میں کہا۔ عمران اور جولیا نے مسکرا کر سر ہلایا اور پھر عمران نے جیب سے کاغذات اور پاسپورٹ نکال کر اس لڑکی کے سامنے رکھ دیئے۔ لڑکی نے کاغذات اور پاسپورٹ اٹھا کر انہیں دیکھا اور پھر تیزی سے اس نے کاؤنٹر کی سائیڈ پر رکھے ہوئے کمپیوٹر کے پاس جا کر ان کے کاغذات اور پاسپورٹ کا اندراج کرنا شروع ہو گئی۔

کچھ دیر میں وہ کاغذات کا اندراج کر کے واپس آ گئی۔ اس نے کاغذات عمران کو لوٹا دیئے جبکہ پاسپورٹس اپنے پاس رکھ لئے۔ اس نے ایک رجسٹر میں عمران اور جولیا کے باری باری دستخط کرائے اور رجسٹر اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔

''پریتی۔ مسٹر ایرک اور مسز ایرک کا روم بک ہے۔ انہیں تھرڈ فلور کے روم نمبر تھری کی چابیاں دے دو''...... اس نے دوسری کاؤنٹر گرل سے مخاطب ہو کر کہا تو کاؤنٹر گرل نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ کاؤنٹر کے عقب میں لگے ہوئے کی بورڈ کی جانب بڑھ

گئی جہاں بے شمار کمروں کی چابیاں لٹک رہی تھیں۔ اس نے بورڈ سے روم نمبر تھری کی چابیاں اتاریں اور عمران اور جولیا کے ساتھ آنے والے پورٹر، جس نے ان کا سامان اٹھایا ہوا تھا کی طرف بڑھا دیں۔

"یہ ہمارے معزز مہمان ہیں۔ ان کا تھرڈ فلور پر روم نمبر تھری بک ہے۔ انہیں ان کے کمرے میں پہنچا دو"...... کاؤنٹر گرل نے پورٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو پورٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے چابیاں لیں اور عمران اور جولیا کے ساتھ ایک طرف موجود لفٹوں کی طرف بڑھ گیا۔ کچھ ہی دیر میں وہ ہوٹل کے تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر تین کے سامنے کھڑے تھے۔ پورٹر نے ان کے کمرے کا لاک کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

"آئیں جناب"...... پورٹر نے کہا تو عمران اور جولیا خاموشی سے اس کے ہمراہ کمرے میں آ گئے۔ کمرہ لگژری انداز میں سجا ہوا تھا اور وہاں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ پورٹر نے ان کے بیگ سائیڈ میں بنے ہوئے ایک وارڈ روب میں رکھے اور ان کے سامنے بڑے مؤدب انداز میں کھڑا ہو گیا۔ عمران نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھا تو پورٹر کی باچھیں پھیل گئیں اور وہ انہیں جھک جھک کر سلام کرنا شروع ہو گیا۔ پورٹر کے جاتے ہی عمران نے کمرے کا دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

"ہانا میں تو سفر کر کے بری طرح سے تھک چکا ہوں۔ آپ

چاہیں تو واش روم میں جا کر فریش ہو جائیں۔ میں تو کچھ دیر سونا چاہتا ہوں"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور ساتھ ہی جولیا کو ایسا اشارہ کیا کہ وہ ابھی کوئی بات نہ کرے۔ جولیا کو اشارہ کرتے ہوئے وہ اس وارڈ روب کی جانب بڑھ گیا جہاں پورٹر نے ان کے بیگ رکھے تھے۔ عمران نے وارڈ روب سے اپنا بیگ نکالا اور اسے اٹھا کر کمرے کے وسط میں پڑے ہوئے جہازی سائز کے بیڈ پر لے آیا۔

اس نے بیگ بیڈ پر رکھا اور اسے کھولنے میں مصروف ہو گیا۔ بیگ سے اس نے سارا سامان نکالا اور پھر اس نے بیگ کے نچلے حصے میں موجود ایک خفیہ خانہ کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا قلم نما آلہ نکال لیا۔ اس نے قلم نما آلے کا عقبی حصہ پریس کیا تو قلم کے عقبی حصے میں ایک سرخ بلب روشن ہو گیا۔ عمران اٹھا اور وہ قلم لے کر کمرے کو چیک کرنا شروع ہو گیا۔ یہ قلم ایک مخصوص ڈیٹیکٹر تھا جس سے کسی بھی چھپے ہوئے خفیہ کیمرے یا وائس بگ کو ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ عمران نہایت باریک بینی سے کمرے کو چیک کر رہا تھا۔ بیڈ کے ایک کنارے پر آتے ہی اس نے جب قلم کو آگے کیا تو اچانک قلم کے سر پر لگا ہوا بلب بغیر کسی آواز کے سپارک کرنا شروع ہو گیا۔

بلب سپارک ہوتے دیکھ کر عمران کے ساتھ جولیا بھی چونک پڑی۔ عمران نے بیڈ کے کارنر کو غور سے دیکھا تو اسے وہاں چھوٹے

چھوٹے سوراخ بنے ہوئے دکھائی دیئے۔ جس کا مطلب تھا کہ ان سوراخوں کے پیچھے ضرور کوئی وائس بگ لگا ہوا ہے۔ ڈیٹیکٹر سے بگ کی موجودگی کا پتہ چلتے ہی عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ اس سے پہلے کہ جولیا عمران سے یا عمران جولیا سے کوئی بات کرتا اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ دستک کی آواز سن کر دونوں چونک پڑے۔

''ابھی تو ہم آئے ہیں۔ اتنی جلدی کون آ گیا یہاں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھتے ہیں''...... عمران نے مبہم سے انداز میں کہا اور تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''کون ہے''...... عمران نے دروازے کے نزدیک پہنچ کر اونچی آواز میں پوچھا۔

''میں کافرستانی سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کی چیف مادام شیتل ہوں۔ دروازہ کھولیں مجھے آپ سے بات کرنی ہے''...... باہر سے ایک نسوانی آواز دی اور سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کی چیف مادام شیتل کا سن کر عمران کے ہونٹوں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگ گئی۔

''جس کا تھا انتظار وہ شاہکار آ گیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے زیر لب کہا تو جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر بولٹ گرایا اور پھر اس نے دروازہ کھولنے کے لئے جیسے ہی ہینڈل گھمایا اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھل گیا

اور پانچ افراد اچھل کر اندر آ گئے۔ ان میں سے ایک نوجوان لڑکی بھی تھی جس نے جینز اور سیاہ جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا جبکہ باقی چاروں افراد جو مرد تھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ دھماکے سے دروازہ کھلنے کی وجہ سے عمران بے اختیار اچھل کر پیچھے ہٹ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دیکھنا شروع ہو گیا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کون ہیں آپ اور آپ اس طرح ہمارے کمرے میں کیسے آ سکتے ہیں''...... عمران نے جان بوجھ کر خوفزدہ ہو کر ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''شٹ اپ۔ میں سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کی چیف مادام شیتل ہوں۔ ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ فوراً۔ ورنہ گولی مار دوں گی''...... لڑکی نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''گگ گگ۔ گولی ارے باپ رے۔ ہم نے کیا کیا ہے جو آپ ہمیں گولی مار دیں گی اور یہ کون سا طریقہ ہے کسی غیر ملکی کے کمرے میں آنے کا۔ کیا کافرستان میں آنے والے سیاحوں کے ساتھ ایسا سلوک کیا جاتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ ہاتھ اٹھاؤ جلدی۔ ورنہ......'' مادام شیتل نے چیختے ہوئے کہا تو عمران نے اور زیادہ منہ بنا کر ہاتھ اٹھا لئے۔

''یہ تو ہمارے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ ہم ابھی کچھ دیر پہلے

کارمن سے یہاں آئے ہیں اور آتے ہی ہمارے ساتھ ایسا ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔ میں اس کے لئے اپنے سفارت خانے سے رابطہ کروں گا اور ان سے اپیل کروں گا کہ وہ آپ کے اس قدر ناروا سلوک کے لئے حکومت سے سخت احتجاج کریں“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”جو مرضی کر لینا۔ فی الحال جیسا میں کہہ رہی ہوں ویسا کرو۔ اپنا منہ دوسری طرف کرو اور دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ فوراً“...... مادام شیتل نے سرد لہجے میں کہا تو عمران نے سر جھٹکا اور دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا۔

”ایسے نہیں۔ اپنا منہ دیوار کی طرف کرو“...... مادام شیتل نے غرا کر کہا تو عمران نے بڑی شرافت سے اپنا منہ دیوار کی جانب کر لیا۔

”راہول کمرے کی تلاشی لو“...... مادام شیتل نے اپنے ایک ساتھی سے کہا تو وہ اثبات میں سر ہلا کر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں کمرے اور عمران اور جولیا کے سامان کی تلاشی لینا شروع کر دی۔

”ہونہہ۔ آخر یہ سب ہو کیا رہا ہے۔ ہمارے کمرے کی اس طرح تلاشی لینے کا کیا مطلب ہے۔ کیا آپ ہمیں کسی معاملے میں مشکوک سمجھ رہے ہیں“...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہو۔

”خاموش کھڑے رہو۔ ضرورت پڑی تو تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا“...... مادام شیتل نے کرخت لہجے میں کہا۔ راہول مسلسل کمرے کی تلاشی لے رہا تھا۔ اسے عمران کے بیگ سے سوائے کاغذات کے اور کچھ نہ ملا تھا۔

”کچھ نہیں ہے ان کے پاس“...... راہول نے واپس مادام شیتل کی طرف آتے ہوئے کہا۔

”یہ کاغذات مجھے دو“...... مادام شیتل نے کہا تو راہول نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذات مادام شیتل کو دے دیئے۔ مادام شیتل کاغذات چیک کرنے میں مصروف ہو گئی۔

”میرے ہاتھ تھک گئے ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو کیا میں ہاتھ نیچے کر لوں“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کر لو نیچے اور اپنا منہ میری طرف کرو“...... مادام شیتل نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہاتھ نیچے کئے اور مادام شیتل کی طرف مڑ گیا۔ جولیا بدستور صوفے پر بیٹھی یہ سب کارروائی دیکھ رہی تھی۔ عمران نے چونکہ اشارے سے اسے خاموش رہنے کا کہا تھا اس لئے وہ کچھ نہیں بول رہی تھی البتہ اس نے مادام شیتل اور اس کے ساتھیوں کو تاثر دینے کے لئے اپنے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں کر لئے تھے۔

”تمہارا نام کیا ہے“...... مادام شیتل نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ماسٹر دینا ناتھ پنواڑی'' ...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو مادام شیتل بے اختیار چونک پڑا۔

''ماسٹر دینا ناتھ پنواڑی۔ لیکن کاغذات میں تو تمہارا نام ایرک لکھا ہوا ہے'' ...... مادام شیتل نے اسے شکی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ پڑھی لکھی ہیں اور آپ نے کاغذات میں میرا نام پڑھ لیا ہے تو پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں'' ...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو مادام شیتل اسے گھور کر رہ گیا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم تمہارا میک اپ چیک کرنا چاہتے ہیں'' ...... مادام شیتل نے سر جھٹک کر کہا۔

''جو چاہتے ہو کر لو۔ بعد میں تمہیں خود ہی پچھتانا پڑے گا جب میں اپنے سفارت خانے سے تمہاری اس تذلیل کی شکایت کروں گا'' ...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا لیکن مادام شیتل نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے اپنے دوسرے ساتھی کو اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر عمران کی جانب بڑھ گیا اس نے ایک جیب سے لیکوئڈ کی ایک بوتل اور دوسری جیب سے ٹشو پیپر کا پیکٹ نکالا اور اس میں سے چند ٹشو پیپرز نکال کر ان پر لیکوئڈ لگایا اور پھر وہ لیکوئڈ لگے ٹشو پیپر عمران کے چہرے پر رگڑنے لگا لیکن عمران نے عام میک اپ تو کیا نہیں تھا کہ اس کا چہرہ صاف ہو جاتا۔ جب لیکوئڈ لگنے کے باوجود عمران کے چہرے پر کوئی فرق نمودار نہ ہوا تو مادام

شیتل کے چہرے پر قدرے مایوسی سی پھیل گئی۔

''ہونہہ۔ اس کی ایس ڈی کیمرے سے تصویر اتارو۔ ابھی پتہ چل جائے گا کہ یہ میک اپ میں ہے یا نہیں'' ...... مادام شیتل نے کہا تو اس شخص جس نے عمران کا چہرہ صاف کرنے کی کوشش کی تھی جیب سے ایک چھوٹے سائز کا جدید کیمرہ نکالا اور اس سے عمران کے چہرے کی تصویریں لینے لگا۔ مادام شیتل کے کہنے پر اس نے جولیا کے چہرے کی بھی چند تصویریں لے لیں۔

''اب ان تصویروں کو کیمرے سے میرے سیل فون میں ٹرانسفر کر دو'' ...... مادام شیتل نے کہا اور اس نے جیب سے ایک لارج ٹچ سکرین سیل فون نکال لیا۔ اس کا ساتھی کیمرے سے عمران اور جولیا کی تصویریں اس کے سیل فون میں ٹرانسفر کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں دونوں کی تصاویر مادام شیتل کے سیل فون میں آ گئیں اور یہ دیکھ کر مادام شیتل کی مایوسی کی حد نہ رہی کہ دونوں کی وہی تصویریں سیل فون میں آئی تھیں جس شکل میں وہ اس کے سامنے تھے۔

''ہونہہ۔ تم میرے چند سوالات کے جواب دو'' ...... مادام شیتل نے سیل فون جیب میں رکھتے ہوئے عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''سوال۔ کون سے سوال۔ کہیں آپ یہ تو نہیں پوچھیں گی کہ ہماری شادی کب کہاں اور کن حالات میں ہوئی تھی'' ...... عمران

نے اسی انداز میں کہا۔

''تم دونوں کارمن سے ورلڈ ٹور پر نکلے ہو۔ تم دونوں نے اس سلسلے میں کافرستان سے ویزا حاصل کرنے کی بھی درخواست کی تھی اور کافرستانی حکومت نے تم دونوں کو ویزے جاری بھی کر دیئے تھے تم دونوں نے درخواست میں لکھا تھا کہ تم دونوں ڈائریکٹ کارمن سے نہیں بلکہ ساڈان سے کافرستان آؤ گے جبکہ تم دونوں ڈائریکٹ کارمن سے یہاں آئے ہو۔ کیوں۔ کیا تم مجھے اس کی وجہ بتا سکتے ہو''...... مادام شیتل نے عمران کی جانب غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ اسے جو کاغذات ملے تھے ان کی رو سے یہ جوڑا ورلڈ ٹور پر نکلنے والا تھا جس کے لئے ان کے پاس متعدد ملکوں کے ویزے موجود تھے لیکن ان کاغذات میں ایسا کوئی شیڈول موجود نہیں تھا جس کی رو سے عمران کو اس بات کا علم ہو سکتا کہ اسے پہلے کس ملک میں جانا ہے اور بعد میں کس ملک میں یا کس ملک میں جانے کے لئے اسے کون سی فلائٹ پکڑنی ہے۔

اب اسے ایئر پورٹ کے امیگریشن آفیسر کی تیز نظریں اور الجھن کی وجہ بھی سمجھ میں آ گئی تھی اور وہ چونکہ شیڈول کے تحت ساڈان سے نہیں بلکہ ڈائریکٹ کارمن سے یہاں پہنچا تھا اس لئے اس کی شخصیت کو مشکوک قرار دیا جا رہا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ مادام شیتل اس کے سامنے موجود تھی۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔ اسی لئے آپ ہمیں مشکوک سمجھ کر اس انداز میں چیک کر رہی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ تم میری بات کا جواب دو''...... مادام شیتل نے اسی انداز میں کہا۔

''یہ سارا میری بیوی کا کیا دھرا ہے۔ میں نے اسے ساڈان چلنے کے لئے کہا تھا لیکن اسے کافرستان بے حد پسند تھا۔ یہ پہلے بھی ایک دو بار اپنی فیملی کے ہمراہ کافرستان آ چکی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ اپنی سیاحت کا آغاز کافرستان سے کرنا چاہتی ہے۔ چونکہ یہ میری نئی نویلی دلہن ہے اس لئے مجبوراً مجھے اس کے سامنے ہاتھ باندھنے پڑے اور میں نے ساڈان جانے کی بجائے کافرستان کے لئے ٹکٹس بک کرا لئے۔ بس اتنی سی بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارے لئے یہ اتنی سی بات ہو گی مگر ہمارے لئے نہیں۔ ان دنوں کافرستان کے جو حالات ہیں وہ پوری دنیا کے سامنے ہیں اس لئے ہمیں ہر طرف نظر رکھنی پڑتی ہے اور پھر ہمارے پاس کچھ ایسی اطلاعات ہیں جن کے مطابق چند غیر ملکی جاسوس ہمارے ملک میں آ کر فساد برپا کرنا چاہتے ہیں اسی لئے ہم یہاں آنے والے تمام افراد کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ تمہاری آمد چونکہ مشکوک تھی اس لئے میں خصوصی طور پر تم دونوں کو خود چیک کرنے کے لئے آئی ہوں۔ بہرحال فی الحال تو تم دونوں شک

سے باہر ہو لیکن میں یہ کاغذات اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں۔ خصوصی چیکنگ کے بعد یہ کاغذات تم کو واپس کر دیئے جائیں گے اور ہاں تم دونوں اس وقت تک ہوٹل کے اس کمرے میں رہو گے جب تک کہ میں تم کو کاغذات لوٹا نہیں دیتی۔ بغیر کاغذات کے تم دونوں کو شہر میں بے پناہ دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا اور پھر میں یہاں تم دونوں کی نگرانی کے لئے ایک آدمی چھوڑے جا رہی ہوں اگر اس نے تم میں سے کسی کو بھی کمرے سے باہر آتے دیکھا تو پھر میرا آدمی تم دونوں کے ساتھ جو سلوک کرے گا وہ تم دونوں کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہو گا''...... مادام شیتل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''کیا آپ ہمیں دھمکی دے رہی ہیں''...... اس بار جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ فی الحال تو یہ دھمکی ہے مگر میں اس دھمکی کو عملی جامہ پہنانے سے بھی دریغ نہیں کروں گی''...... مادام شیتل نے غرا کر کہا۔

''آپ بے فکر رہیں مادام۔ جب تک آپ نہیں کہیں گی ہم اس کمرے سے باہر نہیں نکلیں گے۔ ویسے بھی ہماری نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ اس کمرے سے نکل کر ہم نے کرنا ہی کیا ہے۔ کیوں ڈارلنگ''...... عمران نے پہلے مادام شیتل سے اور پھر جولیا کی جانب دیکھتے ہوئے بڑے میٹھے لہجے میں کہا اور جولیا یوں شرما گئی

جیسے واقعی وہ اس کی نئی نویلی دلہن ہو۔ اسے شرماتے دیکھ کر مادام شیتل برے برے منہ بنانا شروع ہو گئی۔

''اوکے۔ اب میں جا رہی ہوں''...... مادام شیتل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مادام شیتل نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر وہ تیز تیز چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے باہر جاتے ہی عمران نے آگے بڑھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا اور اس پر بولٹ چڑھا دیا۔ عمران جانتا تھا کہ اس کمرے میں پہلے ہی بگ لگا ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مادام شیتل اس بگ سے ان دونوں کے تاثرات جاننے کے لئے ان کی باتیں سنے اس لئے عمران نے جولیا کو مخصوص انداز میں اشارہ کیا اور تیز تیز چلتا ہوا اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

''میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ ہمارا ڈائریکٹ کارمن سے کافرستان آنا پریشانی کا باعث بن سکتا ہے۔ میں جو شیڈول ترتیب دیتا ہوں بہت سوچ سمجھ کر دیتا ہوں اور تم ہو کہ میرے شیڈول کو ہی خراب کر کے رکھ دیتی ہو۔ اگر ہم ساڈان چلے گئے ہوتے اور پھر یہاں آتے تو ہمیں اس مصیبت کا تو سامنا نہ کرنا پڑتا۔ اب مادام شیتل صاحبہ ہمارے کاغذات لے گئی ہے۔ کاغذات کی چیکنگ میں نجانے انہیں کتنا وقت لگ جائے۔ جب تک وہ کاغذات کلیئر کرا کے ہمیں لوٹا نہیں دیتے ہمیں اسی کمرے میں قید ہو کر رہنا پڑے گا''...... عمران نے ناراض ہونے والے انداز میں کہا۔

”مجھے کیا معلوم تھا کہ سر منڈواتے ہی جوتے پڑ جائیں گے۔ میں نے تم کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ شادی کرتے ہی ہم کافرستان روانہ ہو جائیں گے۔ مجھے کافرستان بے حد اچھا لگتا ہے۔ میرا بس نہیں چلتا ورنہ میں کارمن چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اس ملک کی ہو جاؤں۔ شیڈول بناتے ہوئے تمہیں خود ہی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے تھا اور اگر تم نے شیڈول میں پہلے ساڈان جانا طے کیا تھا اور ساڈان سے کافرستان آنا تھا تو اس کے لئے تمہیں سفارتی طور پر اس بات کی کافرستان پہلے ہی اطلاع کر دینی چاہئے تھی کہ ہم ساڈان سے پہلے کافرستان آئیں گے اور ہماری فلائٹ ڈائریکٹ کارمن سے کافرستان کے لئے ہو گی“...... جولیا نے بھی ناراض اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ واقعی مجھ سے یہ غلطی ہو گئی ہے۔ مجھے کافرستانی سفارت خانے میں یہ اطلاع بھیج دینی چاہئے تھی کہ ہمارا ساڈان جانا کینسل ہو گیا ہے۔ بہرحال یہ اتنی بھی بڑی بات نہیں ہے۔ مادام شیتل صاحبہ جب ہمارے کاغذات چیک کرائیں گی اور انہیں کلیئرنس مل جائے گا تو وہ خود ہی مطمئن ہو جائیں گی“...... عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے کی عقبی کھڑکی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ اس نے کھڑکی کھول کر باہر جھانکا۔ یہ ہوٹل کا عقبی حصہ تھا۔ اس طرف دوسرے ہوٹلوں اور عمارتوں کے عقبی حصے تھے جہاں ایمرجنسی کے لئے بڑے بڑے موونگ زینے لگے ہوئے تھے۔ ہوٹل میں لگنے

والی آگ یا کسی بھی ایمرجنسی کی صورت میں ان فولادی زینوں کے ذریعے باہر نکلا جا سکتا تھا۔

زینے دیکھ کر عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں اور پھر وہ چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس طرف ایک چھوٹی سی گلی تھی جو خالی تھی البتہ گلی پر جگہ جگہ کچرے کے ڈبے پڑے ہوئے تھے۔ ہوٹل اور اردگرد کی عمارتوں کا سارا کچرا لا کر ان باکس میں ڈال دیا جاتا تھا جہاں سے میونسپلٹی والے آ کر کچرے سے بھرے باکس اٹھا کر لے جاتے تھے اور ان کی جگہ خالی باکس رکھ جاتے تھے۔

چونکہ یہ عمارتوں کا عقبی حصہ تھا اور یہاں کچرے کے ڈبوں کے سوا کچھ نہیں تھا اس لئے وہاں کوئی نہیں آتا تھا۔ چونکہ ان کے کمرے میں آتے ہی مادام شیتل وہاں پہنچ گئی تھی البتہ اس کے آنے سے پہلے عمران نے بیگ کے خفیہ خانے سے ڈیٹکٹر نکالنے کے لئے سامان نکال کر بیڈ پر رکھا تھا۔ عمران نے سامنے میز پر پڑا ہوا نوٹ پیڈ اور قلم اٹھا کر نوٹ پیڈ پر چند جملے لکھے اور پھر اس نے نوٹ پیڈ اور قلم وہیں رکھا اور اپنا سامان بیگ میں ڈال کر انہوں نے بیگز اٹھائے اور پھر عمران اچک کر کھڑکی پر آ گیا۔ اس نے اپنا جسم موڑ کر کھڑکی سے باہر نکالا اور ایک چھوٹی سی کارنس پر آ گیا۔ کارنس پر آتے ہی اس نے اپنی کمر دیوار کے ساتھ لگا لی اور آہستہ آہستہ دائیں طرف موجود اس فولڈ شدہ زینے کی جانب بڑھنے لگا جسے کھول کر وہ نیچے جا سکتا تھا۔

اس کے کارنس پر آتے ہی جولیا بھی کھڑکی سے نکلی اور کارنس پر آ گئی۔ عمران نے آگے بڑھ کر زینے کے ساتھ لگے ہوئے ایک کنڈے کو پش کیا تو زینہ موو کرتا ہوا نیچے کی طرف کھلتا چلا گیا۔ یہ زینہ دوسری منزل تک کے لئے تھا۔ عمران اور جولیا اس زینے کے ذریعے کے دوسری منزل کے کارنس پر آئے اور پھر وہاں موجود زینہ کھولتے ہوئے وہ پہلی منزل پر آ گئے پھر وہ پہلی منزل کے زینوں سے ہوتے ہوئے عقبی گلی میں آ گئے اور پھر عمران جولیا کو لے کر تیزی سے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

''ہمارے اس طرح فرار ہونے سے مادام شیتل چونک نہیں جائے گی''...... جولیا نے کہا۔

''چونکتی ہے تو چونکتی رہے۔ مجھے کون سا اس سے رشتہ جوڑنا ہے جو میں بلا وجہ اس کی قید میں رہوں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم نے نوٹ پیڈ پر کیا لکھا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ بس ایک چھوٹا سا جوک لکھ آیا ہوں مادام شیتل کے نام''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران نے یقیناً نوٹ پیڈ پر اپنا نام ہی لکھا ہو گا تا کہ اسے دیکھ کر مادام شیتل اپنا سر پیٹ لے کہ وہ جس کی تلاش میں ہے وہ اس کے سامنے تھا اور اس نے اسے آسانی سے احمق بنا دیا تھا۔

وہ دونوں مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے سائیڈ سڑک پر آئے اور پھر وہاں سے ہوتے ہوئے مین سڑک پر آ گئے۔ مین سڑک پر آتے ہی عمران کو سڑک کے کنارے ایک خالی ٹیکسی دکھائی دی۔ عمران نے جولیا کا ہاتھ پکڑا اور اسے لئے تیزی سے ٹیکسی کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

''گھنشام روڈ چلو''...... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ جولیا دونوں بیگ لے کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ٹیکسی روانہ ہوئی تو عمران نے سکون کا سانس لیا۔ اگلے آدھے گھنٹے بعد وہ گھنشام روڈ پر تھے۔ عمران نے سڑک کی سائیڈ پر ٹیکسی رکوائی اور پھر جولیا کو ٹیکسی سے باہر آنے کا اشارہ کرتے ہوئے اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں اچھال دیا۔

ٹیکسی کے آگے بڑھتے ہی عمران نے جولیا سے اپنا بیگ لیا اور پھر وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ عمران، جولیا کو لے کر دوسری سڑک پر آیا اور پھر وہاں سے ہوتا ہوا کافی آگے جا کر ایک کمرشل ایریئے میں آ گیا۔ کمرشل ایریئے میں آتے ہی اس نے ایک اور ٹیکسی رکوائی اور پھر وہ دونوں اس ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔

''سارس کالونی''...... عمران نے ٹیکسی ڈرائیور سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ ایک گھنٹے

کے بعد وہ سارس کالونی میں تھے۔ یہ رہائشی علاقہ تھا جہاں بڑی بڑی کوٹھیاں اور بنگلے بنے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک کوٹھی کے قریب ٹیکسی رکوائی اور پھر وہ دونوں ٹیکسی سے باہر آ گئے۔ عمران نے ٹیکسی ڈرائیور کو بڑا نوٹ دیا اور جولیا کے ساتھ ایک رہائش گاہ کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

ان کے آگے بڑھتے ہی ٹیکسی آگے بڑھ گئی اور پھر آگے جاتے ہی دائیں سڑک پر مڑ گئی۔ جیسے ہی ٹیکسی دوسری طرف مڑی عمران فوراً پلٹ کر عقبی طرف چلنا شروع ہو گیا۔ وہ جولیا کو مختلف گلیوں سے گزارتا ہوا ایک اور رہائش گاہ کے پاس آ گیا۔ یہ جدید طرز کی انتہائی وسیع و عریض کوٹھی تھی۔ کوٹھی کا گیٹ براؤن کلر کا تھا۔ عمران نے سائیڈ پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن پریس کیا تو اندر دور کہیں مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ چند لمحوں کے بعد قدموں کی آوازیں ابھریں اور پھر گیٹ کا ذیلی دروازہ کھل کھلا اور ایک بوڑھا ملازم باہر آ گیا۔

''جی فرمائیں''...... بوڑھے نے ان دونوں کی جانب ناآشنا نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر بوٹا سنگھ سے کہو کہ پرنس کاچان ان سے ملنا چاہتے ہیں''...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''پرنس کاچان۔ یہ کیسا نام ہے''...... بوڑھے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بہت خوبصورت نام ہے۔ تم جا کر فوراً ڈاکٹر صاحب کو بتا دو اگر اسے معلوم ہوا کہ تم نے ہمیں اتنی دیر گیٹ کے باہر روکا ہے تو وہ تمہاری عمر کا لحاظ کئے بغیر تمہارا برا بلکہ بے حد برا حشر کر دے گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو بوڑھا تذبذب کے عالم میں اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''ہونہہ۔ میری شکل بعد میں دیکھ لینا۔ جلدی کرو۔ چیف ایکسٹو کو پتہ چلا کہ اس کے نمائندہ خصوصی کو اس طرح روکا جا رہا ہے تو وہ تمہارے ساتھ ساتھ تمہارے باس ڈاکٹر بوٹا سنگھ کو بھی الٹا لٹکا دے گا''...... عمران نے کہا اور ایکسٹو کا سن کر بوڑھا بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ آپ آئیں۔ میں آپ کو ڈرائنگ روم میں بٹھا دیتا ہوں۔ پھر میں ڈاکٹر صاحب کو جا کر آپ کے بارے میں بتا دوں گا''...... بوڑھے نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں بوڑھے کے پیچھے چلتے ہوئے کوٹھی میں داخل ہوئے اور بوڑھا انہیں لئے ایک برامدے میں سے ہو کر ایک کمرے میں پہنچ گیا۔

''تشریف رکھیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو اطلاع کرتا ہوں''۔ بوڑھے نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے کمرے سے نکل گیا۔ عمران اطمینان سے ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔

''یہ ڈاکٹر بوٹا سنگھ کون ہے اور تم نے بوڑھے کے سامنے ایکسٹو

کا نام کیوں لیا ہے''...... جولیا نے اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف سے اس کے خاص مراسم ہیں۔ ایکسٹو کا نام سنتے ہی دیکھنا وہ کیسے یہاں دوڑا چلا آتا ہے''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ ڈاکٹر بوٹا سنگھ کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کسی فارن گروپ سے ہے اسی لئے عمران نے ایکسٹو کا نام لیا تھا اور اب وہ یہاں اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد ایک بوڑھا سا آدمی اندر داخل ہوا جس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ اس کی داڑھی مونچھیں اور سر کے بال برف کی طرف سفید تھے۔ وہ چشمے کے پیچھے سے عمران اور جولیا کو غور سے دیکھ رہا تھا جیسے وہ انہیں پہچاننے کی کوشش کر رہا ہوں۔

''فرمائیں۔ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... بوڑھے نے ان کے نزدیک آتے ہوئے پوچھا۔

''میرے سر پر تیل کی مالش کر دو''...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر نہ صرف جولیا بلکہ بوڑھا بھی بری طرح سے اچھل پڑا۔

''ارے۔ عمران صاحب آپ یہاں اچانک''...... اچانک بوڑھے نے بدلے ہوئے اور انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ جولیا کچھ سمجھتی بوڑھا کسی تندرست نوجوان کی طرح

اچھل کر عمران کی جانب بڑھا اور وہ عمران سے یوں بغلگیر ہو گیا جیسے وہ عمران کا لنگوٹیا یار ہو۔

''ارے ارے۔ خدا کا خوف کرو ڈاکٹر۔ اسی سالہ بوڑھے کی ہڈیوں میں تو جان ہی نہیں ہوتی لیکن تم میں تو کسی گینڈے کی روح گھسی ہوئی ہے۔ توبہ اتنی طاقت۔ مجھے تو اپنی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہو رہی ہیں۔ چھوڑو مجھے۔ ارے ارے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو بوڑھا ہنستا ہوا اس سے الگ ہو گیا۔

''سوری۔ آپ کو اچانک یہاں دیکھ کر میں نروس ہو گیا تھا''۔ بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی آواز سن کر جولیا بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گئی اس نے بوڑھے کی آواز پہچان لی تھی وہ فارن ایجنٹ ناٹران تھا۔

''شکر کرو کہ نروس ہوئے تھے۔ اگر تمہارا نروس بریک ڈاؤن ہو جاتا تو میں کیا کرتا''...... عمران نے کہا تو بوڑھا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''آپ نے اگر آنے کی اطلاع دی ہوتی تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی اور میں آپ کو خود رسیو کرنے آ جاتا''...... ناٹران نے کہا۔

''اطلاع دیتا تو میں اور تم اس وقت یہاں نہیں بلکہ کسی سرد خانے میں پڑے اکڑ رہے ہوتے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی ان دنوں کافرستانی فورسز بے حد فعال دکھائی دے رہی ہیں۔ پورے دارالحکومت میں سپیشل ایجنسی کی ٹاپ فورس

کے ارکان دندناتے پھر رہے ہیں اور مشکوک نظر آنے والے افراد کی نہ صرف کڑی نگرانی کی جا رہی ہے بلکہ انہیں انتہائی غیر متوقع طور پر اٹھا لیا جاتا ہے اور پھر ان کا کہیں نشان بھی نہیں ملتا۔ شاید مادام شیتل کو آپ کی آمد کی اطلاع تھی اسی لئے اس نے ہر طرف سیکورٹی ٹائٹ کر رکھی ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''کیا ساری باتیں یہیں بیٹھ کر کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ سوری میں بھول گیا تھا۔ آئیں میں آپ کو سیف روم میں لے چلتا ہوں''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناٹران انہیں لے کر ایک خفیہ تہہ خانے میں آ گیا۔ جہاں ہر طرف مختلف مشینیں اور دیواروں پر سکرینیں نصب تھیں۔ سامنے ایک میز تھی جس پر جدید ساخت کے کئی ٹرانسمیٹر رکھے ہوئے تھے۔ میز کے پاس چار کرسیاں بھی موجود تھیں۔

''اب بتائیں۔ کیا معاملہ ہے۔ آپ کی غیر متوقع آمد میرے لئے باعث تعجب ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''ہونہہ۔ خود ہی کہہ رہے ہو کہ ان دنوں کافرستانی سپیشل ایجنسی ضرورت سے زیادہ فعال ہے اور مادام شیتل شاید میری آمد کی منتظر تھی اس کے باوجود تم سمجھ نہیں سکے کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں۔ کیا تمہاری عقل گھاس چرنے چلی گئی ہے یا تم واقعی بوڑھے ہو گئے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سپیشل ایجنسی کے فعال ہونے پر تعجب تو مجھے بھی ہوا تھا عمران

صاحب اور میں نے چھان بین بھی کی تھی لیکن میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ ان دنوں چونکہ وادیٔ مشکبار کے حالات خراب ہیں اس لئے میری ساری توجہ اسی طرف مبذول تھی''...... ناٹران نے کہا۔

''بہرحال میں تمہیں بتا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ناٹران کو جزیرہ بلیک لارک کے بارے میں ملنے والی اطلاع کی تفصیلات بتا دیں۔

''اوہ۔ تو آپ بلیک لارک جزیرے پر سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کرنا چاہتے ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''ہاں۔ تم یہ بتاؤ کہ جزیرہ بلیک لارک کے بارے میں تمہارے پاس کیا اطلاعات ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ ایک ویران اور سنسان جزیرہ ہے جہاں حشرات الارض کی بھرمار ہے۔ اس لئے اس طرف کوئی نہیں جاتا۔ بہرحال میں معلوم کرتا ہوں''...... ناٹران نے کہا اور میز پر پڑا ہوا ایک ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔

''ٹرانسمیٹر کال مت کرنا۔ ایرک اور مسز ایرک ابھی ابھی ایک ہوٹل سے فرار ہو کر تمہارے پاس آئے ہیں جہاں مادام شیتل نے ریڈ کیا تھا۔ اگر ٹرانسمیٹر کال کسی نے کیچ کر لی تو انہیں یہاں کی لوکیشن کا پتہ چل جائے گا''...... عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس سے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اسے ہوٹل سے نکلنے کے بارے

میں بتا دیا۔

''اوہ۔ پھر تو مادام شیتل واقعی غصے سے پاگل ہو رہی ہو گی اور اس نے شہر بھر میں اپنی فورس الرٹ کر دی ہو گی''...... ناٹران نے کہا۔

''ہاں۔ اور اس کے آدمی ہمیں ہر طرف پاگل کتوں کی طرح تلاش کر رہے ہوں گے''......عمران نے کہا۔

''میں بی تھرٹی ٹرانسمیٹر استعمال کرتا ہوں۔ اس ٹرانسمیٹر کی کال کسی بھی صورت میں کیچ نہیں کی جا سکتی اور میرا ایک آدمی کراؤن ہوٹل میں پہلے سے ہی ایک ویٹر کے روپ میں موجود ہے۔ میں اس سے بھی بات کرتا ہوں اور اس سے معلوم کرتا ہوں کہ آپ کے وہاں سے فرار ہونے سے مادام شیتل کے کیا تاثرات ہیں اور وہ آپ کی تلاش میں کیا کر رہی ہے۔ اس طرح سے ہمیں مادام شیتل کے اقدامات کے بارے میں بھی علم ہو جائے گا''۔ ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناٹران نے ایک اور ٹرانسمیٹر اٹھایا اور پھر وہ اپنے کسی ساتھی کو کال کرنے میں مصروف ہو گیا۔ کچھ دیر تک وہ ٹرانسمیٹر پر باتیں کرتا رہا پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''بس ایک دو گھنٹوں میں جزیرہ بلیک لارک کے بارے میں ساری تفصیلات ہمارے سامنے آ جائیں گی''...... ناٹران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تب تک میں اور میری مسز آرام کر سکتے ہیں''......عمران نے مسکرا کر کہا۔

''جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ میں ابھی آپ کے ریسٹ کا بندوبست کراتا ہوں اور پھر میں کراؤن ہوٹل میں موجود اپنے آدمی سے بھی بات کرتا ہوں جو بے حد ضروری ہے''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''جو بھی کرنا ہے کرو لیکن مجھے سونے کے لئے بستر دے دو۔ یہاں تو آتے ہی بقول میری بیوی کے سر منڈواتے ہی جوتے پڑنے والے تھے۔ بڑی مشکل سے جان چھوٹی ہے۔ نیند سے میری آنکھیں ہی نہیں بلکہ سارا جسم بھی بوجھل ہو رہا ہے۔ اگر بستر نہ ملا تو میں یہیں گر جاؤں گا اور پھر پاؤں پسار کر سو جاؤں گا''۔ عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

چھوٹے سے ایک کمرے میں میز کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر سرخ و سفید رنگت کا خاصا لحیم وشحیم آدمی بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ اس آدمی کے چہرے پر بے پناہ درندگی اور درشتگی تھی۔ اس کی آنکھیں اس قدر سرخ تھیں جنہیں دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے اس کی ساری زندگی خون کی ہولی کھیلنے میں ہی گزری ہو۔ اس کا سر گنجا تھا۔

اس کے چہرے کے دائیں گال پر زخم کا ایک طویل نشان تھا جو اس کے دائیں کان سے ہوتا ہوا اس کی گردن تک چلا گیا تھا۔ زخم کے اردگرد ٹانکوں کے بے شمار نشانات تھے ایسا لگتا تھا جیسے اس کے گال اور گردن پر بڑا سا کنکھجورا چپکا ہوا ہو۔

یہ کافرستان سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کا ایجنٹ وجے تھا جسے مادام شیتل نے سپیشل ایجنسی کی ٹاپ فورس کا انچارج مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ شنکر کو جزیرہ بلیک لارک میں تعینات کیا تھا۔ اس

جزیرے کی حفاظت کی تمام ذمہ داری ان دونوں کو دے دی گئی تھی اور ان کے اختیارات بھی لامحدود تھے۔ وہ جزیرے میں آنے والے کسی بھی غیر متعلق شخص کو صرف شک کی بناء پر ہی گولی مار سکتا تھا۔ جزیرے پر موجود ٹاپ فورس کے افراد شنکر اور وجے کے حکم کے پابند تھے۔

وجے انتہائی سخت گیر، غصیلا اور خونخوار شخص تھا جو دشمنوں کو زندہ رہنے کا ایک موقع بھی دینا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس کے سامنے جب کوئی شخص محض شک کی بنا پر بھی آ جاتا تھا تو وہ اس سے پوچھ گچھ کرنے کے چکروں میں نہیں پڑتا تھا بلکہ وہ صرف شک کی بنیاد پر ہی انتہائی بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیتا تھا۔ اس کا ظلم اور اس کی بربریت دیکھ کر اس کے ساتھی بھی کانپ اٹھتے تھے۔

مادام شیتل نے وجے کو ٹاپ فورس کا انچارج اور شنکر کو وجے کا نمبر ٹو بنایا تھا۔ وجے کے بعد فورس کا سارا کنٹرول شنکر کے پاس تھا۔ وجے فائل دیکھ رہا تھا کہ اس کے سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بج اٹھی۔ سیٹی کی آواز سن کر وجے نے چونک کر سر اٹھایا پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے اپنے سامنے پڑی ہوئی فائل بند کی اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز آنی بند ہو گئی۔

''ہیلو ہیلو۔ مادام شیتل کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی مادام شیتل کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس مادام۔ وجے انڈرسٹینڈنگ یو۔ اوور"...... وجے نے مادام شیتل کی آواز سن کر نرم لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کا نرم لہجہ بھی کسی خونخوار بھیڑیئے جیسا تھا۔

"وجے۔ چیف نے مجھے اطلاع دی ہے کہ عمران کو بلیک لارک جزیرے پر موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ کسی بھی وقت بلیک لارک پہنچ سکتا ہے۔ اوور"...... مادام شیتل نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو بہت بری خبر ہے۔ اوور"...... وجے نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اوور"...... مادام شیتل نے جواب دیا۔

"آپ نے اس کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں مادام شیتل۔ اوور"...... وجے نے پوچھا۔

"میں نے دارالحکومت میں فورس الرٹ کر دی ہے۔ ہر طرف ہمارے آدمی پھیلے ہوئے ہیں۔ ہم کوشش کریں گے کہ انہیں دارالحکومت تک ہی محدود رکھا جائے اور انہیں یہیں ختم کر دیا جائے لیکن اگر اس کے باوجود وہ بچ نکلے تو وہ ہر صورت میں بلیک لارک پر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ میں نے تمہیں اطلاع دے دی ہے۔ تم بلیک لارک کی حفاظت کا خصوصی بندوبست کرو۔ تمہاری حفاظت کا بندوبست ایسا ہونا چاہئے کہ اگر اس جزیرے پر تمہیں ایک چڑیا کا بچہ بھی آتا دکھائی دے تو اسے مہلت دیئے بغیر ہلاک کر دو۔

میں کسی بھی صورت میں عمران کو چیف تک نہیں پہنچنے دینا چاہتی۔ جزیرے پر موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کی ذمہ داری تمہاری اور شنکر کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تم دونوں اپنی ذمہ داری انتہائی خوش اسلوبی سے پوری کرو گے اور کسی بھی صورت میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو جزیرے پر نہیں آنے دو گے۔ اوور"۔ مادام شیتل نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں مادام شیتل۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اگر اس جزیرے پر آنے کی کوشش کی تو ان کا مقدر موت ہو گی۔ میں انہیں جزیرے پر ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا موقع نہیں دوں گا۔ میں نے جزیرے کی حفاظت کے لئے انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے جزیرے پر قدم رکھنا ناممکن ہو گا۔ وہ یہاں سے کسی بھی صورت میں زندہ واپس نہیں جا سکیں گے۔ اوور"...... وجے نے کہا۔

"گڈ۔ میں کوشش کروں گی کہ انہیں کسی بھی صورت میں بلیک لارک تک آنے کا کوئی موقع نہ دوں لیکن اگر اس کے باوجود وہ بچ کر جزیرے پر پہنچ گئے تو پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کو روکنا تمہارا کام ہو گا اور تم مجھ سے مسلسل رابطے میں رہو گے۔ اگر کوئی بھی مسئلہ ہوا تو اس کے بارے مین تم مجھے فوراً آگاہ کرو گے۔ اوور"...... مادام شیتل نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں آپ کی ہر ہدایات پر

اسی طرح سے عمل کروں گا جیسا آپ حکم دیں گی۔ اوور“...... وجے نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ۔ اوور اینڈ آل“...... مادام شیتل نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔ وجے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے میز کی سائیڈ پر رکھ دیا۔ چند لمحے وہ سوچتا رہا پھر اس نے سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ شنکر سپیکنگ“...... رابطہ قائم ہوتے ہی شنکر کی آواز سنائی دی۔

”وجے سپیکنگ“...... وجے نے غرا کر کہا۔

”یس وجے۔ بولو“...... شنکر نے کہا۔

”شنکر۔ مادام شیتل کو چیف نے اطلاع دی ہے کہ بلیک لارک پر موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر اور چیف کو ٹریس کرنے کے لئے عمران اور پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم جزیرہ کے حفاظتی انتظامات کا ازسرِ نو جائزہ لو اور اسے فول پروف بناؤ۔ جزیرے کے کسی بھی حصے میں حفاظتی لحاظ سے کوئی کمی نہیں ہونی چاہئے جس کا فائدہ اٹھا کر غیر ملکی ایجنٹ جزیرے میں داخل ہو سکیں۔ ہمارا سیکرٹ سرکل انتہائی فعال اور اس قدر ہارڈ ہونا چاہئے جس سے ٹکرا کر غیر ملکی ایجنٹ اپنی موت آپ مر جائیں۔ تم سمجھ رہے ہو نا کہ میں تم سے کیا کہہ رہا ہوں“۔ وجے نے سخت لہجے میں کہا۔

”اوکے وجے۔ تم بے فکر رہو۔ جزیرہ کا سیکرٹ سرکل انتہائی فول پروف اور ہارڈ ہے۔ اس سرکل میں ہماری اجازت کے بغیر ایک پرندہ بھی داخل نہیں ہو سکتا۔ بہرحال تم کہتے ہو تو میں تمام انتظامات کا ایک بار پھر جائزہ لے لیتا ہوں اور سیکورٹی کو ریڈ الرٹ کر دیتا ہوں“...... شنکر نے کہا۔

”ریڈ الرٹ کرنے کے ساتھ ساتھ انہیں میرا پیغام بھی دے دو کہ اگر کسی بھی معاملے میں ذرا سی بھی کوتاہی ہوئی تو میں غلطی کرنے والوں کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دوں گا“...... وجے نے سختی سے کہا۔

”اوکے“...... شنکر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور وجے نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اب قدرے مطمئن تھا کہ اب اگر عمران اور اس کے ساتھی جزیرے کی طرف آئے تو انہیں نہ صرف آسانی سے ٹریپ کر لیا جائے گا بلکہ انہیں دیکھتے ہی ہلاک کر دیا جائے گا۔

مادام شیتل اپنے آفس میں آ کر اپنی مخصوص کرسی بیٹھی ہی تھی کہ اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ گھنٹی کی آواز سن کر مادام شیتل چونک پڑی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

”یس۔ مادام شیتل بول رہی ہوں“...... مادام شیتل نے کرخت لہجے میں کہا۔

”راہول بول رہا ہوں مادام“...... دوسری جانب سے راہول کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”بولو۔ کس لئے فون کیا ہے“...... مادام شیتل نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ نے ہوٹل میں جس کارمن جوڑے کے لئے ریڈ کیا تھا وہ دونوں اپنے کمرے میں نہیں ہیں“...... راہول نے کہا تو مادام شیتل بری طرح سے اچھل پڑا۔

”اپنے کمرے میں نہیں ہیں۔ کیا مطلب۔ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہیں تو کہاں ہیں“...... مادام شیتل نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ شاید ہوٹل سے فرار ہو گئے ہیں“...... راہول نے اسی انداز میں کہا تو مادام شیتل کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا چلا گیا۔

”فرار ہو گئے ہیں۔ نانسنس۔ کیسے فرار ہو گئے ہیں وہ۔ میں نے ان کے کمرے کے باہر دو افراد کو تعینات کیا تھا۔ ان کے ہوتے ہوئے وہ دونوں کمرے سے کیسے فرار ہو گئے ہیں بولو۔ جواب دو“...... مادام شیتل نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

”وہ ہوٹل کے عقبی راستے سے نکلے ہیں مادام۔ ان کا کمرہ اندر سے لاک تھا۔ میں دوسرے روم میں ان کے کمرے میں لگے ہوئے بگ سے ان کی آوازیں سننے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کافی دیر سے ان کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ میں نے کچھ دیر مزید انتظار کیا لیکن جب ان کی مجھے کوئی آواز سنائی نہ دی تو مجھے شک ہوا اور میں انہیں چیک کرنے کے لئے ان کے کمرے کی طرف آ گیا۔ کمرے کا دروازہ بند اور اندر سے لاک تھا۔ میں نے دروازے پر دستک دی لیکن نہ دروازہ کھلا اور نہ ہی اندر سے مجھے کوئی جواب ملا۔ میری چھٹی حس خطرے کا الارم بجا رہی تھی۔ میں نے فوراً ہوٹل کے منیجر کو بلایا اور ان کے کمرے کی ماسٹر کی منگوا لی۔ میں نے جب ان کا کمرہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو وہ دونوں کمرے میں نہیں تھے۔ کمرے کی عقبی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ میں نے کھڑکی

چیک کی تو ہوٹل کے عقب میں موجود ایمرجنسی سٹیئرز کھلے ہوئے تھے جس سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ دونوں کھڑکی سے نکل کر ایمرجنسی سٹیئرز سے اتر کر فرار ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کے کمرے کی تلاشی لی لیکن ان کا سامان بھی وہاں نہیں ہے''...... راہول نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو مادام شیتل نے غصے سے جبڑے بھینچ لئے۔

''تو تم نے ان کی تلاش کے لئے کیا کیا ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''میں نے ہر طرف اپنے آدمی دوڑا دیئے ہیں لیکن ابھی تک ان کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں ملی ہے''...... راہول نے کہا۔

''نانسنس۔ میں نے تم سے کہا بھی تھا کہ ان کا خاص خیال رکھنا اور ہوٹل کے عقب میں بھی اپنے آدمی بٹھا دینا لیکن تم کہاں میری بات سنتے ہو۔ نانسنس۔ نجانے اب وہ کہاں سے کہاں نکل گئے ہوں''...... مادام شیتل نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ علی عمران تھا۔ پاکیشیا کا علی عمران''...... راہول نے اس بار رک رک کر کہا۔

''علی عمران۔ کیا مطلب''...... مادام شیتل نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہاں اس نے اپنا نام لکھ کر آپ کے نام ایک پیغام چھوڑا ہے''...... راہول نے جواب دیا تو مادام شیتل نے غصے سے جبڑے

بھینچ لئے۔

''کیسا پیغام ہے۔ کیا لکھا ہے اس نانسنس نے''...... مادام شیتل نے غراتے ہوئے کہا۔

''لکھا ہے کہ علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) کی طرف سے آنٹی شیتل کو سات سلام''...... راہول نے ڈرتے ڈرتے کہا اور عمران کا یہ پیغام سنتے ہی مادام شیتل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس کی آنکھیں چنگاریاں اڑانے لگیں اور اس کے چہرے کے عضلات یوں پھڑکنا شروع ہو گئے جیسے ابھی جھڑ کر گر جائیں گے۔

''وہاٹ نانسنس۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں تمہیں شوٹ کر دوں گی نانسنس۔ میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گی''...... مادام شیتل نے بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''یہ۔ یہ میں نے نہیں کہا۔ یہ اس نوٹ پیڈ پر لکھا ہوا ہے''۔ مادام شیتل کی دھاڑتی ہوئی آواز سن کر راہول نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میں عمران کا خون پی جاؤں گی۔ میں اس کے ٹکڑے اڑا دوں گی۔ اس نے ایسا پیغام چھوڑ کر میری توہین کی ہے اور مادام شیتل سب کچھ برداشت کر سکتی ہے لیکن اپنی توہین کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کر سکتی۔ میں اس کی بوٹیاں نوچ لوں گی۔ ڈھونڈو۔ ڈھونڈو اسے۔ وہ اگر پاتال میں بھی گھس گیا ہو تو اسے ڈھونڈ نکالو۔

جب تک میں اپنے ہاتھوں سے اس کے ٹکڑے نہ اُڑا دوں میں چین سے نہیں بیٹھوں گی۔ ڈھونڈو اسے نانسنس۔ اگر وہ اگلے دو گھنٹوں تک نہ ملا تو میں اس کی جگہ تمہیں گولی مار دوں گی۔ جلدی ڈھونڈ کر اسے میرے سامنے لاؤ۔ ورنہ عمران کی ہلاکت سے پہلے میں تمہیں شوٹ کر دوں گی۔ نانسنس''...... مادام شیتل نے اس بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا کہ اس کے منہ سے باقاعدہ کف اُڑنا شروع ہو گیا۔ عمران کے پیغام نے جیسے اس کے دماغ پر چھپکلی سوار کر دی تھی اور اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ عمران ایک بار اس کے سامنے آ جائے تو وہ سچ مچ اس کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اُڑا دے۔ وہ اپنا سارا غصہ راہول پر نکال رہی تھی۔

''او کے۔ میں کوشش کرتا ہوں مادام''...... راہول نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''کوشش نہیں مجھے ہر حال میں عمران چاہئے۔ سنا تم نے۔ ہر حال میں کا مطلب ہر حال میں ہوتا ہے۔ میں نے تمہیں دو گھنٹے دیئے ہیں۔ دو گھنٹوں میں اگر عمران میرے سامنے نہ ہوا تو اپنی موت طے سمجھنا۔ نانسنس''...... مادام شیتل نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے راہول کا جواب سنے بغیر انتہائی غصے کے عالم میں رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ اس کا جسم ابھی تک غصے کی شدت سے کپکپا رہا تھا۔

''کاش مجھے اس وقت پتہ چل جاتا کہ وہ عمران ہے تو میں اس

کے وہیں ٹکڑے اُڑا دیتی''...... مادام شیتل نے غصے سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔ عمران کے پیغام نے اس کے دل و دماغ میں آگ سی بھر دی تھی۔ وہ حقیقت میں غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔ اگلے دو گھنٹوں تک وہ اسی طرح غصے سے کھولتی رہی پھر اچانک فون کی گھنٹی بجی تو وہ اس طرح اچھل پڑی جیسے اس کے پیروں کے پاس بم پھٹ گیا ہو۔

''یس۔ مادام شیتل سپیکنگ''...... مادام شیتل نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے غراتے ہوئے کہا۔ دو گھنٹوں کے بعد بھی اس کا غصہ کم نہیں ہوا تھا۔

''راہول بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے راہول کی جوش بھری آواز سنائی دی۔

''تم۔ اتنی جلدی تمہیں دوبارہ کال کرنے کی کیا ضرورت آن پڑی ہے نانسنس۔ بولو کیوں کیا ہے فون''...... مادام شیتل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران کے بارے میں ایک ٹپ ملی ہے مادام''...... راہول نے جوش بھرے لہجے میں کہا تو مادام شیتل بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ گڈ شو۔ کیا ٹپ ہے۔ جلدی بولو''...... مادام شیتل نے بیتابی سے کہا۔

''اطلاع کے مطابق وہ دونوں اس وقت سارس کالونی فیز ٹو کی کوٹھی نمبر دو سو دس میں موجود ہیں مادام جہاں کوئی ڈاکٹر بوٹا سنگھ

رہتا ہے''...... راہول نے جواب دیا تو مادام شیتل کے چہرے پر
حیرت کے ساتھ انتہائی جوش کے تاثرات دکھائی دینے لگے۔
''تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ عمران اس رہائش گاہ میں موجود
ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔
''ہوٹل کراؤن میں ایک ویٹر مجھے اس کمرے کے پاس منڈلاتا
دکھائی دیا تھا جس میں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی رہے تھے۔ مجھے
اس ویٹر پر شک ہوا تو میں نے اس پر نگاہ رکھنی شروع کر دی۔ کچھ
دیر کے بعد اس شخص کو سیل فون پر ایک کال موصول ہوئی۔ اس نے
سیل فون کا ڈسپلے دیکھا تو بری طرح سے چونک پڑا اور پھر وہ کال
سننے کی بجائے فوراً ہوٹل کے واش رومز کی طرف چلا گیا۔ میں نے
غیر محسوس انداز میں اس کا تعاقب کیا اور پھر وہ جس واش روم میں
گیا میں نے ساتھ والے واش روم میں جا کر دروازہ بند کیا اور
خاموشی سے اس کی باتیں سننے لگا''...... راہول نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔
''کیا باتیں کی تھیں اس نے اور کس سے کر رہا تھا وہ باتیں''۔
مادام شیتل نے پوچھا۔
''وہ کوڈ میں باتیں کر رہا تھا لیکن کوڈ میں بھی اس نے ایک بار
کسی ڈاکٹر بوٹا سنگھ اور ایک بار عمران کا نام لیا تھا۔ ڈاکٹر بوٹا سنگھ
سے تو نہیں لیکن عمران کے نام سے میں چونک پڑا تھا''...... راہول
نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ تو پھر تم نے اس آدمی کو کور کیا''...... مادام شیتل نے
پوچھا۔
''یس مادام۔ جیسے ہی اس نے فون پر بات ختم کی میں فوراً
واش روم سے نکل آیا اور پھر وہ جیسے ہی واش روم سے باہر آیا میں
نے فوراً اسے کور کیا اور پھر اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار کر
اسے بے ہوش کر دیا۔ اس کے بعد میں اسے مخصوص پوائنٹ پر لے
گیا اور پھر میں نے اس کی زبان کھلوائی تو اس نے اس بات کا
اقرار کر لیا کہ اس پوائنٹ پر وہی جوڑا موجود ہے جو کمرے کے عقبی
حصے سے فرار ہوا تھا اور وہ جس جگہ ہیں وہ جگہ کسی ڈاکٹر بوٹا سنگھ کی
ہے''...... راہول نے جواب دیا۔
''پھر تم نے کیا کیا ہے اور کہاں سے بول رہے ہو''...... مادام
شیتل نے پوچھا۔
''میں فورس لے کر اسی علاقے کی طرف جا رہا ہوں جس کے
بارے میں اس آدمی نے مجھے بتایا ہے''...... راہول نے کہا۔
''ٹھیک ہے۔ وہاں پہنچتے ہی مجھے کال کرنا اور اس رہائش گاہ کا
مکمل محاصرہ کر لینا۔ وہاں سے ایک چڑیا کا بچہ بھی تمہاری نظروں
سے بچ کر نہیں نکلنا چاہئے۔ میں خود وہاں آ رہی ہوں۔ سمجھ گئے
تم''...... مادام شیتل نے کہا۔
''یس مادام۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ وہاں پہنچتے ہی میں آپ کو کال
کر دوں گا''...... راہول نے کہا تو مادام شیتل نے اسے چند مزید

ہدایات دیں اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ اب دیکھنا عمران کہ میں تمہارا کس قدر بھیانک حشر کرتی ہوں۔ تم نے مادام شیتل کو للکارا ہے۔ مادام شیتل ایک بدروح ہے جسے صرف تمہارے خون کی پیاس ہے۔ اور آج وہ وقت آ گیا ہے جب میں اپنی پیاس تمہارے خون سے بجھاؤں گی"...... مادام شیتل نے غراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

اٹھتے ہی وہ تیز تیز چلتی ہوئی آفس سے نکلتی چلی گئی اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ سیاہ رنگ کی کار میں نہایت تیزی سے سارس کالونی کی طرف اُڑی جا رہی تھی جہاں راہول کی اطلاع کے مطابق عمران اور اس کی ساتھی لڑکی، ڈاکٹر بوٹا سنگھ کے ساتھ اس کی رہائش گاہ میں موجود تھے۔ مادام شیتل کار خود ڈرائیو کر رہی تھی۔ وہ کار کو اس قدر تیز رفتاری سے دوڑا رہی تھی جیسے اس کی کار کو پر لگ گئے ہوں اور وہ اُڑتی ہوئی ڈاکٹر بوٹا سنگھ کی رہائش گاہ پر پہنچ جانا چاہتی ہو۔

آدھے گھنٹے کے بعد اس کی کار سارس کالونی کے اس حصے میں داخل ہو رہی تھی جہاں راہول مسلح فورس کے ساتھ پہلے سے ہی موجود تھا۔ اس نے جیسے ہی کار روکی۔ ایک جیپ سے راہول نکل کر تیز تیز چلتا ہوا اس کی کار کے پاس آ گیا۔ مادام شیتل نے کار کا دروازہ کھولا اور کار سے باہر نکل آئی۔ اسے کار سے باہر نکلتے

دیکھ کر راہول نے اسے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کون سی رہائش گاہ ہے اور کیا پوزیشن ہے۔ رہائش گاہ سے کوئی باہر تو نہیں آیا ہے"...... مادام شیتل نے راہول کو دیکھتے ہی نہایت بے تابانہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ سامنے والی کوٹھی ہے مادام۔ ہم نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ کوٹھی میں مسلسل خاموشی چھائی ہوئی ہے نہ کوئی اس کوٹھی سے باہر آیا ہے اور نہ کوئی اندر گیا ہے"...... راہول نے جواب دیا تو مادام شیتل چونک کر اس کوٹھی کی جانب دیکھنا شروع ہو گئی جس کی طرف راہول نے اشارہ کیا تھا۔ رہائش گاہ کے باہر گیٹ کے پاس ایک نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر ڈاکٹر بوٹا سنگھ کا نام لکھا ہوا تھا۔

"ہونہہ۔ رہائش گاہ میں بی ون فائر کرو اور چیک کرو وہاں کتنے افراد موجود ہیں"...... مادام شیتل نے کہا۔

"میں نے یہ کام پہلے ہی کر لیا ہے مادام۔ کمپیوٹرائزڈ مشین پر اس رہائش گاہ کا پورا نقشہ بن کر ہمارے سامنے آ گیا ہے اور اس نقشے سے ہمیں اس بات کا بھی پتہ چل گیا ہے کہ رہائش گاہ میں کتنے افراد موجود ہیں اور وہ عمارت کے کس کس حصے میں موجود ہیں"...... راہول نے جواب دیا۔

"کتنے افراد ہیں"...... مادام شیتل نے پوچھا۔

"رہائش گاہ میں آٹھ افراد ہیں جو مختلف کمروں میں موجود

ہیں۔ ان میں دو عورتیں ہیں اور باقی مرد۔ ان میں ہی عمران اور وہ لڑکی ہو سکتے ہیں جو کراؤن ہوٹل سے فرار ہو کر یہاں پہنچے ہیں“۔ راہول نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ لیکن یہ کنفرم تو نہیں ہے کہ وہ دونوں واقعی یہیں موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی یہاں سے نکل گئے ہوں“...... مادام شیتل نے کہا۔

”یس مادام۔ یہ پتہ لگانا واقعی مشکل ہے کہ ان میں وہ دونوں موجود ہیں یا نہیں۔ یہ سب تو اندر جا کر ہی پتہ لگایا جا سکتا ہے“۔ راہول نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اگر کنفرم ہو جاتا کہ دونوں یہاں ہیں تو میں ابھی اس عمارت کو بموں اور میزائلوں سے اُڑا دیتی لیکن میں ایسا کوئی رسک نہیں لینا چاہتی کہ اس عمارت کو تباہ کر کے اور اس عمارت میں موجود افراد کو ہلاک کر کے مطمئن ہو جاؤں کہ میں نے عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو ہلاک کر دیا ہے۔ جب تک اس بات کی تصدیق نہیں ہو جاتی کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی یہاں ہیں یہ عمارت نہیں اُڑائی جائے گی۔ سمجھے تم“...... مادام شیتل نے کہا۔

”یس مادام“...... راہول نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تمہارے پاس ایس پلس بم ہیں“...... مادام شیتل نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

”یس مادام۔ میں سارا انتظام کر کے آیا ہوں“...... راہول نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ تو پھر عمارت میں ہر طرف بم فائر کرو۔ یہاں اتنی بے ہوش کرنے والی گیس پھیلاؤ کہ اس عمارت کی زمین کے نیچے موجود کینچوئے بھی بے ہوش ہو جائیں۔ جب وہ سب بے ہوش ہو جائیں گے تو ہم عمارت کے اندر جائیں گے اور پھر چیک کریں گے کہ عمران اور اس کی ساتھ آنے والی لڑکی اندر موجود ہیں یا نہیں۔ ایک بار وہ مجھے نظر آ گئے تو میں ان کے اپنے ہاتھوں سے گلے کاٹوں گی“...... مادام شیتل نے کہا تو راہول نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے ٹرانسمیٹر پر عمارت کے گرد موجود افراد کو ہدایات دینا شروع کر دی اور پھر وہاں موجود تمام افراد نے گیس ماسک پہننا شروع کر دیئے۔ راہول نے ایک گیس ماسک لا کر مادام شیتل کو دیا تو مادام شیتل نے گیس ماسک چہرے پر چڑھا لیا۔ کچھ ہی دیر میں عمارت میں چاروں طرف سے بم برسائے جانے لگے۔ عمارت کے اندر دھواں سا اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔ تقریباً پانچ منٹ تک راہول اپنے کام میں مصروف رہا اور پھر وہ مادام شیتل کے پاس واپس آ گیا۔

”اس گیس سے نہ صرف اس عمارت بلکہ ارد گرد کی تمام عمارتوں کے افراد بھی بے ہوش ہو گئے ہوں گے مادام“...... راہول نے کہا

تو مادام شیتل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کتنی دیر تک اس گیس کے اثرات رہیں گے''...... مادام شیتل نے پوچھا۔

''بس پانچ منٹ اور۔ پانچ منٹ بعد گیس کا اثر مکمل طور پر ختم ہو جائے گا لیکن جو افراد اس گیس سے بے ہوش ہوئے ہیں انہیں چار سے پانچ گھنٹوں تک ہوش نہیں آئے گا''...... راہول نے کہا۔

''گڈ شو۔ اپنے آدمیوں کو لے کر اندر جاؤ اور سب کو اسی حالت میں باندھ دو''...... مادام شیتل نے کہا۔

''یس مادام''...... راہول نے کہا اور پھر وہ اپنے مسلح ساتھیوں کو لے کر تیزی سے عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مادام شیتل کچھ سوچ کر کار میں بیٹھ گئی۔ ابھی انہیں اندر گئے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ یکلخت ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور عمارت تنکوں کی طرح فضا میں بکھرتی دکھائی دی۔ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ سڑک پر کھڑی نہ صرف کئی گاڑیوں کے شیشے ٹوٹ گئے بلکہ کئی گاڑیاں اچھل اچھل کر دور جا گریں اور جس کار میں مادام شیتل بیٹھی ہوئی تھی وہ بھی اچھل کر دور جا گری اور مادام شیتل کے حلق سے یکلخت زور دار چیخ نکل گئی۔ اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے عمارت کے ساتھ اس کی کار اور اس کے جسم کے بھی ٹکڑے بکھر گئے ہوں۔

عمران اور جولیا تہہ خانے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اسی لمحے ناٹران تیزی سے اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات تھے۔

''کیا ہوا بھائی۔ تمہاری بریکیں کیوں فیل ہو گئیں جو تم بھاگے چلے آ رہے ہو اور وہ بھی اتنی تیز''...... عمران نے ناٹران کو دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مسلح افراد نے رہائش گاہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے''۔ ناٹران نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''مسلح افراد نے رہائش گاہ گھیر لی ہے۔ کیا مطلب۔ کون ہیں وہ اور یہاں کیسے پہنچ گئے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''وہ مخصوص گاڑیوں میں آئے ہیں۔ ان کی گاڑیوں پر نیلے رنگ کا عقاب بنا ہوا ہے اور میری معلومات کے مطابق یہ نشان

سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کا ہے"...... ناٹران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن انہیں اس ٹھکانے کا پتہ کیسے چلا ہے"...... عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ ہمیں یہاں سے جلد نکلنا ہو گا۔ ٹاپ سیکشن سے کوئی بعید نہیں کہ وہ اس عمارت کو ہی تباہ کر دیں۔ میں نے ان کے پاس تباہ کن اسلحہ دیکھا ہے"...... ناٹران نے کہا۔

"کیا یہاں سے نکلنے کا کوئی خفیہ راستہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ میرا خاص ٹھکانہ ہے۔ آئیں"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے جولیا کو اشارہ کیا اور خود بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ جولیا نے بیگ اٹھائے اور پھر وہ تینوں تہہ خانے کے اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھے۔ دوسرا کمرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ سامان نام کی بھی کوئی چیز وہاں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اس کمرے میں کوئی کھڑکی اور روشن دان تک نہ تھا۔ ناٹران ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ اس نے دیوار کی جڑ میں مخصوص انداز میں ٹھوکر ماری تو اچانک ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ دیوار میں ایک خلاء بن گیا۔ سامنے ایک سرنگ تھی جو زیادہ چوڑی تو نہیں تھی لیکن دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی۔

"ہم اس سرنگ سے ہوتے ہوئے اس علاقے سے دور ایک جنگل میں پہنچ جائیں گے۔ جنگل میں میرا ایک اور ٹھکانہ ہے جو اس

سے زیادہ محفوظ ہے۔ وہاں میرے آدمی بھی ہیں"...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ چلیں۔ میں اپنے باقی ساتھیوں کو لے کر آتا ہوں۔ یہاں میں کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑ سکتا۔ سب کام کے آدمی ہیں"۔ ناٹران نے کہا۔

"او کے اور اب یہ ٹھکانہ تمہارے لئے بے کار ہو چکا ہے اس لئے عمارت میں ٹائم بم لگا دو۔ جس طرح سے ٹاپ سیکشن ہمارے پیچھے پڑا ہوا ہے یہ آسانی سے ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔ ان کے ارادے خطرناک ہیں اس لئے اب میں بھی انہیں اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہتا ہوں۔ ٹائم بم پر ایسا ٹائم فکسڈ کرنا کہ جب ٹاپ فورس اندر داخل ہو تب یہ بم بلاسٹ ہو۔ مادام شیتل کو جب اپنے ہی ساتھیوں کی لاشیں تحفے میں ملیں گی تب اسے پتہ چلے گا کہ ہم اس کے لئے تر نوالہ نہیں ہیں کہ وہ جب چاہے ہمیں پکڑ لے اور جب چاہے موت کے گھاٹ اتار دے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جولیا اور ناٹران چونک پڑے۔ عمران نے پہلی بار اس انداز میں بات کی تھی۔

وہ پہلے بھی کئی بار کافرستان آ چکا تھا۔ کافرستان میں اس کا ٹکراؤ عموماً کافرستان سیکرٹ سروس سے ہوتا تھا اور اس کا ازلی دشمن شاگل اس کے خلاف انتہائی بھرپور انداز میں کارروائیاں کرتا تھا اور اسے اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا

زور لگا دیتا تھا لیکن عمران نے کبھی اس کے مسلح افراد کے خلاف اس قدر جارحانہ انداز میں جوابی کارروائی کرنے کا نہیں کہا تھا۔ وہ ہمیشہ درگزر سے کام لیتا تھا اور جہاں ضرورت ہوتی تھی وہیں وہ شاگل اور اس کے مسلح افراد کا مقابلہ کرتا تھا ورنہ اس کی کوشش ہوتی تھی کہ اس سے ٹکرائے بغیر نکل جائے۔ لیکن اب وہ ٹاپ سیکشن کے ان افراد کو ہلاک کرنے کا کہہ رہا تھا جو رہائش گاہ میں سرچنگ کے لئے داخل ہو سکتے تھے۔

''اس میں مجھے گھورنے والی کون سی بات ہے۔ انہیں موقع ملا تو وہ ہمیں دوسرا کوئی موقع نہیں دیں گے۔ میری معلومات کے مطابق ٹاپ سیکشن کی ٹاپ فورس بہت بڑی فورس ہے میں اس فورس کو کم کرنا چاہتا ہوں۔ فورس کے جتنے افراد کم ہوں گے ٹاپ سیکشن کی طاقت اتنی ہی کم ہو گی اور دوسرا یہ کہ اس رہائش گاہ کے تباہ ہونے سے یہ سرنگ بھی تباہ ہو جائے گی۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو وہ اس سرنگ کو تلاش کر لیں گے اور پھر وہ جنگل کے ٹھکانے تک بھی پہنچ جائیں گے کچھ سمجھے بھولے مہاراج''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔ آپ چلیں۔ میں آتا ہوں''۔ ناٹران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''آؤ''...... عمران نے جولیا سے کہا اور سرنگ میں آگے بڑھ گیا۔ جیسے ہی وہ دونوں آگے بڑھے ان کے پیچھے دروازہ بند ہوتا چلا گیا۔ دروازہ بند ہوتے ہی سرنگ میں تاریکی پھیل گئی۔ عمران

کے کہنے پر جولیا نے اپنے تھیلے سے ایک ٹارچ نکالی اور پھر وہ اس ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھنے لگے۔ وہ نہایت آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ پانچ منٹ بعد ناٹران اور رہائش گاہ میں موجود بوڑھا ملازم اور اس کے سبھی ساتھی وہاں آگئے اور وہ سب تیزی سے آگے بڑھنا شروع ہو گئے۔

''میں نے رہائش گاہ میں میگا بلاسٹر لگا دیا ہے اس پر دس منٹ کا ٹائم لگایا ہے''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دس منٹ پورے ہوتے ہی ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور سرنگ بری طرح سے لرز اٹھی۔ وہ فوراً سرنگ کی دیواروں سے لگ گئے۔ پیچھے سرنگ کافی حد تک گر گئی تھی۔

''کیا یہ اسی بلاسٹر کا دھماکہ ہے جو ناٹران نے لگایا تھا یا ٹاپ فورس نے عمارت کو بموں سے اُڑایا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ایک ہی دھماکہ ہوا ہے۔ اگر رہائش گاہ کو بموں یا میزائلوں سے اُڑایا جاتا تو متعدد دھماکے ہوتے''...... عمران نے کہا۔

''فورس نے عمارت کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ گھیرنے کے باوجود وہ خاموش تھے۔ شاید وہ کسی کا انتظار کر رہے تھے''۔ ناٹران نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ فورس مادام شیتل کا انتظار کر رہی ہو لیکن مجھے اب بھی اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ آخر انہیں اس ٹھکانے کا پتہ کیسے چلا''...... عمران نے کہا۔

"مجھے اس کا کچھ کچھ اندازہ ہے"...... ناٹران نے کہا۔

"اوہ۔ کہیں تمہارا وہ آدمی تو نہیں پکڑا گیا جسے تم نے ہوٹل میں بھیجا تھا"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"جی ہاں۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے۔ وہاں مادام شیتل کے خاص آدمی تھے ہو سکتا ہے مادام شیتل بھی خود وہاں پر موجود ہو اور میرا آدمی اس کی نظروں میں آ گیا ہو"...... ناٹران نے کہا۔

"یقیناً ایسا ہی ہوا ہے۔ تمہارے آدمی کی وجہ سے مادام شیتل کو اس ٹھکانے کا علم ہوا ہے ورنہ اتنی جلدی اس عمارت تک پہنچ جانا اور اسے گھیر لینا ناممکن سا لگتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم نے کہا تھا کہ تمہارا آدمی پہلے سے ہی کراؤن ہوٹل میں موجود ہے۔ کیا تم مجھے اس کی وجہ بتا سکتے ہو"...... جولیا نے ناٹران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ کراؤن ہوٹل کافرستان کا خاص ہوٹل سمجھا جاتا ہے۔ بیرون ممالک سے آنے والے ایجنٹس یا بڑے بڑے ڈیلیگیشن آ کر اسی ہوٹل میں قیام کرتے ہیں اور اس ہوٹل میں بڑے بڑے میٹنگ ہالز ہیں جہاں کافرستانی ایجنسیاں اور ایجنٹس بھی میٹنگز کرتے ہیں۔ ان سب کی ایکٹوٹیز چیک کرنے اور معلومات کے حصول کے لئے میں نے اسے وہاں رکھا ہوا ہے جو ان سب پر نظر رکھتا تھا اور جیسے ہی کوئی اہم بات سامنے آتی ہے تو وہ مجھے فوراً رپورٹ دے دیتا تھا"...... ناٹران نے جواب دیا تو جولیا نے سمجھ

جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

"تمہارا خیال تھا کہ ناٹران نے وہاں اپنا آدمی اس لئے رکھا ہوا ہے کہ کچن میں جو بچ جائے وہ اپنے لئے اور اس کے لئے لا سکے"...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ ناٹران کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

"نہیں۔ ناٹران نے کہا تھا کہ ہوٹل میں پہلے سے ہی اس کا آدمی موجود ہے اس پر مجھے حیرت ہوئی تھی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کاش یہاں کوئی ٹوکرا ہوتا تو میں پھولوں سے بھر لیتا"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ٹوکرا۔ پھول۔ کیا مطلب۔ یہ پھولوں کا ذکر کہاں سے آ گیا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم جب ہنستی ہو تو ایسا لگتا ہے جیسے پھول برس رہے ہوں اب ظاہر ہے ٹوکرا نہ ہو تو پھول ادھر ادھر بکھر جاتے ہیں۔ جنہیں کوئی بھی اٹھا سکتا ہے اس لئے کہہ رہا تھا کہ ٹوکرا ہوتا تو میں سارے پھول بھر لیتا تاکہ کسی کو ایک بھی پھول ملنے کا چانس نہ رہتا"...... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا جبکہ عمران کی بات سن کر جولیا کا چہرہ گلنار ہوتا چلا گیا۔

"بس تمہیں باتیں ہی بنانا آتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کہتے ہیں کہ اسے زمانے کو ستانا آتا ہے۔ نہیں آتا تو بس

باتیں بنانا نہیں آتا“...... عمران نے کہا تو جولیا اور ناٹران ایک بار پھر ہنس دیئے۔

”یہ کس کا شعر ہے“...... ناٹران نے پوچھا۔

”مولانا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سرنگ میں ناٹران کا قہقہہ گونج اٹھا۔ اس کے ساتھی بھی ہنس پڑے تھے اور جولیا بھی اپنی ہنسی نہیں روک سکی تھی۔ انہیں ہنستے دیکھ کر عمران یوں منہ چلانے لگا جیسے چیونگم چبا رہا ہو اور ان کے ہنسنے کی وجہ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”احمق لگ رہے ہو“...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو ہوں وہی لگتا ہے اس میں بتانے کی کیا بات ہے“۔ عمران نے اسی انداز میں کہا تو جولیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھتے رہے۔ تقریباً آدھا گھنٹہ مسلسل چلنے کے بعد وہ سرنگ کے دوسرے دہانے تک پہنچ گئے۔ سامنے سپاٹ دیوار تھی دیوار پر ایک انٹرکام سا لگا ہوا تھا جس پر ایک بٹن تھا۔ ناٹران نے اس بٹن کو پریس کر دیا۔

”لیں“...... بٹن پریس ہوتے ہی ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔

”ناٹران“...... ناٹران نے کرخت لہجے میں کہا۔

”کوڈ“...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

”ڈبل نائن“...... ناٹران نے جواب دیا۔

”کوڈ غلط ہے۔ اصل کوڈ بتاؤ“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ڈبل ایٹ“...... ناٹران نے جواب دیا۔

”او کے باس۔ میں ریحان ہوں۔ کوڈ ہے ڈبل سیون“۔ دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”دروازہ کھولو“...... ناٹران نے کہا۔

”یس باس“...... ریحان نے جواب دیا تو ناٹران نے بٹن پریس کر کے انٹرکام آف کر دیا۔

”یہاں دروازہ کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد باہر سے ہی کھولا جا سکتا ہے“...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے سرر کی آواز کے ساتھ دیوار میں بڑا سا خلا بن گیا۔ آگے سرنگ ابھی ختم نہیں ہوئی تھی البتہ آگے سرنگ پہلی سرنگ سے چوڑی تھی لیکن زیادہ طویل نہیں تھی اور اس سرنگ کا راستہ ڈھلان کی شکل میں اوپر جاتا ہوا دکھائی دے رہا تھا اوپر دن کی روشنی میں درخت دکھائی دے رہے تھے۔

وہ سب ڈھلانی راستے پر آئے اور اوپر چڑھنا شروع ہو گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دہانے تک پہنچ گئے۔ سرنگ کا یہ دہانہ درختوں کے جھنڈ میں چھپا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی دہانے سے نکل کر باہر آئے اسی لمحے جھنڈ کے درختوں کے پیچھے چھپے ہوئے کئی سیاہ پوش افراد جنہوں نے چہروں پر بھی سیاہ نقاب پہن رکھے تھے یکلخت نکل کر ان کے سامنے آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ ان

میں سے ایک لمبا تڑنگا سیاہ پوش آگے بڑھ آیا۔

''میں ریحان ہوں باس''...... آنے والے سیاہ پوش نے کہا۔ یہ وہی آواز تھی جو عمران نے سرنگ کے اندر انٹرکام پر سنی تھی۔

''یہ ہمارے مہمان ہیں۔ انہیں لے جاؤ''...... ناٹران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ تم ہمارے ساتھ نہیں چلو گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں جنگل سے گزر کر اس رہائش گاہ کی دوسری طرف جاؤں گا۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ اگر بلاسٹر بلاسٹ ہونے سے پہلے ٹاپ فورس رہائش گاہ میں داخل ہوئی تھی تو اس کا کتنا نقصان ہوا ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے سر ہلا کر کہا تو ناٹران نے ریحان اور سیاہ پوش ساتھیوں کو چند ہدایات دیں اور پھر وہ سب ایک طرف روانہ ہو گئے۔

''آپ میرے ساتھ آئیں''...... ریحان نے کہا تو عمران اور جولیا اس کے ساتھ ہو لئے۔ ریحان انہیں درختوں کے جھنڈ سے گزارتا ہوا ایک بڑے درختوں کے جھنڈ میں پہنچ گیا۔ یہ جھنڈ بڑے سرکل جیسا تھا جس کے چاروں طرف دائرے کی شکل میں گھنے درخت تھے جو اوپر سے پھیل کر آپس میں ملے ہوئے تھے۔

درمیان میں خشک پتوں اور جھاڑیوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے تیز ہواؤں اور آندھیوں سے خشک پتے اور

جھاڑیاں اُڑ اُڑ کر یہاں جمع ہو گئی ہوں۔ ریحان آگے بڑھا اور آگے جا کر ایک درخت کے پاس رک گیا۔ اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول جیسا آلہ نکالا اور پھر اس نے آلے کا رخ درخت کی طرف کر کے ایک بٹن پریس کر دیا۔ ریموٹ سے ایک شعاع سی نکل کر درخت کے مخصوص حصے پر پڑی۔ دوسرے لمحے درختوں کے تنوں میں چھپائی گئی باریک رسیاں تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئیں۔ نیچے ایک بڑا سا جال تھا۔

رسیاں کھنچتے ہی جال سمٹ کر اوپر اٹھتا چلا گیا اور نیچے موجود تمام جھاڑیاں اور خشک پتے اس جال میں اوپر چلے گئے۔ جھاڑیاں اور خشک پتے ہٹتے ہی نیچے صاف ستھری زمین دکھائی دی۔ ریحان نے ریموٹ کنٹرول کا رخ زمین کی طرف کیا اور ایک بار پھر بٹن پریس کر دیا۔ شعاع نکل کر زمین پر پڑی تو اچانک کھٹکا سا ہوا اور سنٹر میں ایک تختہ کسی صندوق کے ڈھکن کی طرح کھلتا چلا گیا۔ نیچے سیڑھیاں جا رہی تھیں۔

''آئیں''...... ریحان نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تھی اور پھر وہ سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔

جیسے ہی وہ تینوں نیچے آئے اوپر تختہ خود بخود بند ہو گیا اور تختے کے بند ہوتے ہی سیڑھیوں میں اندھیرا پھیل گیا لیکن وہ جیسے ہی دو تین سیڑھیاں نیچے اترے اسی لمحے دیوار پر لگا ہوا ایک بلب جل

اٹھا۔ سیڑھیاں زیادہ نہیں تھیں۔ وہ سیڑھیاں اتر کر ایک ہال میں آ گئے۔ ہال کی دیواریں لکڑیوں کے تختوں کو جوڑ کر بنائی گئی تھیں اور وہاں لکڑیوں کے ہی کئی کیبن بنے ہوئے تھے۔ کافی بڑا ہال تھا جسے ایک مکمل رہائش گاہ جیسا بنایا گیا تھا۔ ہر طرف بڑے بڑے باکس رکھے ہوئے تھے جن میں شاید ضرورت کا سامان تھا۔ وہاں چند افراد گھوم پھر رہے تھے۔ ان افراد نے عام سے لباس پہن رکھے تھے۔ کسی کے چہرے پر نقاب نہ تھا۔

''آئیں۔ اس کیبن میں آ جائیں''...... ریحان نے عمران اور جولیا کو ایک کیبن کی طرف لے جاتے ہوئے کہا۔ اس نے آگے بڑھ کر کیبن کا دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ عمران اور جولیا اس کیبن میں آ گئے۔ کیبن کو سٹنگ روم جیسا سجایا گیا تھا۔ وہاں کرسیاں بھی تھیں۔ میز اور صوفے بھی ترتیب سے دیواروں کے ساتھ رکھے ہوئے تھے۔ عمران اور جولیا نے بیگز اتار کر ایک طرف رکھے اور پھر وہ جا کر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو بتائیں''...... ریحان نے کہا۔

''ناٹران ہوتا تو میں اسے خدمت کے لئے کہتا اب تم سے کیا کہوں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''آپ کہہ کر تو دیکھیں۔ میں یہاں کا انچارج ہوں۔ باس کی طرح میں بھی آپ کی تمام توقع پر پورا اتروں گا''...... ریحان نے

کہا۔

''مطلب میں جو کہوں گا تم کرو گے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''جی بالکل۔ آپ کہہ کر تو دیکھیں''...... ریحان نے کہا۔

''تو پہلے اپنا نقاب تو اتارو۔ دیکھوں تو سہی کہ آواز ہی مردانہ ہے یا......'' عمران نے کہا تو ریحان نے ہنستے ہوئے چہرے سے نقاب اتار لیا۔ وہ ایک خوش شکل نوجوان تھا جس کے چہرے پر سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ اس کی آنکھیں چمکدار اور پیشانی چوڑی تھی جو اس کی ذہانت کی غماز تھی۔

''اچھی خاصی شکل ہے پھر عورتوں کی طرح چھپا کر کیوں رکھتے ہو۔ ہمارے مذہب میں عورتوں کو غیر مردوں سے پردہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے مردوں کو نہیں''...... عمران نے کہا تو ریحان ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''یہ پردہ دشمنوں سے اپنی شناخت چھپانے کے لئے مجبوراً کیا جاتا ہے''...... ریحان نے کہا۔

''تو پھر تم نے میرے کہنے پر پردہ کیسے اٹھا دیا۔ ہو سکتا ہے کہ ہم بھی تمہارے دشمنوں میں سے ہی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ باس دشمنوں کو کسی بھی صورت میں اس طرح ساتھ نہیں لاتے۔ جس طرح باس آپ کے ساتھ عزت اور تکریم سے پیش آ رہے تھے اس سے مجھے پتہ چل گیا تھا کہ آپ قابل احترام

اور قابل عزت ہستی ہیں جن کے ساتھ باس اس قدر عزت اور تکریم سے پیش آئیں وہ معمولی ہستی کیسے ہوسکتی ہے اس لئے میں بھی اس انسان کی عزت اور قدر کرتا ہوں''...... ریحان نے سنجیدگی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے خیال میں تمہارا باس میری اس قدر عزت اور تکریم کیوں کر رہا تھا''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میرے خیال میں چند ہی ایسے افراد ہیں جن کی باس نہ صرف عزت کرتا ہے بلکہ میں نے ہمیشہ انہیں ان افراد کے گن گاتے ہی سنا ہے''...... ریحان نے کہا۔

''اور وہ چند افراد کون ہیں''...... عمران نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

''ان میں وادیٔ مشکبار کے چند راہنما جن کا تعلق تحریک آزادی سے ہے اور کچھ ایسے افراد جو باس پر جان چھڑکتے ہیں۔ ان کے علاوہ دو ایسے افراد ہیں جن کی باس حد سے زیادہ قدر کرتا ہے۔ ان میں سے ایک کے بارے میں آپ کو میں نہیں بتا سکتا لیکن ایک ایسا آدمی ہے جس کی باس حد سے زیادہ قدر بھی کرتا ہے، عزت بھی اور اس کے لئے اپنی جان نچھاور کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا''...... ریحان نے کہا۔

''اس بندۂ نادان کا کوئی نام تو ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ پاکیشیا کے رہنے والے علی عمران ہیں جو باس کے کہنے کے مطابق انتہائی ذہین، دلیر، نڈر اور اعلیٰ اوصاف کے مالک ہیں۔ ایک ایسا انسان جو ہر خطرے کا نہ صرف خندہ پیشانی سے مقابلہ کرتا ہے بلکہ موت کو بھی سامنے دیکھ کر مسکرانا جانتا ہے۔ اپنے بڑے سے بڑے دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ بظاہر وہ ہنسی مذاق اور درگزر کرنے والے انسان ہیں لیکن جب انہیں غصہ آ جائے تو ان کے غصے سے چٹانیں بھی چیخ جاتی ہیں اور طاقتور دشمن بھی لرز اٹھتا ہے''...... ریحان نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ یہ علی عمران کسی ڈراؤنے جن کا نام ہے کیا''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''نہیں۔ وہ انتہائی نیک، شریف اور ملنسار انسان ہیں لیکن دشمنوں کے لئے وہ لوہے کے چنے سے کم نہیں ہیں''...... ریحان نے اسی انداز میں کہا۔

''تو کیا تمہاری کبھی اس علی عمران سے ملاقات نہیں ہوئی''۔ اس بار جولیا نے ریحان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں مادام۔ میری تو حسرت ہے کہ میں عمران صاحب جیسے انسان سے ایک بار ملاقات ہی کرسکوں۔ وہ میرے آئیڈیل ہیں۔ وہ کئی بار کافرستان آئے ہیں۔ باس نے ان کے ساتھ مل کر کافرستان کے خلاف کام بھی کیا ہے لیکن یہ میری بدقسمتی ہی ہے کہ میں ان سے ایک بار بھی ملاقات نہیں کر سکا ہوں''...... ریحان نے

افسردہ لہجے میں کہا۔

''تم تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے عمران تمہاری ممبوسہ۔ میرا مطلب ہے کہ ملغوبہ۔ نہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں یاد آیا۔ محبوبہ ہو جس سے ملنا تمہاری حسرت ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا تو ریحان ہنس پڑا۔

''محبوبہ نہیں۔ محبوبہ تو مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے البتہ آپ انہیں میرے محبوب ضرور کہہ سکتے ہیں''...... ریحان نے کہا تو اس کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ جولیا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''پھر تو تمہیں مؤنث ہونا چاہئے تھا تم مذکر ہو کر محبوب کی تلاش میں ہو''...... عمران نے کہا تو ریحان ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''دوسری بات یہ کہ اگر عمران تمہارے سامنے آ جائے اور اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی ہو تو اس کے سامنے کبھی بھول کر بھی عمران کو اپنا محبوب نہ کہہ دینا۔ یہ خطاب اس لڑکی نے اپنے نام رجسٹرڈ کرا رکھا ہے۔ اگر کوئی غلطی سے بھی عمران کو اپنا محبوب کہہ دے تو وہ لڑکی بھوکی شیرنی بن جاتی ہے اور تم جانتے ہی ہو گے کہ شیرنی جب بھوکی ہو تو پھر وہ کیا کر سکتی ہے''...... عمران نے کہا تو ریحان ہنس پڑا جبکہ جولیا اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

''دیکھو۔ اس لڑکی کا چہرہ بھی غصیلا ہو گیا ہے۔ بھوکی شیرنی جیسا''...... عمران نے کہا تو ریحان ہنس پڑا۔

''اچھا میں چلتا ہوں۔ میری ضرورت ہو تو وہ سامنے انٹرکام رکھا ہے اس کا ایک نمبر پریس کر دیں میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا''...... ریحان نے کہا اور پھر وہ اسے سلام کر کے مڑا اور دروازے کی طرف بڑھا اور پھر یکلخت رک گیا۔

''کیا ہوا بھائی چلتے چلتے رک کیوں گئے۔ کیا تمہاری بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے یا چابی ختم ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا۔ ریحان تیزی سے مڑا اور پھر عمران کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

''ارے باپ رے۔ مجھے کیوں گھور رہے ہو۔ مم مم۔ میں نے کیا کیا ہے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''آپ۔ آپ کا نام کیا ہے''...... ریحان نے عمران کی طرف مسلسل اسی انداز میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کے لہجے میں عجیب سی تھرتھراہٹ تھی۔

''مم مم۔ میرا نام۔ کک کک۔ کیوں۔ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''آپ بتائیں پلیز۔ ایک بار صرف ایک بار''...... ریحان نے اسی انداز میں کہا۔

''تم جس طرح سے مجھے گھور رہے ہو اس خوف سے میرا ذہن ہی ماؤف ہو گیا ہے اور میں بھی بھول گیا ہوں کہ میرا نام کیا ہے۔ مجھے دو منٹ دو میں یاد کرتا ہوں''...... عمران نے سر پر ہاتھ مارتے

ہوئے کہا۔

''آپ۔ آپ وہی ہیں نا''...... ریحان نے کہا۔

''وہی نہیں۔ میرا نام وہی نہیں ہے۔ ہاں یاد آیا میرا نام دریا خان ولد سمندر خان ہے''...... عمران نے کہا۔

''دریا خان ولد سمندر خان۔ اوہ آپ وہ نہیں ہیں''...... ریحان نے کہا اس کے چہرے پر یکلخت مایوسی سی ابھر آئی تھی۔

''ہاں میں نے کہا تو ہے کہ میں وہ نہیں ہوں۔ ویسے سب مجھے پیار سے میاں مٹھو بھی کہتے ہیں۔ اگر تم چاہو تو تم بھی مجھے میاں مٹھو کہہ سکتے ہو''...... عمران نے کہا تو ریحان نے ہنستے ہوئے سر جھٹکا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ باہر نکل گیا۔

''تم نے اسے اپنے بارے میں بتایا کیوں نہیں''...... ریحان کے باہر جاتے ہی جولیا نے عمران کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''بتایا تو ہے''...... عمران نے فوراً کہا۔

''کیا بتایا ہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''یہی کہ میں اس کی وہ نہیں ہوں۔ وہ یعنی مؤنث''...... عمران نے معصومیت سے کہا۔

''ہونہہ۔ میں یہ کہہ رہی ہوں کہ تم نے اسے اپنا نام کیوں نہیں بتایا''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''نام بھی بتایا ہے۔ تم نے سنا نہیں میں نے اس سے کہا تھا کہ

میرا نام۔ لو میں پھر بھول گیا۔ کیا نام بتایا تھا میں نے اسے''۔ عمران نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ تھوڑی دیر بعد ناٹران واپس آ گیا۔ اس کے ساتھ ریحان تھا۔ ریحان کے چہرے پر پہلے کی طرح نقاب تھا۔

''میں واپس آ گیا ہوں''...... ناٹران نے قریب پہنچ کر کہا۔

''بڑی خوشی کی بات ہے۔ کیا سننا چاہتے ہو کہ وہ آئے ہمارے گھر میں خدا کی قدرت۔ لیکن افسوس کہ یہ نہ میرا گھر ہے اور نہ تمہارا لکڑی کا بنا ہوا کیبن ہے اور کیبن کو دیکھ کر یہ محاورہ اچھا نہیں لگتا''...... عمران نے کہا تو ناٹران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ وہ آگے بڑھا اور عمران کے قریب پڑی ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ کے لئے ایک خبر ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''بری خبر ہے تو اپنی جیب میں رکھو۔ کوئی اچھی خبر ہے تو وہ ضرور سنا دو''...... عمران نے کہا۔

''رہائش گاہ پر ٹاپ سیکشن کی فورس نے ہی ریڈ کیا تھا اور اس کی قیادت خود ٹاپ سیکشن کی سربراہ مادام شیتل کر رہی تھی''۔ ناٹران نے جواب دیا۔

''تو کیا وہ بھی فورس کے ساتھ عمارت میں داخل ہو گئی تھی''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس نے عمارت میں گیس بم فائر کئے تھے اور بیس سے زائد مسلح افراد کو اندر بھیجا تھا اور خود ایک بلٹ اور بم پروف کار

میں باہر ہی رک گئی تھی۔ میگا بلاسٹر سے عمارت تنکوں کی طرح اُڑ گئی تھی۔ عمارت کے اندر آنے جانے والے اور باہر موجود بے شمار افراد ہلاک اور زخمی ہوئے ہیں اور کئی گاڑیاں تباہ ہوئی ہیں۔ ان میں مادام شیتل کی بھی کار تھی جو دھماکے کے پریشر سے اچھل کر دور جا گری تھی۔ اگر مادام شیتل بم پروف کار کے اندر نہ ہوتی تو وہ بھی ہلاک ہو جاتی۔ کار الٹنے پلٹنے سے وہ خاصی زخمی ہوئی ہے''۔ ناٹران نے کہا۔

''چلو۔ اسے کچھ تو سبق ملا کہ دوسروں کا نقصان کرنے والوں کا اپنا بھی نقصان ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے ٹاپ سیکشن کے خلاف بڑا خطرناک اقدام کرایا ہے مجھ سے اس سے ٹاپ سیکشن اور زیادہ اشتعال میں آ جائے گا اور ٹاپ سیکشن کے تمام ایجنٹ ہاتھ دھو کر آپ کے پیچھے پڑ جائیں گے''...... ناٹران نے کہا۔

''میں بھی یہی چاہتا ہوں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ناٹران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں''...... ناٹران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں چاہتا تھا کہ میں ٹاپ سیکشن کو ایک کاری زخم لگاؤں جس کی تکلیف وہ محسوس بھی کریں اور غصے سے بدلہ لینے کے لئے پاگل بھی ہو جائیں۔ ٹاپ سیکشن میں جن سات ٹاپ ایجنٹوں کو شامل کیا

گیا ہے وہ سب صرف ہاتھ دھو کر نہیں بلکہ نہا دھو کر میرے پیچھے لگ جائیں۔ میں انہیں اسی طرح چکمہ دیتا رہوں ان کا نقصان کروں اور انہیں ان کے ملک کافرستان میں ہی نچاتا پھروں اور میرے ساتھی بلیک لارک پہنچ کر اپنا مشن مکمل کر لیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... ناٹران نے عمران کی پلاننگ سمجھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں نے جان بوجھ کر مادام شیتل کو بتایا ہے کہ میں یہاں پہنچ چکا ہوں اور اسی شہر میں ہوں۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت دوڑتی بھاگتی رہ جائے گی۔ اس کی توجہ بلیک لارک جزیرے سے ہٹی رہے گی۔ میرے ساتھی وہاں جائیں گے اور اپنا مشن مکمل کر لیں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اگر آپ کی اطلاع کے مطابق سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بلیک لارک جزیرے پر ہے تو پھر وہاں یقیناً انہوں نے حفاظت کا فول پروف انتظام کر رکھا ہو گا''...... ناٹران نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے انتظامات تو انہوں نے کرنے ہی ہیں۔ انتظامات نہیں کریں گے تو ہر کوئی جزیرے پر پکنک منانے پہنچ سکتا ہے''...... عمران نے کہا تو ناٹران ہنس پڑا۔

''تو پھر آپ کا اب کیا پروگرام ہے''...... ناٹران نے پوچھا۔

''پہلے تم بتاؤ کہ تم نے ان سات ایجنٹوں کے بارے میں کیا

معلومات اکٹھی کی ہیں۔ چیف نے تمہیں اس کا آرڈر دیا تھا اگر تمہیں یاد ہو تو''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ لیکن ساتوں کا تو نہیں صرف دو کا پتہ چلا ہے ابھی تک۔ میرے آدمی کوشش کر رہے ہیں کہ باقی پانچ کا بھی پتہ چلایا جا سکے''...... ناٹران نے کہا۔

''کون دو ہیں جن کی معلومات ملی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ایک کا نام روہت ہے اور دوسرے ایجنٹ کا نام وکرم ہے''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''کہاں ملیں گے یہ دونوں''...... عمران نے پوچھا۔

''روہت کے بارے میں تو پتہ چلا ہے کہ وہ سٹار کلب میں اٹھتا بیٹھتا ہے۔ اسے کوئی کام ہو یا نہ ہو وہ شام کو چھ بجے سے آٹھ بجے تک اس ہوٹل میں ضرور آتا ہے۔ اس کی ایک خوبصورت غیر ملکی گرل فرینڈ ہے جس کی زلفوں کا وہ اسیر ہے اور وہ اس سے اسی کلب میں ملنے آتی ہے اور ایسا کوئی دن نہیں ہوتا کہ وہ دونوں اس ٹائم کلب میں ایک ساتھ نہ ہوں اور وکرم چونکہ دارالحکومت میں ہے اور یہاں اس کا اپنا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اس لئے وہ یہاں روکسی ہوٹل میں رہتا ہے اور اس کا کمرہ نمبر دو سو بارہ ہے جو دوسرے فلور پر ہے۔ وہاں وہ اکیلا ہی رہتا ہے۔ ضرورت کے وقت ہی باہر آتا ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''کہاں سے ملی ہیں ان دونوں کی معلومات''...... عمران نے

پوچھا۔

روہت کے بارے میں تو میرے آدمی کو اسی لڑکی سے پتہ چلا ہے جو اس کی گرل فرینڈ ہے۔ میرا آدمی معلومات حاصل کرتے ہوئے اس کلب میں گیا تھا۔ اس کے ساتھ ایک لڑکی شیریں تھی۔ شیریں اس لڑکی کو جانتی تھی جو روہت کی گرل فرینڈ تھی۔ شیریں نے اس لڑکی کو پہچان لیا اور خود ہی میرے ساتھی کو بتایا کہ یہ لڑکی سپیشل ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ روہت کی گرل فرینڈ ہے۔ وہ دونوں دوست تھیں اس لئے آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کرتی رہتی تھیں اور ایک بار خود اس لڑکی نے شریں کو یہ بات بتائی تھی''۔ ناٹران نے کہا۔

''اور دوسرے ایجنٹ وکرم کے بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''اسے پہلے سے میرا ایک ساتھی پہچانتا تھا۔ وکرم میک اپ میں رہتا ہے لیکن اس کی چال ڈھال اور اس کے انداز سے میرے ساتھی نے اسے پہچان لیا تھا''...... ناٹران نے کہا۔

''تمہارا ساتھی اسے پہلے سے کیسے جانتا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے ساتھی کا نام طلحہ ہے۔ وہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ وادیٔ مشکبار میں تھا۔ وکرم نے ایکشن گروپ کے ساتھ وادیٔ مشکبار میں ایک تحریک آزادی کے راہنما کے خلاف کارروائی کی تھی اور انتہائی درندگی اور بے رحمی کا ثبوت دیا تھا۔ اس نے اپنے

ساتھیوں کے ہمراہ راہنما کو گھر سے گھسیٹ کر نکالا اور قصبے کے لوگوں کے سامنے شدید تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔ اس نے پہلے اسے کوڑے مارے پھر اس پر تیزاب ڈالا اور پھر اس کا سب کے سامنے تلوار سے سر قلم کر دیا تھا۔ اس وقت وہ نشے میں دھت تھا اور اس کے منہ میں جو آ رہا تھا بکتا چلا جا رہا تھا۔ اس وقت اس نے کہا تھا کہ وہ وکرم ہے سپیشل ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ۔

میرا ساتھی وہیں تھا۔ اس نے اس کی ہر حرکت پر نظر رکھی تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ وہ اس درندہ صفت انسان کو اس سے بدتر موت مارتا جو اس نے تحریک آزادی کے راہنما کو دی تھی''...... ناٹران نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو اسی وقت وکرم نے اس کے خلاف کارروائی کیوں نہ کی۔ کیا کسی نے اس کے ہاتھ باندھ رکھے تھے''...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس وقت اس کے ساتھ سو کے قریب مسلح افراد تھے جو قصبے میں پھیلے ہوئے تھے۔ اگر طلحہ کچھ کرتا تو قصبے میں بے شمار بے گناہ افراد کی لاشیں گر جاتیں۔ طلحہ اس وقت سے اس کی تلاش میں تھا۔ اب جب وہ اسے نظر آیا تو وہ میری وجہ سے خاموش ہو گیا ورنہ وہ اسے ہوٹل میں جا کر بھیانک موت سے ہمکنار کر دیتا۔ میں نے اپنے آدمیوں سے کہا تھا کہ انہیں ان ایجنٹوں کو ڈھونڈنا ہے اور جب مل جائیں تو ان کی نگرانی کریں اور ان کے بارے میں فوراً

مجھے مطلع کریں''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تو ٹھیک ہے۔ تم طلحہ سے بات کرو اور پوچھو کہ وکرم اس وقت ہوٹل میں ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''بہتر۔ میں باہر جا کر اسے کال کرتا ہوں۔ یہاں سیل فون کے سگنل نہیں آتے''...... ناٹران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ ریحان کے ساتھ کیبن سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''یہ تم ناٹران سے کیا کہہ رہے تھے کہ ہمارے ساتھی بلیک لارک جائیں گے''...... ان دونوں کے باہر جانے کے بعد جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن تم نے تو کہا تھا کہ وہ سب الگ الگ کافرستان پہنچیں گے اور پھر ہم سب مل کر بلیک لارک جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ سوچا میں نے بھی ایسا ہی تھا۔ میں نے انہیں ایک ریسٹورنٹ میں پہنچنے کی ہدایات دی تھیں۔ اب تک سب وہاں پہنچ چکے ہوں گے۔ میں انہیں جا کر ملوں گا اور انہیں بلیک لارک جانے کی ہدایات کروں گا تاکہ وہ اپنا کام کریں اور یہاں تم اور میں مل کر ٹاپ سیون ایجنٹوں کو تگنی کا ناچ نچاتے رہیں۔ اگر یہ سب جزیزہ بلیک لارک پر چلے گئے تو ہمارے ساتھیوں کی مشکلات بڑھ

جائیں گی اس لئے انہیں یہاں روکنا ضروری ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا۔

''سات ایجنٹ ہیں۔ دو کا پتہ چلا ہے اگر باقی نہ ملے تو''۔ جولیا نے کہا۔

''تو ہم انہیں ڈھونڈیں گے یا پھر ایسے کھیل کھیلیں گے کہ وہ خود ہمارے پیچھے آئیں اور اپنے انجام کو پہنچتے چلے جائیں''۔ عمران نے کہا تو جولیا خاموش ہو کر گہرے خیالوں میں کھو گئی۔

سپیشل ایجنسی کا چیف ہیڈ کوارٹر میں اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ فون کی گھنٹی کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس۔ چیف سپیکنگ''...... چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''شیتل بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے مادام شیتل کی آواز سنائی دی تو چیف بری طرح سے اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تم۔ تم ٹھیک ہو۔ کہاں سے بول رہی ہو۔ تمہارے بارے میں تو پتہ چلا تھا کہ تم......'' چیف نے انتہائی حیرت مسرت اور جوش بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ٹھیک ہوں چیف اور میں اس وقت اپنے آفس میں ہوں''...... مادام شیتل نے جواب دیا۔

''لیکن ہوا کیا تھا تمہیں''...... چیف نے پوچھا۔

’’یہ سب پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کا کیا دھرا ہے چیف۔ ان کی وجہ سے میرے بے شمار ساتھی بھی مارے گئے ہیں۔ یہ تو میری قسمت اچھی تھی کہ میں اپنی بم اور بلٹ پروف کار میں تھی ورنہ جس شدت کا دھماکہ کیا گیا تھا میرا زندہ بچنا بھی ناممکن تھا‘‘...... مادام شیتل نے جواب دیا۔

’’ہونہہ۔ تو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچ چکی ہے‘‘...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’یس چیف‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’مجھے ساری تفصیل بتاؤ‘‘...... چیف نے کہا تو مادام شیتل نے ایئر پورٹ سے آنے والے اس جوڑے کے بارے میں تفصیل بتانی شروع کر دی جو شیڈول کے مطابق ساڈان سے آنے کی بجائے ڈائریکٹ کارمن سے آنے کی وجہ سے مشکوک قرار دیا گیا تھا۔

’’اس کا مطلب ہے کہ جب تمہاری ٹاپ فورس نے اس عمارت کا محاصرہ کیا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کا علم ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے کہ تم ان کے خلاف کارروائی کرتے انہوں نے عمارت میں بم لگایا اور کسی خفیہ راستے سے نکل گئے اور پھر جیسے ہی تمہارے مسلح ساتھی عمارت میں داخل ہوئے انہوں نے عمارت ہی بم سے اُڑا دی‘‘...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’یس چیف۔ ایسا ہی معلوم ہو رہا ہے۔ میرے ساتھیوں نے

کچھ دیر لگا دی تھی۔ انہیں چاہئے تھا کہ وہ جیسے ہی عمارت کے قریب پہنچے تھے اسی وقت وہاں گیس بم فائر کر کے ان سب کو بے ہوش کر دیتے تو انہیں ہمارے خلاف کارروائی کرنے کا موقع ہی نہ ملتا‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’اب تم ان کی تلاش میں کیا کر رہی ہو‘‘...... چیف نے پوچھا۔

’’میں نے اپنے ساتھی ہر طرف پھیلا دیئے ہیں۔ پورے علاقے کو کھنگالا جا رہا ہے۔ وہ جس ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے وہاں سے ہمیں عمران کی ساتھی لڑکی کا ایک رومال ملا ہے۔ میں نے فوری طور پر ٹرینڈ بلیک ڈاگز منگوائے ہیں۔ اس رومال کی خوشبو ان ڈاگز کو سونگھائی جائے گی اور وہ ان دونوں کی تلاش میں ہماری مدد کریں گے اور پھر جیسے ہی ان کا پتہ چلے گا ہم پوری قوت سے ان پر حملہ کر دیں گے‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’ویل ڈن۔ کیا تم اس قابل ہو کہ اس ساری کارروائی کی خود مانیٹرنگ کر سکو‘‘...... چیف نے پوچھا۔

’’یس چیف۔ کار الٹنے کی وجہ سے مجھے چوٹیں ضرور آئی ہیں لیکن یہ چوٹیں ایسی نہیں کہ میں ہل جل ہی نہ سکوں۔ اس ساری کارروائی کو میں خود ہینڈل کروں گی اور ہر لحاظ سے اس کی مانیٹرنگ بھی کروں گی‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’ٹھیک ہے اور تم نے جزیرے کی حفاظت کس کے سپرد کی ہے‘‘...... چیف نے پوچھا۔

’’میں نے شنکر اور وجے کو بھیجا ہے۔ دونوں انتہائی ذہین ہیں۔ وہ جزیرے کی بھرپور انداز میں حفاظت کر سکتے ہیں اور کریں گے‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’ہاں وہ دونوں واقعی ذہین ہیں۔ خیر بلیک لارک پر پہنچنا پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کے لئے ممکن ہی نہیں ہے۔ اگر انہوں نے یہاں آنے کی غلطی کی تو ان کی یہ غلطی ان کی زندگی کی سب سے بڑی اور آخری غلطی ثابت ہو گی۔ انہیں یہاں سوائے موت کے اور کچھ نہیں ملے گا‘‘...... چیف نے کہا۔

’’یس چیف‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’تم اپنی ساری توجہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف مبذول کر دو۔ انہیں کسی بھی حال میں اس بار کافرستان سے زندہ بچ کر واپس نہیں جانا چاہئے‘‘...... چیف نے کہا۔

’’یس چیف۔ ایسا ہی ہو گا۔ یہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ان کا آخری مشن ثابت ہو گا جس میں ناکامی کے ساتھ انہیں موت ملے گی۔ صرف اور صرف موت‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’کیا یہ پتہ چل سکا ہے کہ عمران کے ساتھ کتنے ساتھی ہیں‘‘...... چیف نے پوچھا۔

’’نو چیف۔ فی الحال عمران اور اس کے ساتھ ایک لڑکی ہی سامنے آئی ہے۔ لڑکی کے بارے میں شبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ پاکیشیا

سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے جس کا نام جولیانا فٹز واٹر ہے۔ ان دو کے علاوہ ابھی تک کوئی اور سامنے نہیں آیا ہے لیکن جس کوٹھی پر ہم نے ریڈ کیا تھا وہاں کئی افراد موجود تھے۔ ظاہر ہے ان افراد کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ عمران کے ساتھ کتنے افراد ہیں‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’اوکے۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ لڑکی کے رومال سے بلیک ڈاگز کے لئے اس تک پہنچنا مشکل نہ ہو گا۔ جیسے ہی ان کا پتہ چلے انہیں دوسرا سانس لینے کا بھی کوئی موقع نہ دینا۔ سمجھ گئی تم‘‘۔ چیف نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’یس چیف‘‘...... مادام شیتل نے کہا تو چیف نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو چیف چونک پڑا۔

’’یس کم اِن‘‘...... چیف نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔

’’آؤ وجے۔ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا‘‘...... چیف نے کہا تو نوجوان تیز تیز چلتا ہوا آگے بڑھ آیا۔

’’بیٹھو‘‘...... چیف نے کہا تو وجے میز کے سامنے پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

’’شنکر کہاں ہے‘‘...... چیف نے اس سے پوچھا۔

''میں نے اسے جزیرے کے انتظامات کا جائزہ لینے بھیجا ہے چیف۔ ابھی تھوڑی دیر میں آ جائے گا''...... وجے نے جواب دیا۔

''اوکے۔ مجھے پتہ چلا تھا کہ شیتل نے دو ایجنٹوں کو جزیرے پر بھیجا ہے لیکن میں چونکہ جزیرے پر نہیں تھا اس لئے مجھے تم دونوں کا پتہ نہیں تھا۔ میری ابھی شیتل سے بات ہوئی تو اس نے تم دونوں کے نام بتائے ہیں''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ مادام شیتل کسی معاملے میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتی۔ وہ ہر اس جگہ پر فول پروف حفاظتی انتظامات چاہتی ہے جہاں اس کے خیال کے مطابق عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آنے کا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے چونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا مین ٹارگٹ سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے اس لئے مادام شیتل نے اس کے لئے خصوصی انتظامات کئے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھی اول تو کافرستان نہ پہنچ سکیں اور اگر وہ کسی طرح سے کافرستان پہنچ بھی جائیں تو انہیں بلیک لارک آنے کا کوئی موقع نہ دیا جائے''۔ وجے نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے اس بات کی اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کو ہیڈ کوارٹر کے بارے میں علم ہو چکا ہے کہ سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بلیک لارک پر ہے اور مجھے یہ بھی علم ہوا تھا کہ عمران اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ کافرستان جانے کے لئے پاکیشیا سے روانہ ہو چکا ہے لیکن وہ کافرستان کیسے پہنچے گا اور کون سے

ذرائع استعمال کرے گا اس کے بارے میں مجھے کچھ معلوم نہ ہو سکا تھا۔ میں نے پاکیشیا میں موجود اپنے فارن ایجنٹوں کو ایکٹیو کر رکھا ہے کہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو ٹریس کریں لیکن تاحال ان کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی ہے۔ صرف یہ پتہ چل سکا ہے کہ عمران اور اس کے چند ساتھی پاکیشیا سے نکل چکے ہیں۔ میں نے یہ بات شیتل کو بتا دی تھی اور اس سے کہا تھا کہ وہ تم سب کو بھی بتا دے اور بلیک لارک کی حفاظت کے لئے دو ایجنٹوں کو ہر صورت یہاں بھیج دے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... وجے نے کہا۔

''اسی لئے میں نے یہاں چیف کمانڈر کو احکامات دیئے تھے کہ شیتل یہاں جن دو ایجنٹوں کو بھیجے گی وہ جزیرے کے تمام سیکورٹی انتظامات ان کے سپرد کر دے اور اگر وہ ان انتظامات سے مطمئن نہ ہوں تو اپنی مرضی سے سیکورٹی انتظامات کر سکتے ہیں اس لئے مجھے امید ہے کہ چیف سیکورٹی انچارج منوج نے تم دونوں کے ساتھ یقیناً تعاون کیا ہوگا''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ منوج نے ہمارے ساتھ بھرپور انداز میں تعاون کیا ہے۔ اس نے ہمیں بلیک لارک پر پہلے سے موجود تمام حفاظتی انتظامات کے بارے میں بریفنگ دی تھی اور تمام علاقے کا سروے بھی کرایا تھا۔ اس کے انتظامات بہت اچھے ہیں لیکن چند مقامات پر ہمیں کچھ کمی محسوس ہوئی تھی جہاں سے عمران اور پاکیشیا

سیکرٹ سروس جزیرے پر داخل ہو سکتے تھے اس لئے ہم نے خصوصی طور پر ان علاقوں کی سیکورٹی کو بھی فول پروف بنا دیا ہے۔ اب میری اور شنکر کی نظروں میں جزیرہ ہر لحاظ سے اور ہر طرف سے محفوظ ہے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو جزیرے پر قدم رکھنے کا موقع بھی نہیں مل سکے گا''...... وجے نے کہا۔

''گڈ شو۔ کیا انتظامات ہیں تمہارے۔ مجھے تفصیل بتاؤ''۔ چیف نے کہا تو وجے اسے حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیل بتانے لگا جنہیں سن کر چیف کی آنکھوں میں وجے کی ذہانت کے لئے تحسین بھری چمک ابھر آئی۔

''ٹھیک ہے۔ تم نے اور شنکر نے واقعی فول پروف انتظامات کئے ہیں۔ میں مطمئن ہوں''...... چیف نے کہا۔

''شکریہ چیف''...... وجے نے کہا۔

''تمہارے ان اقدامات کو دیکھ کر مجھے یقین ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس تو کیا خلائی مخلوق بھی ہوئی تو وہ بھی جزیرے میں داخل نہیں ہو سکے گی''...... چیف نے مسکراتے ہوئے کہا تو وجے کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''یس چیف۔ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جتنا میں جانتا ہوں اس لحاظ سے وہ کسی طرح بھی خلائی مخلوق سے کم نہیں ہیں اس لئے میں نے اور شنکر نے ان کی سابقہ کارکردگی کو سامنے رکھ کر جزیرے کو محفوظ بنانے کے انتظامات کئے ہیں''۔

وجے نے کہا۔

''بہت اچھا کیا ہے۔ بہرحال اب اس جزیرے کی حفاظت کی ساری ذمہ داری تم دونوں پر ہے۔ اس لئے تم نے مزید کچھ کرنا ہے تو سیکورٹی انچارج منوج کو بتا دینا وہ اس وقت تک تمہارے انڈر کام کرے گا جب تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مسئلہ ختم نہیں ہو جاتا''...... چیف نے سنجیدگی سے کہا۔

''یس چیف''...... وجے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اب تم جا کر اپنا کام کرو۔ دارالحکومت میں شیتل بھی پوری قوت کے ساتھ ایکشن میں آ گئی ہے اور امید ہے جلد ہی وہ خوشخبری دے گی کہ عمران اور اس کے ساتھی کا قصہ پارینہ بن چکے ہیں''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے کافرستان کی زمین تنگ پڑ جائے گی اور انہیں بچ نکلنے کا بھی کوئی موقع نہیں ملے گا''...... وجے نے اٹھتے ہوئے کہا تو چیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وجے نے اسے سلام کیا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وجے کے باہر جاتے ہی چیف نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ ڈاکٹر رام پال بول رہا ہوں سپر لیبارٹری سے''۔ رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''گھنشام بول رہا ہوں۔ چیف آف کافرستان سپیشل ایجنسی''۔

چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر۔ حکم''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر رام پال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر مہندر سے بات کراؤ''...... چیف نے کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز''...... ڈاکٹر رام پال نے کہا اور رسیور میں چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''یس۔ ڈاکٹر مہندر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد رسیور میں ایک بوڑھے آدمی کی آواز سنائی دی۔

''چیف آف کافرستان سپیشل ایجنسی گھنشام بول رہا ہوں''۔ چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس مسٹر گھنشام۔ کیسے فون کیا''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر مہندر نے چیف کے کرخت لہجے کا کوئی نوٹس نہ لیتے ہوئے کہا مگر اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے چیف گھنشام کا کرخت انداز ناگوار گزر رہا ہو۔

''میں نے اس فائل کے بارے میں پوچھنا تھا جو میں نے آپ کو بھیجی تھی''...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''کس فائل کے بارے میں۔ ٹاپ زیرو میزائل کے فارمولے کی فائل''...... ڈاکٹر مہندر نے کہا۔

''ہاں''...... چیف نے کہا۔

''وہ کوڈز میں ہے۔ ابھی میں نے اسے ڈی کوڈ نہیں کیا ہے اور

ابھی میرے پاس اتنا وقت بھی نہیں ہے کہ میں آپ کی بھیجی ہوئی فائل کو ڈی کروں۔ جب وقت ملے گا تو میں آپ کو خود ہی فون کر دوں گا تب تک آپ انتظار کریں۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے ڈاکٹر مہندر نے سخت لہجے میں کہا۔ فون بند ہونے پر چیف کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس نے کان سے رسیور ہٹایا اور اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے وہ ابھی اس رسیور میں گھس جائے گا اور سپر لیبارٹری میں جا کر ڈاکٹر مہندر کی گردن دبوچ لے گا۔

''یہ ڈاکٹر مہندر آخر خود کو سمجھتا کیا ہے۔ جب بھی اس سے بات کرو اس کا غصہ ساتویں آسمان پر چڑھا رہتا ہے۔ سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتا''...... چیف نے غراتے ہوئے کہا۔ اس نے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ملانے لگا۔ ابھی آدھے نمبر ہی ملے تھے کہ اس نے رسیور رکھ دیا۔

''نہیں۔ فون پر پریذیڈنٹ صاحب میری نہیں سنیں گے۔ ان کی نظر میں ڈاکٹر مہندر کی اہمیت مجھ سے زیادہ ہے۔ مجھے پریذیڈنٹ ہاؤس جانا پڑے گا۔ میں انہیں جا کر بتاتا ہوں کہ ڈاکٹر مہندر کو کنٹرول کریں اور آسمان سے نیچے اتاریں۔ مجھے غصہ دکھانا اس کی صحت کے لئے اچھا نہیں ہو گا''...... چیف نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

''یس سر''...... رابطہ ملتے ہی اس کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''معلوم کرو پریذیڈنٹ صاحب ایوانِ صدر میں ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو ملٹری سیکرٹری سے کہو کہ وہ میرے لئے پریذیڈنٹ صاحب سے ملنے کا انتظام کرے۔ مجھے ان سے ایمرجنسی ملنا ہے آج ہی اور اگر ممکن ہو تو ابھی''...... چیف نے کہا۔

''یس سر''...... پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چیف نے انٹرکام کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔

سٹار کلب کافرستان کے دارالحکومت کا سب سے مشہور کلب تھا۔ یہاں زیادہ تر سیاحوں کی آمد و رفت رہتی تھی کیونکہ یہاں ہر وہ چیز آسانی سے اور کھلے عام دستیاب ہو جاتی تھی جس کی کافرستان میں ممانعت تھی۔ اس کلب کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ کلب ایک ریٹائرڈ کرنل کی ملکیت تھا اور کرنل ریٹائرڈ ہونے کے باوجود انتہائی با اثر تھا اس لئے وہاں ہونے والی تمام سرگرمیوں کی طرف سے پولیس آنکھیں بند رکھتی تھی۔

سٹار کلب کا مینجر وشواناتھ تھا۔ وہ کافرستان کا ایک بہت بڑا گینگسٹر تھا۔ اس کا گینگ ہر قسم کے زیر زمین دھندوں میں ملوث رہتا تھا۔ کافرستان میں یہ بات عام تھی کہ کافرستان میں ہونے والے ہر بڑے جرم کے پیچھے وشواناتھ کا کسی نہ کسی انداز میں ہاتھ ضرور ہوتا ہے۔

وشواناتھ اس وقت کلب کے نیچے تہہ خانوں میں بنے ہوئے

اپنے مخصوص آفس میں صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ لمبے قد اور بھاری
جسم کا آدمی تھا۔ اس کے چہرے پر زخموں کے مندمل شدہ نشانات
کے ساتھ ساتھ درشتی کے تاثرات بھی مستقل طور پر ثبت رہتے
تھے۔ وہ صوفے پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا
اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت غیر ملکی
لڑکی اندر داخل ہوئی۔ ان دونوں کو دیکھ کر وشواناتھ چونک پڑا۔

''ارے روہت تم یہاں''...... وشواناتھ نے نوجوان کو دیکھ کر
ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ نوجوان سپیشل ایجنسی
کے ٹاپ سیکشن کا ایجنٹ روہت تھا جو وشواناتھ کا دوست تھا اور
وشواناتھ نے ہی غیر ملکی لڑکی جو ایکریمین نژاد تھی اور جس کا نام اینی
تھا کو روہت سے ملوایا تھا اور روہت اس حسین لڑکی کے زلفوں کا
اسیر بن چکا تھا۔ روہت وشواناتھ کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا
اور وشواناتھ سے بھی روہت کی کوئی بات چھپی ہوئی نہیں تھی۔
دونوں دیرینہ دوست تھے اور ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہوئے ہر
بات آپس میں شیئر کرتے تھے۔

''ہاں۔ کیوں۔ میرے یہاں آنے پر تمہیں کوئی اعتراض
ہے''...... روہت نے کہا اور آگے بڑھ کر اطمینان بھرے انداز میں
صوفے پر بیٹھ گیا۔ لڑکی بھی اس کے قریب بیٹھ گئی۔

''نہیں۔ یہ آفس جتنا میرا ہے اس سے کہیں بڑھ کر تمہارا ہے۔
تم جب چاہو یہاں آ سکتے ہو۔ مجھے تو اس بات حیرت ہو رہی ہے

کہ تم اینی کے ساتھ ہال میں یا پھر کسی الگ کیبن میں بیٹھتے ہو۔
میں نے تو کئی بار تمہیں آفر کیا ہے کہ تم اسے لے کر یہاں آ جایا
کرو یا میں تہہ خانے میں تمہیں کوئی کمرہ خالی کرا دیتا ہوں لیکن تم
مانتے ہی نہیں''...... وشواناتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرے بارے میں تمہارے سوا کوئی نہیں جانتا اس لئے میں
چھپ کر بیٹھنا پسند نہیں کرتا لیکن اب حالات کچھ ایسے ہیں کہ میں
کسی کے سامنے نہیں آنا چاہتا اس لئے میں یہاں آ گیا ہوں''۔
روہت نے کہا۔

''میں کچھ سمجھا نہیں۔ حالات سے تمہاری کیا مراد ہے''۔
وشواناتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بعد میں سمجھاؤں گا۔ فی الحال تم میرے لئے اور اینی کے لئے
رم منگواؤ۔ ہم دونوں تمہارے ساتھ یہاں بیٹھ کر انجوائے کریں
گے''...... روہت نے کہا۔

''اوکے۔ ابھی منگواتا ہوں''...... وشواناتھ نے کہا اور پھر وہ اٹھ
کر میز کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ میز کے قریب جا کر اس نے
انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی
آواز سنائی دی۔

''میرے آفس میں بگ سائز رم کی بوتل بھجواؤ۔ تین گلاس اور
کچھ کھانے کے لئے بھی''...... وشواناتھ نے تحکم بھرے لہجے میں

کہا۔

''یس باس''...... پرسنل سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور وشواناتھ نے بٹن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ وہ واپس مڑا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا واپس آ کر اسی صوفے پر بیٹھ گیا جہاں پہلے بیٹھا ہوا تھا۔

''کچھ بتاؤ تو سہی۔ اس راز داری کا آخر مطلب کیا ہے''۔ وشواناتھ نے روہت کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس حرافہ کا حکم ہے اور کیا کہوں''...... روہت نے منہ بنا کر کہا۔

''حرافہ۔ حکم۔ میں سمجھا نہیں''...... وشواناتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف نے وقتی طور پر ٹاپ سیون کے سارے سیکشن ختم کر دیئے ہیں ان کی جگہ ایک نیا سیکشن بنایا گیا ہے جسے ٹاپ سیکشن کہا جاتا ہے اور اس ٹاپ سیکشن میں تمام ایجنٹوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ چیف نے شیتل کو اس سیکشن کا انچارج بنا دیا ہے اور تم جانتے ہو کہ میں اس سے کس قدر نفرت کرتا ہوں۔ وہ جب بھی بولتی ہے کفن پھاڑ کر بولتی ہے اور دوسروں کو خاص طور پر مجھے حقیر سمجھتی ہے۔ اب چیف کے حکم کے تحت وہ ٹاپ سیکشن کی لیڈر ہے اور اسی نے حکم دیا ہے کہ ہم میں سے کوئی اسے بتائے بغیر کہیں نہیں جائے گا اور خاص طور پر ضرورت کے تحت اگر ہمیں کسی پبلک مقام پر جانا

بھی پڑے تو ہم سپیشل میک اپ کریں گے اور ہر صورت اپنی پہچان چھپا کر رکھیں گے''...... روہت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ایسا کیا ہوا ہے جو چیف نے تمام سیکشن ختم کر کے ٹاپ سیون کو ایک سیکشن میں اکٹھا کر دیا ہے اور تم سب کو شیتل کے انڈر کر دیا ہے''...... وشواناتھ نے اسی طرح سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چھوڑو ان باتوں کو مجھے اس کے نام سے بھی نفرت ہے اور تم مجھے بار بار اس کا ذکر کرنے پر مجبور کر رہے ہو۔ بس چند دنوں کی بات ہے۔ جلد ہی چیف یہ ٹاپ سیکشن ختم کر دے گا اور پھر میں واپس اپنے سیکشن کا انچارج بن کر اسی طرح سے راج کروں گا جیسے کرتا آیا ہوں''...... روہت نے جواب دیا تو وشواناتھ اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک ویٹر نے انہیں رم کی بوتل اور تین گلاس لا کر سرو کی اور وہ تینوں رم پینے اور خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔ پھر کچھ دیر کے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو وشواناتھ اٹھا اور میز کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... وشواناتھ نے گرجدار لہجے میں کہا۔

''کمی بول رہی ہو باس''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''بولو''...... وشواناتھ نے اسی انداز میں کہا۔

''دو ایکریمین آئے ہیں باس''...... پرسنل سیکرٹری کمی نے کہا۔

''ایکریمین۔ کون ایکریمین''...... وشواناتھ نے کہا۔

''ان میں ایک کا نام ہیگرڈ ہے اور دوسرے کا رچرڈ۔ حوالے کے طور پر انہوں نے لارڈ برٹلی کا نام لیا ہے''...... کمی نے جواب دیا تو وشواناتھ چونک پڑا۔

''اوہ۔ میری کسی سے بات کراؤ''...... وشواناتھ نے چونک کر کہا۔

''باس سے بات کریں''...... کمی کی آواز سنائی دی۔

''لیس مسٹر وشواناتھ۔ میرا نام رچرڈ ہے اور حوالے کے لئے لارڈ برٹلی کا نام کافی ہے''...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''لارڈ برٹلی کا کوڈ بتاؤ''...... وشواناتھ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''لارڈ برٹلی کا کوڈ لارڈ برٹلی ہی ہے''...... رچرڈ نے کہا تو وشواناتھ کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''کمی۔ انہیں میرے آفس میں پہنچا دو۔ فوراً''...... وشواناتھ نے کہا اور انٹرکام بند کر دیا۔

''روہت۔ ایکریمیا سے میرے دو مہمان آئے ہیں۔ کہو تو میں ان سے یہیں بات کرلوں یا کسی اور جگہ چلا جاؤں''...... وشواناتھ نے مڑ کر روہت سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ تم ڈیل کرو انہیں۔ ہم تمہارے کسی معاملے

میں دخل نہیں دیں گے اور اگر کوئی خاص ڈیل ہے تو میں اپنی کے ساتھ کسی دوسرے روم میں چلا جاتا ہوں''...... روہت نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں میرے دھندے کون سے تم سے چھپے ہوئے ہیں جو میں تم سے چھپ کر ڈیل کروں''...... وشواناتھ نے ہنس کر کہا اور پھر وہ گھوم کر میز کی دوسری طرف آیا اور اپنی کرسی پر بڑے بارعب انداز میں بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دو لمبے تڑنگے اور انتہائی مضبوط جسامت کے مالک نوجوان اندر داخل ہوئے۔ ان کے چہروں پر زخموں کے پرانے نشان تھے جیسے ان کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں گزری ہو۔ دونوں کے چہروں پر سختی اور کرختگی ثبت تھی۔

دونوں اندر داخل ہو کر رکے۔ ایک لمحے کے لئے انہوں نے سائیڈ میں بیٹھے ہوئے روہت اور ایکریمین گرل کو دیکھا پھر وہ سامنے میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے وشواناتھ کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔

''میرا نام رچرڈ ہے''...... ایک نوجوان نے وشواناتھ کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد اور کرخت لہجے میں کہا۔

''اور میں ہیگرڈ ہوں''...... دوسرے نوجوان نے بھی اسی انداز میں کہا تو وشواناتھ فوراً کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں وشواناتھ ہوں۔ سٹار کلب کا جنرل مینجر''...... وشواناتھ نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے پرجوش لہجے میں کہا لیکن ان

دونوں میں سے کسی نے اس سے ہاتھ نہ ملایا اور جس نے اپنا نام رچرڈ بتایا تھا وہ بغیر پوچھے میز کے سامنے رکھی ہوئی ایک کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ ہیگرڈ سائیڈ میں یوں کھڑا ہو گیا جیسے وہ رچرڈ کا باڈی گارڈ ہو۔ مصافحہ نہ کرنے پر وشواناتھ کھسیانے انداز میں ہنستا ہوا واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ دونوں کون ہیں اور تمہارے آفس میں کیا کر رہے ہیں''...... رچرڈ نے وشواناتھ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یہ میرے دوست ہیں۔ آپ ان کی فکر نہ کریں مسٹر رچرڈ۔ یہ ہمارے کسی معاملے میں مخل نہیں ہوں گے۔ آپ یہی سمجھیں کہ یہاں میرے اور آپ دونوں کے علاوہ کوئی نہیں ہے''۔ وشواناتھ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ روہت اور اس کی گرل فرینڈ بدستور اپنی خوش گپیوں میں مصروف تھے اور رم پی رہے تھے ان کا انداز ایسا تھا جیسے واقعی وہ اس بات سے لاعلم ہوں کہ ان کے علاوہ کوئی اور بھی کمرے میں موجود ہے۔

''ہیگرڈ''...... رچرڈ نے وشواناتھ کی بات کا جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھی سے کہا۔

''یس باس''...... ہیگرڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا ہم ٹھیک جگہ پہنچے ہیں اور کیا یہی وہ آدمی ہے جس سے ہم نے ملنا تھا''...... رچرڈ نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ بالکل یہی وہ آدمی ہے''...... ہیگرڈ نے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ دونوں آپس میں کیا باتیں کر رہے ہیں''...... وشواناتھ نے ان کی طرف حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم مریخ سے آئے ہیں اور ہماری زبان صرف مریخ پر رہنے والے ہی سمجھتے ہیں۔ ہیگرڈ اپنا کام شروع کرو''...... رچرڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وشواناتھ کچھ سمجھتا ہیگرڈ تیزی سے پیچھے ہٹا اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ روہت کے ساتھ بیٹھی ہوئی ایکریمین لڑکی کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور وہ صوفے سے اچھل کر نیچے گری اور چند لمحے تڑپ کر ہلاک ہو گئی۔

لڑکی کو اس طرح ہلاک ہوتے دیکھ کر روہت جیسے گنگ اور ساکت ہو کر رہ گیا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نیچے گری ہوئی لڑکی کی لاش دیکھنے لگا جبکہ فائرنگ کی آواز اور لڑکی کی چیخ سن کر وشواناتھ بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر یکلخت ہوائیاں سی اُڑنے لگیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا اسی لمحے کمرے میں ایک بار پھر تڑتڑاہٹ ہوئی اور وشواناتھ چیختا ہوا اپنی کرسی پر گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔ اس کا جسم بھی گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا اور اس پر رچرڈ نے فائرنگ کی تھی اس نے اچانک جیب سے مشین پسٹل نکال لیا تھا۔ وشواناتھ کے ہلاک ہوتے ہی رچرڈ اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا روہت کی طرف بڑھا اور پھر وہ اطمینان بھرے انداز میں

روہت کے سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''یہ بے چاری مر چکی ہے روہت۔ اس طرح اس کی لاش دیکھتے رہو گے تو یہ زندہ نہیں ہو جائے گی''...... رچرڈ نے اطمینان بھرے انداز میں روہت کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو روہت کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف گیا لیکن دوسرے لمحے اس کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا کیونکہ ہیگرڈ نے یکلخت اس پر فائرنگ کی تھی اور کئی گولیاں اس کے سر کے قریب سے گزر گئی تھیں۔

''کوئی حرکت مت کرو روہت ورنہ اس لاش کے ساتھ تمہاری لاش بھی پڑی ہو گی''...... رچرڈ نے غرا کر کہا۔

''کک کک۔ کون ہو تم اور یہ۔ یہ۔ یہ تم نے کیا کیا ہے'' روہت نے حیرت، غصے اور نفرت سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ملک الموت کے سوا ہم اور کون ہو سکتے ہیں۔ دیکھ نہیں رہے۔ تمہاری محبوبہ کی لاش میرے ساتھی نے گرائی اور تمہارے دوست وشواناتھ کو میں نے ہلاک کیا ہے''...... رچرڈ نے کہا۔

''تم تو وشواناتھ سے کوئی ڈیل کرنے آئے تھے۔ پھر یہ سب کیوں''...... روہت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور اس کی آنکھوں میں چنگاریاں سی بھر گئی تھیں اور اس کا جسم یوں اکڑا ہوا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو اور وہ ان پر حملہ کر کے ان دونوں کی بوٹیاں اُڑا کر رکھ دے۔

''خود پر کنٹرول رکھو اور بیٹھ جاؤ۔ ہم آرام سے بات کرتے ہیں''...... رچرڈ نے کہا۔

''نہیں۔ تم بتاؤ۔ کون ہو تم اور تم نے وشواناتھ اور اپنی کو کیوں ہلاک کیا ہے۔ بولو''...... روہت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کہہ رہا ہوں نا بیٹھ جاؤ''...... رچرڈ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کا سرد لہجہ اس قدر خوفناک تھا کہ روہت نہ چاہتے ہوئے بھی بیٹھ گیا لیکن اس کے چہرے پر غصہ، نفرت اور پریشانی بدستور عیاں تھی۔ وہ بار بار غیر ملکی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہ آ رہا ہو کہ جو لڑکی چند لمحے قبل اس سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی وہ سچ مچ خون میں لت پت ہو کر لاش میں تبدیل ہو گئی ہو۔

''گڈ''...... رچرڈ نے کہا۔

''اب بتاؤ''...... روہت نے کہا۔

''کیا بتاؤں''...... رچرڈ نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا۔

''کون ہو تم اور تم نے یہ سب کیوں کیا ہے''...... روہت نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم یہاں وشواناتھ سے ملنے نہیں آئے تھے اور نہ ہی ہم نے اس سے کوئی ڈیل کرنی تھی''...... رچرڈ نے کہا۔

''تو پھر کیوں آئے تھے تم یہاں''...... روہت نے اسی انداز میں کہا۔

''تم سے ملنے''...... رچرڈ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو روہت بے اختیار چونک پڑا۔

''مجھ سے۔ کیا مطلب''...... روہت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا نام روہت ہے اور تمہارا تعلق سپیشل ایجنسی سے ہے جس کے ٹاپ سیکشن کے تم ٹاپ ایجنٹ ہو''...... رچرڈ نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو روہت ایک بار پھر اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون ایجنٹ کون سا ٹاپ سیکشن''...... روہت نے چیختے ہوئے کہا۔

''آخری بار کہہ رہا ہوں سکون سے بیٹھ جاؤ۔ ورنہ......'' رچرڈ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو روہت اس کا لہجہ سن کر کانپ اٹھا۔ وہ چند لمحے اسے غور سے دیکھتا رہا اور پھر رچرڈ کے چہرے پر چھائی ہوئی درندگی دیکھ کر وہ جھاگ کی طرح بیٹھتا چلا گیا۔

''تمہیں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا نام روہت ضرور ہے لیکن میں وہ نہیں ہوں جس کی تم بات کر رہے ہو''...... روہت نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''تمہارے بارے میں ہمارے پاس مکمل معلومات ہیں روہت تم روزانہ چھ بجے اس کلب میں اس لڑکی سے ملنے آتے ہو۔ تمہاری مادام شیتل نے تم پر پابندی بھی لگائی تھی کہ جب تک تم ٹاپ سیکشن میں ہو اسے بتائے بغیر اور اس کی اجازت کے بغیر کہیں

نہیں جاؤ گے۔ لیکن تم اس سے چھپ کر میک اپ کر کے اس لڑکی سے ملنے آتے رہے۔ پہلے تم اس لڑکی کے ساتھ عام انداز میں کلب کے ہال یا پھر کسی کیبن میں ملتے تھے۔ تمہارے بارے میں مادام شیتل کو علم نہ ہو اس لئے آج تم اسے لے کر اپنے دوست وشوانا تھ کے آفس میں آ گئے۔

ہم ہر صورت تم تک پہنچنا چاہتے تھے۔ وشوانا تھ کے آفس تک پہنچنے کے لئے ہمیں لاشیں گرانی پڑتیں اور لاشیں گرنے کا سن کر تم وشوانا تھ کے آفس کے خفیہ راستے سے نکل کر فرار ہو سکتے تھے اس لئے ہم نے وشوانا تھ کی پرسنل سیکرٹری کی کو بھاری معاوضہ دے کر ان افراد کے بارے میں معلومات حاصل کیں جن سے وشوانا تھ کی آج ملاقات طے تھی۔ ہمیں ایکریمین لارڈ برٹلی سینڈیکیٹ کے ان دو افراد کے بارے میں پتہ چلا جو ایکریمیا سے لارڈ برٹلی کی طرف سے ایک ڈیل کرنے یہاں آئے ہوئے تھے اور ان کی وشوانا تھ سے ملاقات طے شدہ تھی۔ چنانچہ سیکرٹری سے ہم نے ان دونوں کا پتہ لیا۔ دونوں کلب کے قریب ایک ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ ہم نے جا کر انہیں قابو کیا اور پھر ان سے ساری معلومات لے کر یہاں پہنچ گئے۔ اس طرح ہمیں آسانی سے یہاں پہنچا دیا گیا۔ ہمارا کام چونکہ تم تک پہنچنا تھا اس لئے ہم نے وشوانا تھ کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور تمہاری محبوبہ انی کو بھی۔ اب صرف تم زندہ ہو۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو ہم تمہیں زندہ چھوڑ دیں گے

ورنہ......'' رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''لیکن تم ہو کون اور تم نے یہ سب مجھ تک پہنچنے کے لئے کیوں کیا ہے''...... روہت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے ہاتھوں میں طوطے ہیں''...... رچرڈ نے پوچھا تو روہت چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''طوطے۔ کیا مطلب''...... روہت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے اسے رچرڈ کی بات سمجھ نہ آئی ہو۔

''میں تمہیں اپنا نام بتانا چاہتا ہوں اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر تم نے طوطے پکڑے ہوئے ہیں تو انہیں مضبوطی سے پکڑ لو کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا نام سنتے ہی تمہارے ہاتھ پاؤں پھول جائیں اور تمہارے پالے ہوئے طوطے اُڑ جائیں''...... رچرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا تو روہت حیرت سے اس کی شکل دیکھتا رہ گیا۔

''کیا مطلب۔ تمہارے نام میں ایسا کیا ہے جسے سن کر میرے ہاتھوں کے طوطے اُڑ جائیں گے''...... روہت نے واقعی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ عام سا نام ہے میرا لیکن میں اچانک جس طرح تمہارے سامنے آ بیٹھا ہوں۔ اسے کباب میں ہڈی بننا کہتے ہیں اور میں نے کباب میں ہڈی بننے کی بجائے تمہارا کباب ہی تم سے چھین لیا ہے بلکہ اسے بھون دیا ہے تو پھر مجھ میں نہ سہی میرے نام میں کوئی تو خاص بات ہو گی کہ تمہارے طوطے اُڑا سکوں اور وہ

پکڑے بھی نہ جا سکیں''...... رچرڈ نے اسی طرح سے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ بتاؤ۔ اپنا نام بتاؤ''...... روہت نے غرا کر کہا۔

''تو پھر دل تھام کر بلکہ اپنی محبوبہ کی لاش کا ہاتھ تھام کر سنو۔ مجھ حقیر پر تقصیر کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی اور آکسن کہتے ہیں۔ یہ آکسن سے پہلے میں نے جان بوجھ کر اور لگایا ہے اس لئے برا نہ منا لینا''...... رچرڈ نے بدلے ہوئے لہجے لیکن مقامی زبان میں کہا تو روہت اس بری طرح سے اچھلا کہ بمشکل صوفے سے گرتے گرتے بچا۔

''تت۔ تت۔ تم علی عمران۔ وہی علی عمران جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے''...... روہت نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے ہکلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ارے واہ۔ میں نے تو تمہیں صرف اپنا نام بتایا ہے اور تم نے تو میرا پورا بائیو ڈیٹا ہی بتا دیا۔ اسے کہتے ہیں نالج۔ ونڈر فل''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روہت غصے اور بے چارگی کے عالم میں پہلو بدل کر رہ گیا۔ عمران کا نام سن کر اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔ اس کے چہرے پر حیرت اور غصے کے ساتھ ساتھ انتہائی بے چینی دکھائی دینے لگی تھی۔

''ہونہہ۔ تم یہاں کیسے آئے۔ میرے بارے میں کیسے جانتے ہو''...... روہت نے خود کو سنبھال کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''پہاڑ کھودو تو خزانہ ملے نہ ملے چوہا ضرور نکل آتا ہے۔ بس ایسا ہی سمجھ لو کہ کھودا پہاڑ تو چوہے کی جگہ تم نکل آئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روہت غرا کر رہ گیا۔

''مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... روہت نے کہا۔

''تمہارے پاس ایک ہی دل تھا جو تم نے اس غیر ملکی حسینہ کو دے دیا تھا اور یہ بے چاری تمہارے دل سمیت مردہ ہو چکی ہے اس لئے ظاہر ہے میں تم سے تمہارا دل تو مانگوں گا نہیں۔ میں بس یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ بتا دو۔ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر بلیک لارک میں ہے لیکن بلیک لارک کافی بڑا جزیرہ ہے۔ میں اور میرے ساتھی اس جزیرے پر بھٹکنا نہیں چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم خاموشی سے اپنا کام کر کے واپس چلے جائیں''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم مجھ سے سپیشل ایجنسی کا پتہ معلوم کرنا چاہتے ہو''۔ روہت نے کہا۔

''میرا خیال ہے میں نے یہی کہا ہے کیوں برادر''...... عمران نے ہیگرڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو ناٹران تھا۔

''یس باس''...... ناٹران نے مسکرا کر کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے تم پوچھو گے اور میں تمہیں بتا دوں گا''۔ روہت نے غرا کر کہا۔

''اپنی محبوبہ کی لاش پیروں میں رکھ کر بھی نہیں بتاؤ گے تو مجھے

واقعی حیرت ہو گی''...... عمران نے اسی طرح سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ بھول جاؤ۔ میں تمہیں کچھ نہیں بتاؤں گا۔ تم نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کی ہے عمران۔ ٹاپ سیکشن کے سات ایجنٹ ہیں اور سب انتہائی تربیت یافتہ اور انتہائی طاقتور ہیں اور ہم نے یہاں تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے ہر طرف موت کے جال پھیلا رکھے ہیں۔ تم مجھ تک تو پہنچ گئے ہو یہ تمہاری خوش قسمتی ہے لیکن یاد رکھو۔ تم میرے باقی ساتھیوں تک نہیں پہنچ سکو گے بلکہ میرے ساتھی بہت جلد تمہاری شہ رگ تک پہنچ جائیں گے اور پھر تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا کیا انجام ہو گا اس کا تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ تم بلیک لارک جانے کا خیال اپنے دل سے نکال دو۔ سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تو کیا تم بلیک لارک پر بھی قدم نہیں رکھ سکو گے''...... روہت نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''چلو یہی بتا دو کہ مادام شیتل کہاں ہے۔ میرا مطلب ہے کہ ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کا ہی پتہ بتا دو۔ مادام شیتل مجھے پسند ہے میں اس سے اپنے لئے اپنا رشتہ ہی مانگ لوں گا کم از کم مجھے کنوارہ رہنے سے تو نجات مل جائے گی''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... روہت نے منہ بنا کر کہا۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور وہ چیختا ہوا صوفے سے نیچے گرا۔ عمران نے

یکلخت اس کی ٹانگوں پر فائرنگ کر دی تھی۔

''اٹھو۔ فوراً اٹھ کر واپس صوفے پر بیٹھ جاؤ''...... عمران نے غرا کر کہا اور ایک بار پھر اس کے سر کے پاس فائرنگ کی۔ گولیاں روہت کے سر کے بالوں کو چھوتی ہوئیں صوفے میں دھنس گئیں۔ روہت نے عمران کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھا اور تکلیف سے کراہتے ہوئے اٹھ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔

''تت تت۔ تم تم یہ سب اچھا نہیں کر رہے''...... روہت نے تکلیف بھرے لہجے میں کہا۔

''تم خود ہی مجھے یہ سب کرنے پر مجبور کر رہے ہو۔ بولو کہاں ہے ٹاپ سیکشن کا ہیڈ کوارٹر''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں نہیں جانتا''...... روہت نے کراہتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ایک اور فائر ہوا اور اس بار روہت نے چیختے ہوئے اپنے دائیں کان پر ہاتھ رکھ لیا۔ عمران نے اس بار اس کے کان کی لو اُڑا دی تھی۔

''بولو''...... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

''رکو۔ رکو۔ بتاتا ہوں۔ فائر نہ کرنا''...... روہت نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے اچانک عمران اور ناٹران کے ہاتھوں میں مشن پسٹلز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یکلخت عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران اس کے لئے پہلے ہی تیار تھا۔ وہ فوراً صوفے سے اٹھ کر سائیڈ پر ہو گیا اور روہت ٹھیک اس جگہ گرا جہاں ایک لمحہ قبل

عمران تھا۔ وہ منہ کے بل صوفے پر آیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ سیدھا ہوتا عمران تیزی سے گھوما اور پھر اس نے پوری قوت سے روہت کے پہلو پر ٹانگ مار دی۔ روہت کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ رول ہوتا ہوا سائیڈ پر فرش پر گرا۔ وہ منہ کے بل ہی گرا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے روہت کی گردن پر پیر رکھ دیا۔ ساتھ ہی اس نے جوتے کی نوک گردن پر مخصوص انداز میں موڑی تو روہت کی گردن کی ایک مخصوص رگ بھی دبتی چلی گئی اور روہت اس بری طرح سے چیختے ہوئے ہاتھ پاؤں پٹخنے لگا جیسے اسے کند چھری سے ذبح کیا جا رہا ہو۔

''جلدی بتاؤ روہت۔ ورنہ یہ اذیت تمہیں موت سے بھی زیادہ بڑے عذاب میں مبتلا کر سکتی ہے''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''رکو۔ فار گاڈ سیک رکو۔ میں بتاتا ہوں۔ رک۔ رکو''۔ روہت نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو عمران نے پاؤں کا دباؤ قدرے کم کر لیا۔ جیسے ہی عمران نے اس کی گردن پر دباؤ کم کیا اسی لمحے روہت نے منہ چلایا۔ اس کے حلق سے یکلخت چیخ نکلی وہ تڑپا اور پھر ساکت ہوتا چلا گیا۔ عمران اور ناٹران دیکھتے رہ گئے اور روہت ساکت ہو گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ اس نے تو شاید دانتوں میں چھپایا ہوا زہریلا

کیپسول چبا لیا ہے“...... ناٹران نے بوکھلا کر کہا۔

”ہاں“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور روہت کی لاش کی گردن سے پیر ہٹا لیا۔ ناٹران تیزی سے روہت پر جھپٹا اور اس کی سانس اور نبض چیک کرنے لگا۔

”یہ ہلاک ہو چکا ہے“...... ناٹران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”بزدل انسان تھا۔ تھوڑی سی تکلیف بھی برداشت نہ کر سکا اور مقابلہ کرنے کی بجائے اپنی جان دے دی“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ کو تو امید تھی کہ آپ اس کا منہ کھلوا لیں گے اور اس سے ٹاپ سیکشن کا پتہ چل جائے گا“...... ناٹران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مجھے اس بات کا گمان نہیں تھا کہ اس نے دانتوں میں زہریلا کیپسول چھپایا ہوا ہو گا۔ خیر ابھی ایک مہرہ باقی ہے۔ اس کی طرف چلتے ہیں۔ پہلے ہم اسے بے ہوش کریں گے اور پھر سب سے پہلے اس کا منہ کھول کر یہ چیک کریں گے کہ اس کے دانت پورے ہیں یا نہیں“...... عمران نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں اس کی تلاشی لیتا ہوں۔ شاید کوئی کام کی چیز مل جائے“۔ ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناٹران جھکا اور روہت کی تلاشی لینے لگا۔ روہت کے پاس ایک مشین پسٹل تھا۔

اس کا والٹ اور ایک جدید ساخت کا سیل فون جسے جدید اور لانگ ٹرانسمیٹر کے طور پر بھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔ والٹ میں چند کارڈز اور مقامی کرنسی کے سوا کچھ نہیں تھا۔

”اسے سیدھا کر کے لٹاؤ“...... عمران نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا کر روہت کی لاش سیدھی لٹا دی۔ عمران غور سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”کیا دیکھ رہے ہیں“...... ناٹران نے پوچھا۔

”یہ کہ اس کا قد کاٹھ تم سے یا تمہارے کس آدمی سے ملتا جلتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”قد کاٹھ“...... ناٹران نے کہا۔

”ہاں۔ اگر اس کی لاش غائب کر دی جائے تو اس کی جگہ کوئی بھی ٹاپ سیکشن کا ٹاپ ایجنٹ بن سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”میرا تو کوئی آدمی اس قد کاٹھ کا نہیں ہے“...... ناٹران نے کہا۔

”میرے خیال میں ہے“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”کون۔ اوہ آپ ریحان کی بات تو نہیں کر رہے“...... ناٹران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ اس کا قد کاٹھ اس سے کافی ملتا جلتا ہے۔ اگر ریحان پر اس کا میک اپ کر دیا جائے تو کام ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم بتا رہے تھے کہ اس آفس میں کوئی خفیہ راستہ ہے جہاں سے وشواناتھ آتا جاتا ہے اور کسی کو اس وقت تک علم نہیں ہوتا جب تک خود وشواناتھ نہ بتا دے کہ وہ آفس میں آیا ہے یا نہیں''۔ عمران نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

''جی ہاں۔ میں نے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے اس عمارت کا اصل نقشہ حاصل کر لیا تھا۔ سارا نقشہ میرے ذہن میں ہے۔ اس نقشے کے مطابق ایک سرنگ ہے جو اسی تہہ خانے میں موجود ہے اور یہاں سے کچھ دور موجود ایک رہائش گاہ میں نکلتی ہے اور وہ رہائش گاہ اسی وشواناتھ کے زیر استعمال ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''تو چلو۔ اس کی لاش اٹھاؤ اور یہاں سے نکل چلو''...... عمران نے کہا۔

''نقشے کے مطابق سرنگ اس بڑی الماری کے پیچھے ہونی چاہئے۔ میں اس الماری کو ہٹاتا ہوں بس ہمیں سرنگ کا دہانہ کھولنے کی کل ڈھونڈنی ہے پھر کوئی مسئلہ نہیں''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ناٹران سائیڈ دیوار کے پاس پڑی ہوئی الماری کی طرف بڑھا اور پھر وہ الماری کو کھول کر اندر باہر سے چیک کرنے لگا۔ عمران آگے بڑھا اور وشواناتھ کے آفس کی تلاشی لینا شروع ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر میں ناٹران نے الماری کے اندر ایک بٹن تلاش کر لیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی الماری اپنی جگہ سے ہٹی اور

پیچھے دیوار میں ایک راستہ نظر آنے لگا۔

''راستہ مل گیا ہے عمران صاحب''...... ناٹران نے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ تم باہر جا کر پارکنگ سے کار لے کر پچھلے راستے پر آؤ۔ میں تلاشی لینے کے بعد روہت کی لاش لے کر آتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ خفیہ راستے سے نکل گیا۔ عمران کچھ دیر تلاشی لیتا رہا پھر جب اسے کوئی کام کی چیز نہ ملی تو اس نے طویل سانس لیا اور آگے بڑھ کر روہت کی لاش اٹھائی اور اسے لے کر اسی خفیہ راستے کی طرف بڑھ گیا جو ناٹران اس کے لئے کھلا چھوڑ گیا تھا۔

خفیہ راستے سے وہ ایک چھوٹی سی رہائش گاہ میں پہنچا جو خالی پڑی ہوئی تھی۔ رہائش گاہ کا گیٹ کھلا ہوا تھا اور گیٹ کے پاس ناٹران کار لئے موجود تھا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا کار کی طرف بڑھا تو ناٹران نے اس کے لئے کار کی ڈگی کھول دی۔ عمران نے روہت کی لاش کار کی ڈگی میں ڈالی اور پھر ڈگی بند کر کے وہ آ کر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر اسے غور سے دیکھا اور پھر اثبات میں سر ہلا کر نیچے پھینک دیا۔

''یہ کیا تھا''...... ناٹران نے پوچھا۔

''ٹاپ سیکشن کے لئے ایک کلیو''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''کلیو۔ کیا مطلب''...... ناٹران نے چونک کر کہا۔

''تاکہ انہیں پتہ چل سکے کہ ہم روہت کو کہاں لے گئے ہیں''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ سمجھا۔ کہاں کا پتہ دیا ہے آپ نے ان کو''...... ناٹران نے کہا۔

''سٹون کلب''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو کنگ کا کلب ہے۔ بڑا خطرناک آدمی ہے۔ اس تک پہنچنا آسان نہیں ہوگا''...... ناٹران نے کہا۔

''یہی میں چاہتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ مادام شیتل اپنے ایک آدھ ایجنٹ کو اس طرف الجھا دے''...... عمران نے کہا تو ناٹران عمران کی بات سن کر مسکرا دیا۔ عمران ان ایجنٹوں کو بھٹکانے کی کوشش کر رہا تھا تاکہ ٹاپ سیکشن یہاں الجھا رہے اور اس کے باقی ساتھیوں کو کافرستان پہنچنے کے راستے مل جائیں۔

''کیا اس کی لاش لے کر اپنے ٹھکانے پر چلیں''...... ناٹران نے پوچھا۔

''نہیں۔ روکسی ہوٹل چلو۔ میں وکرم کو قابو کرنا چاہتا ہوں''۔ عمران نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا کر کار آگے بڑھا دی۔ بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ روکسی ہوٹل کے سامنے تھے۔ روکسی ہوٹل زیادہ بڑا نہ تھا لیکن اس کی عمارت کی ڈیزائننگ خوبصورت تھی اور اس ہوٹل کا رکھ رکھاؤ کسی تھری یا فور سٹارز سے کم نہ تھا۔ عمران کے کہنے پر ناٹران نے کار ہوٹل کے سامنے سڑک پر

روک دی۔

''کیوں کار پارکنگ میں نہ لے جاؤں''...... ناٹران نے پوچھا۔

''نہیں۔ کار میں ایک لاش ہے۔ تم یہیں رکو۔ میں اکیلا ہی وکرم کو دیکھتا ہوں۔ اگر کوئی مسئلہ ہوا تو میں تمہیں کال کر کے بلا لوں گا''...... عمران نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ادھر ادھر دیکھا پھر سڑک کراس کر کے دوسری طرف آیا اور ہوٹل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ہوٹل کے مین گیٹ سے اندر داخل ہو کر وہ کاؤنٹر کی طرف جانے کی بجائے سیدھا اس طرف بڑھتا چلا گیا جس طرف لفٹیں لگی ہوئی تھیں۔ وہ لفٹ میں جانے کی بجائے سائیڈ میں بنی ہوئی سیڑھیوں کی طرف آیا اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا سیکنڈ فلور پر آ گیا۔ سامنے راہداری تھی جہاں دونوں سائیڈوں پر کمرے تھے۔ عمران کمروں کے دروازوں پر لگے نمبر دیکھتا ہوا آگے بڑھا اور پھر کمرہ نمبر بارہ کے سامنے آ کر رک گیا۔ راہداری خالی تھی۔ عمران نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک ٹیوب نکال کر اس کا ڈھکن ہٹایا۔ ٹیوب کے سرے پر نوزل سی بنی ہوئی تھی۔ عمران نے نوزل دروازے کے لاک میں ڈالی اور ٹیوب کو پیچھے سے پریس کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنا سانس روک رکھا تھا۔

کچھ دیر بعد اس نے ٹیوب لاک کے ہول سے ہٹائی اور پھر اس نے اس ٹیوب کا ڈھکن بند کر کے اسے جیب میں رکھ لیا۔ ٹیوب جیب میں رکھ کر وہ مڑا اور پھر ادھر ادھر ٹہلنا شروع ہو گیا۔ اس نے پانچ منٹ انتظار کیا اور ایک بار پھر دروازے کے پاس آ گیا۔ اس نے ہینڈل گھمایا لیکن دروازہ اندر سے لاکڈ تھا۔ عمران نے جیب سے ایک مڑا تڑا تار نکالا اور پھر اس نے تار کا سرا لاک کے ہول میں ڈال دیا۔

چند لمحے وہ تار مخصوص انداز میں ہلاتا رہا پھر کٹک کی آواز سن کر اس نے تار ہول سے نکالی اور جیب میں ڈال لی۔ اس نے ہینڈل گھمایا تو اس بار دروازہ آسانی سے کھل گیا۔ عمران نے ٹیوب سے کمرے کے اندر جو گیس پھیلائی تھی اس کا اثر زیادہ سے زیادہ ایک سے دو منٹ تک رہتا تھا اور عمران نے پانچ منٹ باہر گزارے تھے۔ دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا اور اس نے پیچھے دروازہ بند کر کے اسے اندر سے ایک بار پھر لاک لگا دیا۔

سامنے چھوٹی سی راہداری تھی وہ آگے بڑھا۔ سامنے ایک ہال تھا جو سٹنگ روم کے طرز پر سجا ہوا تھا۔ اس سے آگے ایک کمرہ تھا جس کا دروازہ بند تھا۔ ہال اور سائیڈوں میں کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عمران اطمینان سے آگے بڑھا اور پھر وہ کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے دروازے کے ہینڈل پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔

عمران نے اندر جھانکا تو اسے سامنے ایک بیڈ دکھائی دیا۔ بیڈ پر لحاف اوڑھے کوئی سویا ہوا تھا۔ عمران اندر آیا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا بیڈ کے قریب آ گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لحاف ہٹایا تو یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ لحاف کے نیچے تکیئے رکھے ہوئے تھے۔ اسی لمحے عمران کو اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا وہ فوراً جھک کر اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اسی لمحے زائیں کی آواز کے ساتھ اس کے سر کے اوپر سے ایک راڈ گزرتا چلا گیا۔ عمران نے لانگ جمپ لیا اور اُڑتا ہوا بیڈ کے اوپر سے ہوتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا۔ قلابازی کھا کر وہ سیدھا ہوا تو اسے بیڈ کی دوسری طرف ایک لمبا تڑنگا نوجوان دکھائی دیا جس نے چہرے پر گیس ماسک پہن رکھا تھا اور اس کے ہاتھوں میں ایک بڑا سا راڈ دکھائی دے رہا تھا۔

وہ عمران کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے وہ حیران ہو رہا ہو کہ عمران اس قدر تیزی کا مظاہرہ کر کے اس سے بچ کیسے گیا اور بیڈ کے دوسری طرف کیسے پہنچ گیا۔

''کیسے ہو ماسک مین''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

نوجوان نے چہرے پر چڑھایا ہوا ماسک اتارا اور ایک طرف اچھال دیا۔ اس کے چہرے پر سختی اور سفا کی عیاں تھی اور اس کی آنکھیں شعلے اگل رہے تھیں۔

''کون ہو تم''...... نوجوان نے غضبناک لہجے میں کہا۔

''تمہارے جیسا ایک جیتا جاگتا انسان''...... عمران نے اسی

طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہاں کیوں آئے ہو''...... نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔ اس کا حلیہ دیکھ کر عمران سمجھ گیا تھا کہ یہی ٹاپ سیکشن کا ٹاپ ایجنٹ وکرم ہے۔

''تم سے ہیلو ہائے کرنے۔ لیکن پہلے یہ بتاؤ کہ تم بے ہوش کیوں نہیں ہوئے۔ میں نے تو یہاں تیز اور انتہائی زود اثر بے ہوشی کی گیس فائر کی تھی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے بو فوراً محسوس کر لی تھی۔ سانس روک کر میں نے فوراً گیس ماسک پہن لیا تھا اور پھر جب تم کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہے تھے تو میں نے کمرے میں آ کر بیڈ پر لحاف کے نیچے تکیئے رکھے اور خود الماری کے پیچھے چھپ گیا تھا''...... وکرم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہاری چھٹی حس تو بے حد تیز معلوم ہوتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میری چھٹی حس بے حد تیز ہے اور میں آنے والے خطرے کو پہلے ہی بھانپ لیتا ہوں''...... وکرم نے کہا۔

''تمہارا نام وکرم ہے اور تم ٹاپ سیکشن کے ایجنٹ ہو''۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو وکرم بری طرح سے چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کون وکرم اور کون سا ٹاپ سیکشن''...... وکرم نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اداکاری اچھی کر لیتے ہو۔ لیکن وہ کیا کہتے ہیں کہ بیسٹ ٹرائی لیکن کام نہ آئی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔ اپنے بارے میں بتاؤ کون ہو تم اور میرے کمرے میں کیوں آئے ہو''...... وکرم نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''پہلے یہ راڈ پھینکو۔ مجھے اس سے خوف آ رہا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں راڈ دیکھ کر مجھے ماسٹر صاحب کا مولا بخش یاد آ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم بھی غصے میں اسے مولا بخش سمجھ لو اور میری شامت لے آؤ''...... عمران نے کہا تو وکرم نے غصے سے راڈ ایک طرف پھینکا اور جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ عمران کی جانب کر دیا۔

''خبردار۔ ہاتھ اوپر اٹھا دو ورنہ......'' وکرم نے غراتے ہوئے کہا۔

''ورنہ کیا''...... عمران نے مضحکہ خیز لہجے میں کہا تو وکرم غرایا اور اس نے عمران پر فائر جھونک مارا لیکن عمران فوراً جمپ لگا کر سائیڈ پر ہو گیا۔ اسے بچتے دیکھ کر وکرم پر جیسے جنون سا طاری ہو گیا۔ اس نے عمران پر مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی اور وہ عمران ہی کیا جو اس کی فائرنگ کی زد میں آ جاتا۔ عمران نے سنگ آرٹ کا

بہترین مظاہرہ کیا اور وکرم کا ریوالور خالی ہو گیا۔ جیسے ہی وکرم کا ریوالور خالی ہوا اور اس میں سے ٹرچ ٹرچ کی آوازیں نکلنے لگیں تو وکرم حیرت سے ریوالور کو دیکھنے لگا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں تو ٹاپ شوٹر ہوں۔ میرا نشانہ خالی کیسے جا سکتا ہے''...... اس نے عمران کی طرف دیکھ کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹاپ شوٹر۔ مجھے تو تمہارا نشانہ دیکھ کر لگتا ہے کہ تم نے آج تک ایک چڑیا بھی نہیں ماری ہو گی''...... عمران نے کہا۔ اس نے فوراً جیب سے مشین پسٹل نکالا اور وکرم کی طرف فائر کر دیا۔ وکرم کے ہاتھ میں موجود خالی ریوالور نکل کر دور جا گرا۔

''یہ ہوتا ہے نشانہ''...... عمران نے مسکرا کر کہا اور وکرم اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل دیکھ کر بوکھلا گیا۔

''تم۔ تم کیا مطلب''...... وکرم نے ہکلا کر کہا۔

''حیرت ہے۔ تم سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کے ایجنٹ ہو اور ایک مشین پسٹل دیکھ کر ہکلا رہے ہو۔ کیا یہی ہے تمہاری تربیت''...... عمران نے کہا۔

''میں ہکلا نہیں رہا۔ تمہاری پھرتی اور تمہارے نشانے پر حیران ہو رہا ہوں۔ تم نے جس تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال کر فائر کیا ہے یہ واقعی قابل داد ہے''...... وکرم نے فوراً خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''تعریف کا شکریہ لیکن داد وصول کرنے کے لئے میں تمہارے قریب نہیں آ سکتا''...... عمران نے کہا۔

''داد وصول کرنے۔ کیا مطلب''...... وکرم نے چونک کر کہا۔

''داد کاندھا تھپتھپا کر دی جاتی ہے اور اس کے لئے مجھے تمہارے قریب آنا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو وکرم حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''شکل و صورت سے تو معصوم لگتے ہو۔ ہو کون تم''...... وکرم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شکل سے ہی نہیں میں ہوں ہی معصوم اور میرا نام بھی یہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تمہارا اصل نام کیا ہے اور تم یہاں کیوں آئے ہو''...... وکرم نے کہا۔

''میرا نام سنتے ہی تمہارے ہوش اُڑ جاتے ہیں اور تم نے بھی اپنے دوست روہت جیسا بزدلانہ قدم اٹھانا ہے کہ دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبایا اور فنش''...... عمران نے کہا تو وکرم بری طرح سے اچھل پڑا۔

''روہت۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا روہت نے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا لیا تھا۔ کیوں''...... وکرم نے حیرت سے چیختے ہوئے کہا۔

''کیوں کا جواب تو وہی دے سکتا ہے لیکن اس سے اس سوال

کا جواب پوچھنے کے لئے تمہیں اس کے پاس جانا پڑے گا۔ جا سکتے ہو تو چلے جاؤ''...... عمران نے کہا تو وکرم آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر عمران کو دیکھنے لگا جیسے وہ عمران کی ٹائپ سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

''زہریلا کیپسول ہم صرف ایک ہی صورت میں چباتے ہیں جب ہمارے پاس بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا یا ہمارے سامنے ایسا کوئی دشمن آ جائے جو واقعی خطرناک ہو''...... وکرم نے کہا۔

''شکل سے میں معصوم۔ نام میرا معصوم پھر میں خطرناک کیسے ہو سکتا ہوں''...... عمران نے معصومیت سے کہا۔

''نہیں۔ تم معصوم نہیں ہو سکتے۔ بتاؤ کون ہو تم''...... وکرم نے غراتے ہوئے کہا۔

''خود ہی کہہ رہے تھے کہ شکل سے معصوم لگتے ہو اب خود ہی اپنی زبان سے پھر رہے ہو۔ بری بات۔ اچھے بچے ایسا نہیں کرتے''...... عمران نے کہا۔

''تم۔ تم۔ کہیں تم وہ تو نہیں جس سے بچنے کے لئے ہمیں خاص طور پر زہریلا کیپسول چبانے کی ہدایات دی گئی ہیں''...... وکرم نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا۔

''خاص طور پر۔ کیا مطلب''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''دنیا کا ایک ہی خطرناک ترین انسان ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ شیطانی مخلوق ہے جو کچھ بھی کر سکتا ہے اور پتھر کو بھی بولنے پر مجبور کر دیتا ہے اس لئے ہمیں خصوصی ہدایات

دی گئی ہیں کہ اسے کچھ بتانے کی بجائے خودکشی کر لی جائے''۔ وکرم نے کہا۔

''ارے واہ۔ کون ہے وہ خوش نصیب انسان جس کی ٹاپ سیکشن پر اتنی دھاک ہے کہ ٹاپ ایجنٹ اس کا نام سنتے ہی خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''علی عمران۔ اس کا نام علی عمران ہے اور وہ خوش قسمت نہیں۔ درندہ صفت انسان ہے جس کے چہرے پر معصومیت کا نقاب ہوتا ہے اور کچھ نہیں''...... وکرم نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ وہ معصوم درندہ ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں''...... وکرم نے کہا۔

''اگر میں کہوں کہ میں وہی ہوں تو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم وہی ہو''...... وکرم نے غرا کر کہا ساتھ ہی اس نے لانگ جمپ لگایا اور عمران کے ہاتھوں میں مشین پسٹل کی پرواہ کئے بغیر اس پر حملہ آور ہو گیا۔ اسے اپنی طرف آتے دیکھ کر عمران تیزی سے گھوم گیا لیکن وکرم تربیت یافتہ تھا۔ عمران جیسے ہی گھوم کر سائیڈ میں ہوا وکرم نے ہوا میں اپنا رخ پلٹا اور اس کی ایک ٹانگ گھوم کر عمران کے مشین پسٹل والے ہاتھ پر پڑی اور دوسری ٹانگ عمران کے سینے پر

پڑی۔

عمران کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا اور سینے پر ضرب کھا کر وہ کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے بمشکل خود کو گرنے سے بچایا تھا۔ ابھی وہ سنبھلا بھی نہ تھا کہ وکرم نے چیختے ہوئے ایک بار پھر چھلانگ لگائی اور عمران کو پوری قوت سے فلائنگ کک مارنے کی کوشش کی۔ وہ جیسے ہی عمران کے نزدیک آیا عمران نے پینترا بدل کر اس کی ٹانگوں پر ہاتھ مارا اور ساتھ ہی گھومتے ہوئے اس نے ایک ٹانگ وکرم کی کمر پر اس انداز میں ماری کہ وکرم کا جسم ہوا میں پلٹا کھا کر گھوما اور وہ رول ہوتا ہوا بیڈ پر جا گرا۔ بیڈ پر گرتے ہی وہ کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھلا اور ایک بار پھر عمران کی طرف آیا۔

عمران نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی۔ وکرم نیزے کی طرح اُڑتا ہوا عمران کی جانب آیا تھا۔ عمران کے ہٹتے ہی وہ پیچھے موجود دیوار سے ٹکرایا۔ چونکہ وہ سیدھا آیا تھا اس لئے اس کا سر بری طرح سے دیوار سے ٹکرا گیا تھا۔ اس کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ فرش پر گر کر بری طرح سے تڑپنے لگا۔

”کیا ہوا ننھے۔ کیوں چیخ رہے ہو۔ میں نے تو کچھ نہیں کہا ہے تمہیں“...... عمران نے اسے چیختے دیکھ کر ننھے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے کہا۔

”یو شٹ اپ نانسنس۔ میں تمہارا خون پی جاؤں گا تمہاری

بوٹیاں نوچ لوں گا“...... وکرم نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا اور تکلیف کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یکلخت تیزی سے اٹھ کر عمران پر جھپٹا۔ عمران اچھلا اور اس نے یکلخت ہوا میں ٹانگ گھما کر اس کے سینے پر ماری۔ وکرم کے حلق سے پھر چیخ نکلی اور وہ ایک بار پھر دیوار سے ٹکرایا۔ اس بار وہ کمر کے بل دیوار سے ٹکرایا تھا اور جیسے ہی نیچے گرا اور اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے الٹی قلابازی کھائی اور پھر وہ دھب سے وکرم کی کمر پر گرا۔ وکرم کے حلق سے اس قدر دلخراش چیخ نکلی جیسے عمران نے اس کی کمر کی ہڈی کے ساتھ ساری پسلیاں بھی توڑ کر رکھ دی ہوں۔

وکرم کی کمر پر آتے ہی عمران نے اس کے سر کے پچھلے حصے پر بوٹ کی نوک سے زور دار ٹھوکر ماری۔ وکرم چیخا لیکن بوٹ کی دوسری ضرب کھاتے ہی وہ ساکت ہو گیا۔ عمران نے اس کی حرام مغز پر ضربیں لگا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا تاکہ وہ اپنے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول نہ چبا سکے۔ مخصوص ہوٹلوں کے لگژری روم چونکہ ساؤنڈ پروف ہوتے ہیں اس لئے عمران کو یقین تھا کہ وکرم کی چیخیں کمرے سے باہر نہ جا سکی ہوں گی۔ اس لئے وہ مطمئن تھا۔

اس نے جھک کر وکرم کا منہ کھول کر اس کے منہ سے زہریلا کیپسول نکالنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے وکرم تڑپ کر اٹھا اور اس نے پوری قوت سے عمران کے منہ پر مکا مار دیا۔ عمران اس افتاد

کے لئے تیار نہ تھا۔ وکرم کا مکا کھا کر وہ پلٹ کر گرا ہی تھا کہ وکرم اٹھا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس سے پہلے کہ عمران اٹھ کر اس کے پیچھے جاتا وکرم انتہائی پھرتی کا مظاہرہ کرتا ہوا کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

عمران اٹھ کر بھاگتا ہوا دروازے کی طرف آیا اور اس نے دروازہ کھولا۔ باہر آیا تو اسے راہداری خالی دکھائی دی۔ وکرم راہداری سے یوں غائب ہو گیا تھا جیسے کسی نے اسے جادو کی چھڑی گھما کر غائب کر دیا ہو۔

عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وکرم اس کی توقع سے زیادہ قوت ارادی اور مضبوط اعصاب کا مالک نکلا تھا۔ اس نے جس انداز میں وکرم کے سر کے پیچھے ضربیں لگائی تھیں وکرم کی جگہ کوئی اور ہوتا تو اسے کئی گھنٹوں تک ہوش نہ آتا لیکن وکرم نے جس طرح اچانک عمران پر حملہ کیا تھا اور اٹھ کر وہاں سے بھاگ نکلا تھا اس سے عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ سرے سے بے ہوش ہی نہیں ہوا تھا۔

عمران سیریز
اپ سیکشن
مظہر کلیم ایم اے
Pakistanipoint
Waqar
Azeem

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ''ٹاپ سیکشن'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے امید ہے کہانی کا تیز ٹیمپو اور بھرپور ایکشن آپ کو اپنے ساتھ بہائے لے جا رہا ہو گا اور آپ ناول کا دوسرا اور آخری حصہ پڑھنے کے لئے بے تاب ہو رہے ہوں گے لیکن ناول پڑھنے سے پہلے ایک خط اور اس کا جواب بھی ملاحظہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہے۔

قصور سے محمد احمر لکھتے ہیں۔ میں آپ کے ناولوں کا دیرینہ قاری ہوں اور آپ کے تقریباً تمام ناول ایک ایک بار نہیں بلکہ کئی کئی بار پڑھے ہیں اور ان تمام ناولوں کو میں نے ایک لحاظ سے ازبر کر رکھا ہے۔ آپ کے لکھے ہوئے ''سپیشل نمبر'' مجھے بے حد پسند آتے ہیں کیونکہ وہ انتہائی منفرد اور انوکھے موضوعات کے حامل ہوتے ہیں۔ میری آپ سے ایک استدعا ہے کہ اب سیکرٹ سروس کے ممبران میں چند نئے چہروں کی اشد ضرورت ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس طرف ضرور توجہ دیں گے اور جلد ہی نئے ممبران متعارف کرائیں گے جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ کام کرتے دکھائی دیں گے۔

محترم محمد احمر صاحب۔ سب سے پہلے خط لکھنے اور ناول پسند

کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک سیکرٹ سروس میں نئے چہرے متعارف کرانے کی بات ہے تو اس کے لئے عرض کروں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کوئی عام ادارہ نہیں ہے یہ ایک سرکاری اور خفیہ ادارہ ہے اور اسے چونکہ خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے ایسا تو ممکن ہی نہیں ہو سکتا ہے کہ اس سروس میں کسی آدمی کو اس آسانی سے شامل کر لیا جائے اور اسے سیکرٹ سروس کا عارضی یا مستقل رکن بنا دیا جائے۔ سیکرٹ سروس میں شامل ہونے کے لئے تربیت کے انتہائی دشوار مراحل طے کرنے پڑتے ہیں۔ سیکرٹ سروس کا معیار انتہائی کڑا اور سخت ہے اس لئے آپ کی خواہش پر فوری عمل کرنا تو ممکن نہیں ہے لیکن کہا جاتا ہے کہ امید پر دنیا قائم ہے تو امید رکھیں ہو سکتا ہے کہ وقت آنے پر واقعی سیکرٹ سروس میں نئے ممبران کی ضرورت پڑ جائے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مادام شیتل نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"مادام شیتل بول رہی ہوں"...... مادام شیتل نے سرد لہجے میں کہا۔

"مکران بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مکران کی آواز سنائی دی۔

"یس مکران۔ کوئی خبر"...... مادام شیتل نے پوچھا۔

"یس مادام۔ بلیک ڈاگز ہمیں بلیک پاسک تک لے آئے ہیں۔ یہاں انہوں نے زیادہ ہی بھونکنا شروع کر دیا ہے اور ہم سے پٹے چھڑا کر بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں"...... مکران نے کہا۔

"بلیک پاسک جنگل کی بات کر رہے ہو"...... مادام شیتل نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔ ہم اس جنگل کے کنارے پر ہی موجود ہیں"۔

مکران نے جواب دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی جولیا اس جنگل میں چھپے ہوئے ہیں''...... مادام شیتل نے کہا۔

''جس طرح سے کتے شور مچا رہے ہیں اور جنگل کے اندر جانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اس سے تو یہی ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اسی جنگل میں ہیں''...... مکران نے کہا تو مادام شیتل نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''کتنی فورس ہے تمہارے ساتھ''...... مادام شیتل نے پوچھا۔

''میں دو سو مسلح افراد کو ساتھ لایا ہوں''...... مکران نے کہا۔

''اور بلیک ڈاگز کتنے ہیں''...... مادام شیتل نے پوچھا۔

''دس ہیں مادام لیکن یہ دس بھی سو انسانوں پر بھاری پڑ سکتے ہیں اور جس پر حملہ کر دیں اس کی بوٹیاں اُڑا سکتے ہیں''...... مکران نے جواب دیا۔

''ویل ڈن۔ تو پھر تم کچھ دیر وہیں رکو۔ میں سروے کے لئے دو ہیلی کاپٹر بھیجتی ہوں۔ اگر ضرورت پڑی تو اس آپریشن میں وہ تمہارا ساتھ بھی دے سکتے ہیں''...... مادام شیتل نے کہا۔

''یس مادام۔ یہ بہت بہتر رہے گا اس طرح ہمیں ان کی پوزیشن کا بھی پتہ چل جائے گا اور ہم آسانی سے انہیں نشانہ بنا سکیں گے''...... مکران نے کہا۔

''اوکے۔ میں اسکوارڈ کمانڈر سے بات کرتی ہوں پھر تمہیں کال

بیک کرتی ہوں''...... مادام شیتل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر تیزی سے ٹون کلیئر کی اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی۔

''یس۔ اسکوارڈ کمانڈر البرٹ بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''مادام شیتل بول رہی ہوں''...... مادام شیتل نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس مادام''...... کمانڈر البرٹ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فوری طور پر دو جنگی ہیلی کاپٹر بلیک پاسک جنگل کی طرف روانہ کرو۔ وہاں مکران مسلح فورس کے ساتھ موجود ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ بلیک پاسک جنگل میں دشمن ایجنٹ چھپے ہوئے ہیں جن کے پاس بھاری تعداد میں اسلحہ موجود ہے۔ میں تمہیں مکران کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بتاتی ہوں تم اس سے رابطہ کر لینا وہ تمہیں اپنی پوزیشن اور لوکیشن بتا دے گا''...... مادام شیتل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''کیا میں خود جاؤں''...... کمانڈر البرٹ نے پوچھا۔

''نہیں۔ دو ہیلی کاپٹر اور کچھ کمانڈوز کو بھیج دو جو جنگل کا سروے کر سکیں اور ضرورت پڑنے پر مکران کی مدد کر سکیں''...... مادام شیتل نے کہا۔

''یس مادام''...... کمانڈر البرٹ نے کہا اور پھر مادام شیتل نے

اسے چند مزید ہدایات دیں اور رابطہ ختم کر دیا۔ ابھی چند ہی منٹ گزرے ہوں گے کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"مادام شیتل بول رہی ہوں"...... مادام شیتل نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سٹار کلب سے راگنی بول رہی ہوں مادام"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ راگنی سٹار کلب میں ویٹرس کے روپ میں تھی۔ مادام شیتل نے اسے وہاں اس لئے بھیجا ہوا تھا کہ وہ مادام شیتل کو اس بات کی رپورٹ دے کہ روہت کلب میں آ کر اس غیر ملکی لڑکی اینی سے ملتا ہے یا نہیں۔

"بولو۔ کس لئے فون کیا ہے"...... مادام شیتل نے کہا۔

"روہت یہاں آیا ہوا ہے مادام اور وہ اسی لڑکی کے ساتھ ہے"...... راگنی نے جواب دیا تو مادام شیتل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"کہاں ہے وہ۔ کلب کے ہال میں یا کسی کیبن میں"۔ مادام شیتل نے پوچھا۔

"نو مادام۔ وہ نہ ہال میں ہے اور نہ ہی کسی کیبن میں بلکہ اس بار وہ لڑکی کو لے کر وشواناتھ کے آفس میں چلا گیا ہے جو اس کلب کا مینجر ہے"...... راگنی نے جواب دیا۔

"کتنی دیر سے ہے وہ یہاں"...... مادام شیتل نے پوچھا۔

"ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو چکا ہے مادام"...... راگنی نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور تم مجھے اب بتا رہی ہو"...... مادام شیتل نے غرا کر کہا۔

"میں مصروف تھی۔ یہاں رش ہونے کی وجہ سے مجھے آپ کو کال کرنے کا موقع نہیں ملا تھا"...... راگنی نے سہم کر کہا۔

"کیا تم جانتی ہو کہ وشواناتھ کا آفس کہاں پر ہے"...... مادام شیتل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس مادام۔ اس کا آفس تہہ خانے میں ہے"...... راگنی نے کہا۔

"کیا تم وہاں جا سکتی ہو"...... مادام شیتل نے پوچھا۔

"یس مادام۔ وشواناتھ کی ہر ضرورت میں ہی پوری کرتی ہوں۔ وہ مجھ سے ہی شراب اور دوسری اشیاء اپنے آفس میں منگواتا ہے"۔ راگنی نے کہا۔

"کیا اس کے بغیر بلائے بھی تم اس کے پاس جا سکتی ہو یا صرف اس کے بلانے پر ہی تمہیں اس کے آفس میں جانے کی اجازت ہوتی ہے"...... مادام شیتل نے پوچھا۔

"میں جب چاہوں وہاں جا سکتی ہوں مادام۔ وشواناتھ مجھے پسند کرتا ہے اور میں گاہے بگاہے اس سے یہ پوچھنے اس کے آفس میں چلی جاتی ہوں کہ اسے کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے"۔ راگنی نے جواب دیا۔

"ویل ڈن۔ تو جاؤ اور میری اسی نمبر پر روہت سے بات کراؤ۔

آج اس بات کا فیصلہ ہو کر رہے گا کہ روہت نے اگر میرے احکامات پر عمل نہیں کرنا تو اسے ٹاپ سیکشن چھوڑنا پڑے گا“۔ مادام شیتل نے کہا۔

”اوہ۔ اس طرح تو وشواناتھ پر میری پوزیشن واضح ہو جائے گی“...... راگنی نے چونک کر کہا۔

”ہو جانے دو۔ تم ٹاپ سیکشن کے لئے کام کرتی ہو۔ وشواناتھ میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ تمہیں ہاتھ بھی لگا سکے۔ تم میری ایک بار روہت سے بات کراؤ اور پھر اس کلب کو چھوڑ دو“...... مادام شیتل نے کہا۔

”یس مادام۔ آپ ہولڈ کریں گی یا میں وشواناتھ کے آفس میں جا کر آپ سے رابطہ کروں“...... راگنی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تم خود کر لینا رابطہ اگر روہت بات نہ کرنا چاہے تو بھی مجھے بتا دینا پھر میں خود وہاں آ کر روہت کو اپنے ہاتھوں سے گولی ماروں گی“...... مادام شیتل نے کہا۔

”یس مادام“...... راگنی نے کہا تو مادام شیتل نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”اس بار میں روہت کا کوئی لحاظ نہیں کروں گی۔ اسے جتنا میں نے انڈر گراؤنڈ رہنے کا کہا تھا وہ اتنا ہی سر عام گھومتا پھر رہا ہے۔ اسے میں نے بتایا بھی ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کافرستان پہنچ چکے ہیں۔ اگر ان میں کسی کو پتہ چل گیا کہ روہت

ایک غیر ملکی گرل فرینڈ کے چکروں میں پڑا ہوا ہے اور روزانہ کلب میں آتا جاتا ہے تو وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے آسان شکار بن سکتا ہے اور اس کی وجہ سے پورا ٹاپ سیکشن مشکل میں پڑ سکتا ہے لیکن میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔ ایک احمق انسان کی فرینڈ شپ کے لئے میں ٹاپ سیکشن کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی“...... مادام شیتل نے غراتے ہوئے کہا۔ دس منٹ بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مادام شیتل نے ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔

”مادام شیتل بول رہی ہوں“...... مادام شیتل نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”راگنی بول رہی ہوں مادام“...... دوسری طرف سے راگنی کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا۔ تم اس قدر گھبرائی ہوئی کیوں ہو کیا روہت نے تم سے کچھ کہا ہے“...... مادام شیتل نے چونک کر کہا۔

”نو مادام۔ وہ وہ“...... راگنی نے اسی طرح خوف سے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

”کیا وہ وہ۔ نانسنس۔ ٹھیک طرح سے بات کرو۔ کیا ہوا ہے۔ بولو“...... مادام شیتل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”روہت کو وہ اغوا کر کے لے گئے ہیں مادام“...... راگنی نے کہا تو مادام شیتل بری طرح سے اچھل پڑی۔

"اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ کون۔ کن کی بات کر رہی ہو"۔ مادام شیتل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہاں دو غیر ملکی آئے تھے مادام جن کا تعلق ایکریمیا کے کسی سینڈیکیٹ سے ہے۔ ان کی وشواناتھ سے ملاقات طے تھی۔ وشواناتھ نے روہت اور اس کی گرل فرینڈ کی موجودگی میں ہی ان دونوں افراد کو اپنے آفس میں بلا لیا تھا۔ وشواناتھ کا آفس ساؤنڈ پروف تھا۔ وہاں کیا ہوا کوئی نہیں جانتا۔ آفس کا دروازہ لاک نہیں تھا۔ میں اندر آئی تو اندر ہولناک منظر تھا۔ وشواناتھ اور انی کی لاشیں گری ہوئی ہیں اور روہت اور وہ دونوں ایکریمین غائب ہیں جو وشواناتھ سے کوئی ڈیل کرنے آئے تھے"...... راگنی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ غائب کیسے ہو گئے بند کمرے سے۔ کیا انہیں کسی نے باہر جاتے نہیں دیکھا"...... مادام شیتل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ آفس میں موجود ایک خفیہ راستے سے نکلے ہیں"...... راگنی نے کہا اور پھر وہ وشواناتھ کے آفس میں موجود خفیہ راستے کے بارے میں تفصیل بتانے لگی۔

"ہونہہ۔ کیا یہ پتہ نہیں چل سکا ہے کہ وہ دونوں ایکریمین کون تھے اور وہ روہت کو کہاں لے گئے ہیں"...... مادام شیتل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"نو مادام۔ خفیہ راستہ جس عمارت میں نکلتا ہے۔ یہاں ایک

کار کے ٹائروں کے نشان اور دو افراد کے پیروں کے نشان موجود ہیں۔ جن میں ایک فرد کے قدموں کے نشان دبے ہوئے ہیں اور ایسا تب ممکن ہوتا ہے جب کسی نے بھاری وزن اٹھایا ہو۔ شاید روہت کو بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر لایا اور کار میں ڈالا گیا ہے"...... راگنی نے کہا۔

"کیا ان ٹائروں کو دیکھ کر اندازہ لگا سکتی ہو کہ وہ کون سی کار تھی"...... مادام شیتل نے پوچھا۔

"نو مادام۔ عام سی کار کے ٹائروں کے نشان ہیں۔ لیکن مجھے یہاں ایک کارڈ ملا ہے"...... راگنی نے کہا۔

"کارڈ۔ کیسا کارڈ۔ کیا لکھا ہے اس پر"...... مادام شیتل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ستون کلب کا کارڈ ہے اور کارڈ پر کلب کے جنرل مینجر نیرج کا نام بھی لکھا ہوا ہے"...... راگنی نے کہا۔

"نیرج۔ یہ وہی ہے نا جو خود کو کنگ کہتا ہے اور منشیات اور اسلحہ کی بڑے پیمانے پر اسمگلنگ کرتا ہے اور ہیومن ٹریفک کا بھی دھندہ ہے اس کا"...... مادام شیتل نے چونک کر کہا۔

"یس مادام۔ کارڈ تو اسی کے کلب کا ہے۔ اس پر کلب کا مخصوص نشان بھی بنا ہوا ہے۔ کنگ کا نشان"...... راگنی نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو یہ کنگ بھی ان لوگوں سے ملا ہوا ہے اور اس نے روہت کو ان کے لئے اغوا کرایا ہے"...... مادام شیتل نے ہونٹ

بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں مادام"...... راگنی نے کہا۔

"تمہارے سمجھنے کی بات نہیں ہے۔ تم اب وہاں سے نکل آؤ۔ میں کسی کو بھیجتی ہوں سٹون کلب"...... مادام شیتل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"مکران کے کہنے کے مطابق وہ لڑکی جولیا اور عمران بلیک پاسک جنگل میں ہیں تو پھر کنگ نے روہت کو کس کے کہنے پر اور کیوں اغوا کیا ہے اور اسے کیسے پتہ چلا کہ روہت سٹار کلب میں جاتا ہے"...... مادام شیتل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتی رہی پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی۔

"یس آنند بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی آنند کی آواز سنائی دی۔

"مادام شیتل بول رہی ہوں"...... مادام شیتل نے کہا۔

"یس مادام"...... آنند نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو مادام شیتل نے اسے راگنی کی دی ہوئی رپورٹ بتا دی۔

"اوہ۔ یہ تو برا ہوا ہے کہ روہت کو اغوا کر لیا گیا ہے اور اسے اغوا کرنے والا سٹون کلب کا مالک کنگ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کو سپورٹ کر رہا ہے"۔ آنند نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضروری نہیں ہے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہی سپورٹ کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی روہت سے کوئی پرانی دشمنی ہو اور وہ اسے کسی اور مقصد کے لئے اغوا کر کے لے گیا ہو لیکن وہ ٹاپ سیکشن کا ایجنٹ ہے اسے ہم اس طرح نہیں چھوڑ سکتے۔ میں نے تمہیں اسی لئے فون کیا ہے کہ تم فوری طور پر سٹون کلب جاؤ اور جا کر کنگ کی گردن دبوچو کہ اس نے یہ جرأت کیوں کی ہے اور روہت کو ایسا کیا ہو گیا کہ وہ منجھا ہوا اور انتہائی تربیت یافتہ ہونے کے باوجود کنگ کے عام غنڈوں کے ہاتھوں مار کھا گیا اور وہ اسے اغوا کر کے بھی لے گئے"...... مادام شیتل نے کہا۔

"ہاں۔ اس بات پر مجھے بھی حیرانی ہو رہی ہے کہ روہت اتنی آسانی سے ان کے قابو کیسے آ گیا وہ تو خالی ہاتھوں دس دس پر بھاری پڑ سکتا ہے"...... آنند نے کہا۔

"یہ سب اسی حرافہ کی وجہ سے ہوا ہو گا کہ روہت جیسا طاقتور اور تربیت یافتہ بھی عام غنڈوں سے مار کھا گیا ہے۔ اچھا ہوا کہ غنڈوں نے جاتے ہوئے وشواناتھ کے ساتھ اس لڑکی کو بھی ہلاک کر دیا ہے اب خود ہی سدھر جائے گا روہت"...... مادام شیتل نے کہا۔

"ہاں۔ لڑکی نے ضرورت سے زیادہ ہی روہت پر جادو کر رکھا تھا اب اس کا سارا جادو ختم ہو جائے گا اور وہ راہ راست پر آ جائے گا"...... آنند نے کہا۔

"تو جاؤ۔ دیر نہ کرو نجانے یہ کنگ روہت کے ساتھ کیا سلوک کر رہا ہوگا"...... مادام شیتل نے کہا۔

"او کے۔ میں ابھی جاتا ہوں۔ کنگ اپنے گھر پر ہی ہوگا۔ میں ابھی جا کر اس کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس سے اگلواتا ہوں کہ اس نے روہت کو کیوں اغوا کیا ہے اور روہت کو بھی اس سے چھڑا لاتا ہوں"...... آنند نے کہا تو مادام شیتل نے او کے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بدستور حیرت، پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں تھے جیسے اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ کنگ نے آخر روہت کو کیوں اغوا کیا ہے۔

صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کافرستانی دارالحکومت کے ایک ریسٹورنٹ میں کونے والی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ریسٹورنٹ میں زیادہ رش نہ تھا اس لئے انہوں نے خاص طور پر ایسی جگہ منتخب کی تھی جہاں بیٹھ کر وہ اطمینان سے ایک دوسرے سے بات کر سکتے تھے۔

وہ تینوں الگ الگ ممالک سے الگ الگ فلائٹس کے ذریعے یہاں پہنچے تھے اور چیف کی ہدایات کے مطابق کافرستان پہنچ کر الگ الگ ہوٹلوں میں مقیم ہو گئے تھے اور پھر مقررہ وقت پر ایک دوسرے سے رابطہ کر کے وہ اس ریسٹورنٹ پہنچے تھے۔ اسی ریسٹورنٹ میں عمران نے ہی انہیں پہنچنے کا کہا تھا اور وہ خود بھی وہاں آنے والا تھا۔ لیکن انہیں وہاں بیٹھے کافی دیر ہو چکی تھی اور عمران ابھی تک نہ آیا تھا۔ وہ کافی دیر پہلے لنچ بھی کر چکے تھے اور عمران کے انتظار میں بار بار کافی پی رہے تھے۔

''لگتا ہے وہ ہمیں یہاں بلا کر بھول گیا ہے۔ ہم کب سے بیٹھے اس کا انتظار کر رہے ہیں اور اس کا دور دور تک پتہ ہی نہیں ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہاں واقعی۔ مقررہ وقت سے دو گھنٹے زیادہ ہو گئے ہیں اور ابھی تک عمران صاحب کا کچھ پتہ نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے ریسٹ واچ دیکھ کر کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ کہیں پھنس گئے ہوں یا کسی ضروری کام میں الجھ گئے ہوں اس لئے انہیں آنے میں دیر ہو رہی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اگر ایسی کوئی بات ہے تو وہ ہمیں فون پر بھی تو اطلاع دے سکتا ہے۔ اس کے پاس ہمارے رابطہ نمبر موجود ہیں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ بھی تو ممکن ہے کہ وہ جہاں ہوں انہیں وہاں سے ہمیں فون کرنے کا موقع ہی نہ مل رہا ہو۔ تم شاید یہ بھول رہے ہو کہ ہم کافرستان میں ہیں اور کافرستان میں ہمارے ساتھ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے''...... اس بار صفدر نے بھی منہ بنا کر کہا۔

''تو کیا اب ہم سارا دن اس کے انتظار میں بیٹھے رہیں گے''۔ تنویر نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ عمران صاحب سے ملنا ضروری ہے۔ ساری پلاننگ انہوں نے کرنی ہے۔ اس کے بعد ہی ہم کچھ کر سکیں

گے''...... صفدر نے کہا۔

''تو بس پھر بیٹھے رہو۔ آ چکا وہ''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

اسی لمحے ایک آدمی جو سائیڈ میز پر بیٹھا ہوا تھا اٹھا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔ اس آدمی کا قد کاٹھ کسی بھی طرح عمران جیسا نہیں تھا اس لئے وہ تینوں الرٹ ہو گئے۔ وہ نوجوان تھا اور شکل و صورت سے مقامی دکھائی دے رہا تھا جبکہ ان تینوں نے ایکریمین میک اپ کر رکھے تھے۔

''کیا میں کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھ سکتا ہوں''...... نوجوان نے ان کے قریب آ کر کہا۔

''اگر یہاں جگہ خالی نہ ہوتی اور آپ اپنی سیٹ سے اٹھ کر نہ آئے ہوتے تو ہم آپ کو اجازت دے سکتے تھے کہ بیٹھ جائیں لیکن......'' صفدر نے کہا۔

''فکر نہ کریں۔ میں آپ سے ایک اہم بات کرنے آیا ہوں۔ بات کرتے ہی چلا جاؤں گا''...... نوجوان نے سنجیدگی سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تشریف رکھیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ تنویر اسے تیز نظروں سے گھور رہا تھا۔ نوجوان نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک وزیٹنگ کارڈ نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دیا۔ صفدر نے کارڈ لے کر دیکھا اس پر ایک ملٹی نیشنل کمپنی کا نام اور جنرل منیجر مہا دیو کا نام لکھا ہوا تھا۔

''تو آپ کا نام مہا دیو ہے اور آپ ملٹی نیشنل کمپنی کے جنرل

منیجر ہیں''...... صفدر نے کارڈ دیکھ کر پوچھا۔

''یہ میرا کارڈ نہیں ہے''...... نوجوان نے کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ آپ کا کارڈ نہیں ہے تو آپ نے مجھے کیوں دیا ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کارڈ جیب میں ڈال لیں اور واش روم چلے جائیں۔ کارڈ پر پانی ڈالیں گے تو اس کے پچھلے حصے پر آپ کو کچھ نظر آ جائے گا۔ وہ دیکھ لیں اور پھر اس پر عمل کریں''...... نوجوان نے سنجیدگی سے کہا تو صفدر چونک کر کارڈ کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا لیکن کارڈ کی پشت خالی تھی۔

''کیا مطلب۔ کون ہو تم''...... صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ٹائیگر ہوں اور یہ کارڈ باس نے بھیجا ہے''...... نوجوان نے اصل آواز میں کہا تو وہ تینوں چونک پڑے۔ نوجوان اٹھا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھا چلا گیا۔ اس نے کاؤنٹر پر جا کر پے منٹ کی اور پھر وہ رکے بغیر دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''ٹائیگر۔ یہ ٹائیگر تھا عمران کا شاگرد''...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... صفدر نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''اب تم کہاں جا رہے ہو''...... تنویر نے پوچھا۔

''واش روم''...... صفدر نے جواب دیا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ واپس آ گیا۔

''آؤ چلیں''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن کہاں''...... تنویر نے پوچھا۔

''باہر چلو۔ بتاتا ہوں''...... صفدر نے کہا تو تنویر اور کیپٹن شکیل اٹھ کھڑے ہوئے۔ کاؤنٹر پر آ کر انہوں نے لنچ اور کافی کی پے منٹ کی اور پھر ریسٹورنٹ سے باہر آ کر وہ سڑک کے دوسری سائیڈ پر کھڑی ایک خالی ٹیکسی کی طرف بڑھ گئے۔

''یہ تو بتا دو کہ ہم جا کہاں رہے ہیں''...... تنویر نے پوچھا۔

''عمران صاحب ہوٹل ایوینو میں ہمارا انتظار کر رہے ہیں''۔ صفدر نے کہا تو تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ صفدر نے ٹیکسی ہائر کی اور پھر وہ تینوں اس ٹیکسی میں سوار ہو گئے۔

''ہوٹل ایوینو''...... صفدر نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹیکسی ہوٹل ایوینو کی عظیم الشان عمارت کے احاطے میں داخل ہو رہی تھی۔ صفدر کے کہنے پر ڈرائیور نے احاطے میں داخل ہوتے ہی ٹیکسی روک لی۔ ٹیکسی رکتے ہی وہ تینوں اترے۔ صفدر نے ڈرائیور کو کرایہ ادا کیا اور پھر وہ تینوں ہوٹل کے مین ڈور کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ مین ڈور پر ایک باوردی دربان کھڑا تھا۔ انہیں غیر ملکی مہمان سمجھ کر وہ نہ

صرف احتراماً ان کے لئے جھک گیا بلکہ اس نے نہایت مؤدبانہ انداز میں ان کے لئے گلاس ڈور کھول دیا۔ وہ تینوں اندر داخل ہوئے۔ سامنے ایک بڑا ہال تھا جسے نہایت قیمتی سامان سے نفیس انداز میں سجایا گیا تھا۔ایک طرف بڑا سا کاؤنٹر تھا جہاں دو کاؤنٹر مین اور دو کاؤنٹر گرلز موجود تھیں۔ صفدر اور اس کے ساتھی کاؤنٹر کے پاس پہنچے تو وہ چاروں چونک کر ان کی طرف دیکھنے لگے۔

''یس سر''...... ایک کاؤنٹر گرل نے خوش اخلاقی سے کہا۔

''ہرٹ اینڈ برٹ کمپنی کے مینجنگ ڈائریکٹر مسٹر برٹ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ۔ ایک منٹ۔ میں دیکھتی ہوں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور مڑ کر سائیڈ پر پڑے ایک کمپیوٹر کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ دیر وہ کمپیوٹر پر کام کرتی رہی پھر وہ واپس مڑ کر ان کی طرف آ گئی۔

''جی ہاں۔ وہ تھرڈ فلور کے روم نمبر تھری میں ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ان سے ہماری اپائنٹمنٹ ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے۔ میں انہیں انفارم کرتی ہوں۔ آپ کے نام''۔ کاؤنٹر گرل نے کہا سامنے رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''راکس۔ ہیری اور جیگرڈ''...... صفدر نے کہا۔لڑکی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگی۔

''یس''...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے ایک کرخت آواز

سنائی دی۔

''آپ سے مسٹر راکس، ہیری اور جیگرڈ صاحبان ملنے آئے ہیں جناب''......لڑکی نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے کمرے میں بھیج دیں انہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی رابطہ ختم کر دیا گیا۔لڑکی نے رسیور رکھ دیا۔

''آپ سامنے موجود لفٹ سے تھرڈ فلور پر چلے جائیں۔ روم نمبر میں آپ کو بتا چکی ہوں۔ وہ آپ کے منتظر ہیں''......لڑکی نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر سامنے موجود لفٹوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ وہ اس قدر احتیاط کیوں کر رہا ہے''۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''دیار غیر ہو اور دشمنوں کی بھرمار ہو تو محتاط رہنا ضروری ہوتا ہے۔ اس لئے چپ رہو اب''......صفدر نے آہستہ آواز میں کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ ایک لفٹ میں سوار ہو کر تھرڈ فلور پر پہنچے اور پھر ایک راہداری سے گزر کر وہ کمرہ نمبر تین کے دروازے کے پاس پہنچ کر رک گئے۔ صفدر نے دروازے پر دستک دی۔

''دروازہ کھلا ہے۔ اندر آ جاؤ''...... اندر سے ایک تیز آواز سنائی دی تو صفدر نے دروازے کا ہینڈل پکڑ کر گھمایا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ تینوں اندر داخل ہوئے اور صفدر نے پیچھے سے دروازہ بند

کر کے اسے لاک لگا دیا۔

وہ تینوں چھوٹی سی راہداری سے گزر کر ہال نما کمرے میں آ گئے۔ یہ ایک لگژری روم تھا جس کا ہال سٹنگ روم کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ سائیڈ میں ایک بیڈ روم تھا۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔

''ہم آ گئے ہیں''...... صفدر نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

''تو میں نے کب کہا کہ تم سب چلے گئے ہو''...... دائیں طرف سے آواز سنائی دی تو وہ چونک کر اس طرف دیکھنے لگے۔ اس طرف ایک چھوٹا سا کچن بنا ہوا تھا جہاں ایک غیر ملکی نوجوان کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مشروب کا ایک کین تھا۔ اس کا قد کاٹھ دیکھتے ہی وہ پہچان گئے کہ وہ عمران ہے۔

''تو آپ یہاں ہیں''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں تمہارے خیال میں مجھے کسی ڈربے میں ہونا چاہئے تھا جہاں میں مرغیوں کے انڈوں کی رکھوالی کر رہا ہوتا''...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو وہ تینوں ہنس پڑے۔ عمران نے آگے بڑھ کر تینوں سے مصافحہ کیا اور پھر وہ سب صوفے اور کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تمہارے لئے تو یہی مناسب ہے کہ تم واقعی کسی ڈربے میں گھس جاؤ اور انڈوں کی رکھوالی کرو''...... تنویر نے مسکرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے تمہارے انڈے جس ڈربے میں ہیں مجھے وہاں کا پتہ بتا دو میں ان کی حفاظت کے لئے پہنچ جاتا ہوں''...... عمران

نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑے جبکہ تنویر ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''اسی لئے کہتے ہیں سوچ سمجھ کر بولا کرو۔ تم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ان کے پاس ہر بات کا گھڑا گھڑایا جواب ہوتا ہے''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اسے گھور کر رہ گیا۔

''میں نے ریفریجریٹر سے اپنے لئے کولڈ ڈرنک نکال لیا ہے اگر تم میں سے کسی کو پینا ہے تو سامنے ریفریجریٹر سے جا کر لے سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ہم ابھی لنچ کر کے اور اوپر تلے دو دو کافی کے مگ پی کر آئے ہیں۔ فی الحال ہمیں کولڈ ڈرنک کی طلب نہیں ہے''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''چلو میرے پیسوں کی کچھ تو بچت ہوئی۔ اگر خود لنچ کر لیا تھا تو بھلے لوگوں میرا بھی خیال کر لیتے۔ میرے لئے بھی لے آتے۔ اب خواہ مخواہ مجھے الگ سے لنچ کرنا پڑے گا اور اس کا بل بھی مجھے جیب سے ہی دینا پڑے گا''...... عمران نے کہا تو وہ ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''آپ ہمارے ساتھ چلیں ہم آپ کو لنچ بھی کرا دیتے ہیں اور کافی بھی پلا دیتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اور اس کا بل کون دے گا''...... عمران نے کہا۔

''ظاہر ہے تم''...... تنویر نے کہا تو کیپٹن شکیل اور صفدر کے

ساتھ اس بار تنویر کے خوبصورت جواب پر عمران بھی ہنس پڑا۔

''گڈ شو۔ اسے کہتے ہیں حاضر دماغی۔ اسی طرح حاضر دماغ رہا کرو تو منہ پر نہ کبھی بارہ بجیں گے اور نہ اٹھارہ''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو اس بار تنویر بھی ہنس پڑا۔

''آپ نے ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''تم یہاں کھل کر بات کر سکتے ہو۔ میں نے یہاں سپیشل وائس سکر مشین آن کر رکھی ہے۔ اندر کی آواز باہر نہیں جا سکتی اور باہر کی آواز اندر نہیں آ سکتی سوائے دروازے پر دستک دینے کے''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر بتاؤ کہ تم اس قدر احتیاط کیوں کر رہے ہو کیا ہم پہلی بار کوئی مشن مکمل کر رہے ہیں۔ تم نے ہمیں فائن ریسٹورنٹ میں بلایا تھا۔ ہم کئی گھنٹے وہاں تمہارا انتظار کرتے رہے لیکن وہاں خود آنے کی بجائے تم نے ٹائیگر کو بھیج دیا۔ وہ بھی ایک کارڈ دے کر جس پر نجانے کیا لکھا تھا''...... تنویر نے کہا۔

''کارڈ پر عمران صاحب نے ہمیں یہاں پہنچنے کا پیغام دیا تھا اور کچھ نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہمارے پیچھے کافرستان کی انتہائی طاقتور اور فعال ایجنسی ہے جس کا ایک ٹاپ سیکشن ہے اور اس ٹاپ سیکشن میں ایک دو نہیں سات سپر ایجنٹس ہیں جو انتہائی زیرک، شاطر اور نہایت خطرناک سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے ہمارے خلاف کافرستان میں ہر طرف

موت کے جال پھیلا رکھے ہیں اور ہماری ذرا سی غلطی یا لغزش ہمیں سیدھا موت کے منہ میں لے جا سکتی ہے۔ ہمارا مقصد یہاں پنگ پانگ کھیلنا نہیں ہے۔ ہم یہاں اس ایجنسی کے خلاف کام کرنے آئے ہیں جن کی وجہ سے ہمارا ایک عظیم اور مایہ ناز سائنس دان ہلاک کیا گیا ہے اور وہ اس سائنس دان کا فارمولا بھی حاصل کر چکے ہیں جو پاکیشیا کی امانت ہے اور اس فارمولے کی بدولت پاکیشیا کی طاقت اور دفاع میں سو فیصد اضافہ ہونے والا تھا۔ اسلئے سیدھے ہاتھ پیر مارنے کی بجائے ہمیں صرف اور صرف اس بات پر فوکس کرنا ہے کہ ہم نے وہ فارمولا سپیشل ایجنسی سے حاصل کرنا ہے اور وہ بھی ہر صورت میں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''چیف نے بریفنگ کے دوران بتایا تھا کہ سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کافرستانی جزیرے بلیک لارک پر ہے پھر آپ نے ہمیں یہاں دارالحکومت میں کیوں بلایا ہے۔ بلیک لارک جزیرہ تو یہاں سے سینکڑوں کلو میٹر دور ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سیدھے اور نزدیکی راستے بظاہر آسان ہوتے ہیں لیکن ان میں اتنی کٹھنائیاں ہوتی ہیں کہ انسان چلتے چلتے بوڑھا ہو جاتا ہے پھر بھی منزل تک پہنچنا دشوار ہوتا ہے اس لئے گھوم گھام کر اور راستے بدل بدل کر منزل تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہی کوشش ہی منزل تک پہنچانے میں کام آتی ہے''...... عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

''اچھا آگے بتائیں۔ اب کرنا کیا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے عمران کو نہ روکا تو اس نے پھر پٹڑی بدل لینی ہے۔

''کرنا کیا ہے۔ میں اور جولیا ان ٹاپ ایجنٹوں کو اپنے پیچھے بھگائیں گے اور انہیں تگنی چوگنی کا ناچ نچائیں گے اور تم تینوں ٹائیگر کے ساتھ مل کر بلیک لارک جا کر اپنا مشن مکمل کرو گے''۔ عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ بلیک لارک نہیں جائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''کوشش کروں گا لیکن مشن کی تکمیل تم چاروں نے ہی کرنی ہے اور اس کے لئے تنویر ایکشن کی بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ ہمارا مقصد ہر حال میں مشن کی تکمیل ہے''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر تنویر کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''اور ہماری ضروریات کیسے پوری ہوں گی''...... صفدر نے پوچھا۔

''ٹائیگر تمہاری ہر ضرورت پوری کرے گا اور تمہیں کیسے آگے بڑھنا ہے اور کیا کرنا ہے۔ اس کے لئے میں نے مکمل پلاننگ کر دی ہے۔ میں تمہیں ایک ڈائری دیتا ہوں۔ واپس جا کر اس کا بغور مطالعہ کر لینا میرا لکھا کام آئے گا''...... عمران نے کہا اور اس نے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹے سائز کی ڈائری نکال کر صفدر کی طرف بڑھا دی۔ صفدر نے اس سے ڈائری لے کر کھولی تو اس کے

کئی صفحات بھرے ہوئے تھے۔

''لگتا ہے آپ دن رات ڈائری کا ہی پیٹ بھرتے رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ظاہر ہے پیٹ کے لئے بہت کچھ کرنا پڑتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پیٹ کے لئے۔ کیا مطلب''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم کامیاب ہو گے تو اس پلاننگ کا کریڈٹ مجھے ہی ملے گا اور چیف کو بھی اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا کہ مشن تم نے مکمل کیا ہے یا میں نے اس لئے میرا چیک نہیں رکے گا اور ہو سکتا ہے کہ بہترین پلاننگ پر تم سے عمل کرانے پر چیف خوش ہو جائے اور مجھے ڈبل ٹرپل معاوضے کا چیک دے دے''...... عمران نے کہا تو وہ ایک بار پھر ہنسنے لگے۔

''اچھا۔ مس جولیا کہاں ہیں وہ نظر نہیں آ رہی ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس نے سلیمانی ٹوپی اوڑھ رکھی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سلیمانی ٹوپی۔ کیا مطلب''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ایک ایسی ٹوپی جسے اوڑھ کر انسان دوسرے انسانوں کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ اسے سلیمانی ٹوپی کہتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''یہ تو میں بھی جانتا ہوں لیکن وہ ہیں کہاں''...... کیپٹن شکیل

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہ ناٹران کے ایک خفیہ ٹھکانے پر ہے۔تم سے ملاقات ہو گئی ہے اب میں وہاں چلا جاؤں گا اور پھر ہم اپنا کام کریں گے اور تم اپنا کرنا''...... عمران نے کہا۔

''آپ نے ٹاپ ایجنٹوں سے نپٹنے کے لئے کیا پلاننگ کی ہے''...... صفدر نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ابھی سوچا نہیں۔ سوچا تو بتا دوں گا''...... عمران نے کہا تو صفدر اور وہ دونوں سمجھ گئے کہ عمران کے دماغ میں ابھی کوئی پلاننگ نہیں ہے یا پھر وہ انہیں بتانا نہیں چاہتا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہ بتائیں کہ ٹائیگر ہمیں کہاں ملے گا''۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تم سب جا کر پہلے اس ڈائری کا مطالعہ کر لو۔ ٹائیگر ضروری سامان کے حصول میں مصروف ہے جیسے ہی اس کا کام ختم ہو گا وہ تم سے خود رابطہ کر لے گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن ہم الگ الگ ہوٹلوں میں رہ رہے ہیں۔کیا وہ ہم سے الگ الگ رابطہ کرے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اگر آپ کہیں تو ہم کسی ایک ہوٹل میں رہائش پذیر ہو جاتے ہیں۔ اس طرح الگ الگ رہ کر ایک دوسرے سے ملنے میں مشکل ہوتی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ ایک ساتھ رہنے سے شبہ کیا جا سکتا ہے۔ ملنے کے لئے پبلک مقامات کا استعمال کرو''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

''تو کیا آپ یہیں رہیں گے''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''نہیں۔ میں یہ کمرہ اب چھوڑ دوں گا''...... عمران نے کہا۔ ان میں کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں پھر اچانک عمران کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''ایک منٹ''...... عمران نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور سکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔ نیا نمبر تھا۔ عمران نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کا لاؤڈر آن کر دیا۔

''یس''...... عمران نے نام لئے بغیر کہا۔

''این بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو وہ تینوں چونک پڑے کیونکہ وہ ناٹران کی آواز تھی جسے وہ سب پہچانتے تھے۔

''یس۔کوئی خاص بات''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہاں۔ جیسا آپ نے کہا تھا ویسا ہی ہوا ہے۔ وہ آ گئے تھے اور وجے کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں''...... ناٹران نے جواب دیا تو عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''ویل ڈن۔ ڈی ایس کی کیا پوزیشن ہے''...... عمران نے

مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ کام کر رہا ہے''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''تم کہاں ہو''......عمران نے پوچھا۔

''پوائنٹ سکس پر''...... ناٹران نے کہا۔

''اوکے۔تم اپنے آدمی تیار رکھو۔ میں پہنچ رہا ہوں''......عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کر کے رابطہ منقطع کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''کام شروع ہو گیا ہے۔ اب تم جا کر اپنا کام کرو میں اپنا کرتا ہوں۔ صفدر تمہارا لیڈر ہو گا''......عمران نے کہا۔

''لیکن ہوا کیا ہے۔ ناٹران کے پیغام کی کچھ سمجھ نہیں آئی''۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ باتیں سمجھانے کے لئے نہیں سمجھنے کے لئے ہوتی ہیں۔ اللہ حافظ''......عمران نے کہا اور تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھا چلا گیا۔ ان تینوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر وہ بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

جولیا جنگل کے کیبن میں اکیلی بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران ممبران سے ملنے گیا ہوا تھا۔ اچانک کیبن کا دروازہ کھلا اور ناٹران اندر داخل ہوا تو جولیا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

''آئیں مس جولیا۔ میں آپ کو جنگل میں دوسرے مقام تک پہنچا دوں جو آپ کے لئے خصوصی طور پر تیار کیا گیا ہے''۔ ناٹران نے کہا۔

''کیا عمران واپس آ گیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہ ابھی تک نہیں آئے ہیں لیکن ان کی ہدایات تھیں کہ جیسے ہی دوسرا سیٹ اپ تیار ہو آپ کو فوراً وہاں پہنچا دیا جائے''...... ناٹران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ کیبن سے نکل کر وہ درختوں کے جھنڈ میں آئے اور پھر ناٹران اسے لئے جھنڈ سے باہر آ گیا۔ باہر ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ وہاں اب کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا

جیسے ناٹران کے سارے ساتھی وہاں سے چلے گئے ہوں اور اب جنگل میں ان دونوں کے سوا کوئی موجود نہ ہو۔

''یہاں خاموشی کیوں ہے۔ کہاں گئے سب''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سب محفوظ مقامات پر ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ آپ کو بس اب اپنا دھیان رکھنا ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''میری فکر نہ کرو۔ میں اپنا دھیان رکھ سکتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ تیز تیز چلتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے تھے۔ تقریباً بیس پچیس منٹ چلنے کے بعد ناٹران، جولیا کو لے کر ایک اور بڑے جھنڈ میں پہنچ گیا۔ یہاں کئی افراد موجود تھے جنہوں نے سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہن رکھے تھے۔ ان کی پشت پر بڑے بڑے تھیلے بندھے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں دکھائی دے رہی تھیں۔ یہاں درختوں پر بھی کئی افراد مورچہ بند تھے۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے ناٹران نے اصل جگہ سے اپنی فورس ہٹا کر اس جگہ جمع کر لی ہو۔ مسلح افراد ٹریننگ کر رہے تھے۔ کوئی اچھل کود کرتا دکھائی دے رہا تھا۔ کوئی ورزش کر رہا تھا اور کوئی جوڈو کراٹے کی مخصوص ٹریننگ میں مصروف تھا۔ اسی طرح کچھ افراد مشین گنیں ہاتھوں میں لئے زمین پر کرالنگ کر رہے تھے۔

''یہ تو کوئی ٹریننگ کیمپ معلوم ہو رہا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ چونکہ خطرہ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتا ہے اس لئے یہ ہر مصیبت کا مقابلہ کرنے کے لئے وارم اپ کر رہے ہیں''۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ لوگ یہاں ضرور آئیں گے''۔ جولیا نے کہا۔

''جی ہاں۔ میرا ایک خفیہ نیٹ ورک مکمل طور پر ٹاپ سیکشن کی فورس کی نگرانی کر رہا ہے۔ مجھے پل پل کی رپورٹس مل رہی ہیں۔ اب تک کی اطلاع کے مطابق مادام شیتل کو آپ کا ایک رومال ملا ہے جو آپ ہوٹل کے کمرے میں بھول آئی تھیں۔ میرے مخبروں کا کہنا ہے کہ انہوں نے آپ کا رومال ملنے پر بلیک ڈاگز منگوا لئے ہیں جنہیں وہ آپ کا رومال سنگھائیں گے اور پھر بلیک ڈاگز آپ کے پسینے میں بسی ہوئی بو کا پیچھا کرنا شروع کر دیں گے۔ بلیک ڈاگز دنیا کے تیز ترین اور انتہائی تربیت یافتہ کتے ہیں وہ انہیں یہاں لے کر ضرور پہنچیں گے پھر ہم ان کے ساتھ انہیں لانے والوں کا بھی شکار کھیلیں گے''...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکار تم سب مل کر کھیلو اور چارہ میں بنوں''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا تو ناٹران ہنس پڑا۔

''یہ عمران صاحب کا فیصلہ ہے۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میں تو عمران صاحب کے کہنے پر عمل کر رہا ہوں''...... ناٹران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس نے کہا ہے تو چارہ بنا ہی پڑے گا''۔ جولیا

نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔ ناٹران اسے لے کر درختوں کے ایک اور جھنڈ کی طرف آیا۔ یہاں ایک اور کیبن بنا ہوا تھا۔ جو زیر زمین نہیں بلکہ زمین کے اوپر تھا۔ کیبن اسی طرح لکڑیوں کے تختوں کا بنایا گیا تھا اور اس کی چھت کو کیلئے اور دوسرے درختوں کے پتوں سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ یہاں بھی کوئی نہیں تھا۔ ناٹران جولیا کو لے کر اندر داخل ہوا تو کیبن کو اسی طرح خوبصورت اور ضرورت کے سامان سے سجایا گیا تھا۔

''تشریف رکھیں''...... ناٹران نے کہا تو جولیا سر ہلا کر سامنے پڑے ہوئے صوفے پر جا کر بیٹھ گئی۔ ناٹران نے جیب سے ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی اور ہتھیلی پر رکھ کر جولیا کی طرف بڑھا دی۔ یہ ٹرانسپیرنٹ پلاسٹک کی بنی ہوئی عام سی ڈبیہ تھی جو بند تھی۔

''اس میں ڈی ایس ایم کیپسول ہے۔ یہ آپ نگل لیں''۔ ناٹران نے کہا۔ جولیا نے اس سے ڈبیہ لی اور اس کا ڈھکن کھول لیا۔ ڈبیہ میں فوم تھا جس پر ایک چھوٹا سا چمکدار کیپسول رکھا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے شیشے کا کیپسول ہو اور اس میں سفید رنگ کا دھواں سا بھرا ہو لیکن اس دھویں میں نیلے رنگ کی روشنی سی چمکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

''کیا اس سے کام ہو جائے گا''...... جولیا نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ آپ فکر نہ کریں۔ یہ ورکنگ پوزیشن میں ہے۔ میں اور میرے ساتھی یہاں آپ کی حفاظت کے لئے موجود ہیں اور

ہماری یہی کوشش ہو گی کہ ہم یہاں آنے والوں کو کسی بھی طرح آپ تک نہ پہنچنے دیں لیکن چونکہ وہ کوئی بھی حربہ استعمال کر سکتے ہیں اور بلیک ڈاگز کی وجہ سے کسی بھی وقت آپ تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے احتیاطاً آپ کو ڈی ایس ایم کھلایا جا رہا ہے کہ اگر وہ آپ تک پہنچ گئے اور آپ کو یہاں سے لے جانے میں کامیاب ہو جائے تو ہم اس کیپسول میں لگی ہوئی ڈیوائس کی مدد سے آپ کو فالو کر سکیں اور اس جگہ پہنچ سکیں جہاں آپ کو لے جایا جائے گا''...... ناٹران نے کہا۔

''ضروری تو نہیں کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے دیکھتے ہی گولی مار دیں''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ جب تک آپ اکیلی ہوں گی عمران صاحب کے کہنے کے مطابق وہ آپ کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ وہ آپ کو زندہ لے جانے کی کوشش کریں گے البتہ آپ کو لے جانے کے لئے وہ آپ کو بے ہوش ضرور کر سکتے ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''تو کیا میری بے ہوشی میں بھی یہ کیپسول کام کرے گا''۔ جولیا نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ ہر صورت میں کام کرتا رہے گا۔ آپ فکر نہ کریں۔ اس کیپسول کی وجہ سے آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہو گی''...... ناٹران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ڈبیہ سے کیپسول اٹھایا اور منہ میں رکھ لیا اور پھر اس نے کیپسول

کو حلق میں اتارا اور نگل لیا۔

''یہ رنگ ہے۔ یہ بھی رکھ لیں''...... ناٹران نے کہا اور جیب سے ایک اور ڈبیہ نکال کر جولیا کو دے دی۔ جولیا نے اس سے ڈبیہ لے کر کھولی تو اس میں اسے ایک رنگ اور دو ٹاپس دکھائی دیئے جو چھوٹے چھوٹے تھے۔ رنگ پر ہلکے سرخ رنگ کا نگ لگا ہوا تھا۔

''یہ کس لئے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ جدید رسیور اور مائیک ہے۔ سپیکر ان ٹاپس میں لگے ہوئے ہیں اور مائیک انگوٹھی میں۔ انگوٹھی کے نگینے کو پریس کر کے آپ مجھ سے بات کر سکتی ہیں اور میری آواز ان ٹاپس کے ذریعے آپ سن بھی سکتی ہیں۔ یہ لانگ رینج سسٹم پر کام کرتا ہے۔ ضرورت کے وقت آپ اور میں یا پھر آپ اور عمران صاحب اس پر رابطہ کر سکتے ہیں''...... ناٹران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے رنگ اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہن لی اور ٹاپس کانوں میں پہننا شروع کر دیئے۔

''گڈ۔ اب آپ ریسٹ کریں۔ عمران صاحب آئے تو میں انہیں یہاں لے آؤں گا''...... ناٹران نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے جتنا ریسٹ کرنا تھا کر لیا۔ اب میں فریش ہوں۔ میں تمہارے ساتھ باہر چلتی ہوں۔ تم مجھے بھی اسلحہ فراہم کر دو تاکہ اگر وہ لوگ یہاں آئیں تو میں بھی ان کا مقابلہ کر سکوں''۔ جولیا نے کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی۔ وہ سامنے لکڑی کا صندوق رکھا ہے۔ اس میں اسلحہ موجود ہے۔ آپ جو چاہیں لے لیں''...... ناٹران نے کہا تو جولیا دائیں طرف دیوار کے پاس لکڑی کے صندوق کو دیکھنے لگی۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ۔ میں اپنی مرضی کا سامان صندوق سے نکال لیتی ہوں''...... جولیا نے کہا تو ناٹران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کیبن سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی جولیا اٹھی اور تیز تیز چلتی ہوئی صندوق کے پاس آ گئی۔ اس نے صندوق کا ڈھکن کھولا۔ صندوق میں واقعی اسلحہ موجود تھا جس میں مشین گن، مشین پسٹل، جدید ریوالور، ایکسٹرا راؤنڈز اور بم بھی موجود تھے۔ جولیا نے ادھر ادھر دیکھا تو اسے دیوار پر ایک سفری بیگ لٹکا ہوا دکھائی دیا۔

وہ اٹھی اور اس نے دیوار سے بیگ اتار لیا۔ وہ واپس صندوق کے پاس آئی اور اس نے صندوق سے اپنے مطلب کا اسلحہ نکال کر بیگ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ صندوق میں اسے منی میزائل گن بھی مل گئی۔ اس نے میزائل گن اور ایک مشین پسٹل سائیڈ میں رکھا اور بیگ بند کر کے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے صندوق کا ڈھکن بند کیا اور پھر سفری بیگ کو اپنی کمر پر باندھنے لگی۔ پھر اس نے نیچے پڑی ہوئی میزائل گن اور مشین پسٹل اٹھایا اور دونوں اپنی جیکٹ کی جیبوں میں ڈال لیں۔ چند لمحے وہ کچھ سوچتی رہی پھر وہ باہر آ گئی۔ باہر سب لوگ مسلسل وارم اپ میں مصروف تھے۔

ناٹران تیز تیز چلتا ہوا ایک طرف جا رہا تھا۔ جولیا ان سب کو دیکھتی ہوئی دائیں طرف مڑی اور چاروں طرف دیکھتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

وہاں ناٹران کے پچاس ساتھی موجود تھے جو انتہائی تربیت یافتہ دکھائی دے رہے تھے۔ وہ جس طرح سے وارم اپ کر رہے تھے ان سے پتہ چل رہا تھا کہ جلد ہی ان پر بڑا حملہ ہونے والا ہے جس کی وہ مسلسل تیاری کر رہے ہیں تا کہ جارحانہ انداز میں اور پوری قوت سے دشمنوں کا مقابلہ کر سکیں۔ جولیا کچھ دیر ان سب کے درمیان گھومتی رہی پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ایک طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دور آ کر اسے کچھ فاصلے پر چمک سی محسوس ہوئی۔ اس چمک کو دیکھ کر وہ سمجھ گئی کہ یہ پانی کی چمک ہے۔ وہ اسی طرف بڑھنے لگی۔

درختوں کے درمیان سے گزرتی ہوئی وہ گھنی جھاڑیوں میں آئی تو اسے سامنے ایک بڑی جھیل دکھائی دی۔ جھیل صاف شفاف تھی اور اس کا نیلگوں پانی دور سے ہی چمکتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جولیا کے قدم بے اختیار اس طرف اٹھنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں وہ جھیل کے قریب پہنچ گئی۔ جھیل کافی گہری معلوم ہو رہی تھی۔ اس جھیل کے گرد جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں اور جھیل ٹیڑھے میڑھے انداز میں دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔

ابھی جولیا جھیل کی طرف دیکھ ہی رہی تھی کہ اسی لمحے اسے دور

سے ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دیں۔ دوسرے لمحے جولیا کو اپنی انگلی میں ہلکی ہلکی تھرتھراہٹ محسوس ہوئی۔ اس نے چونک کر دیکھا۔ ناٹران نے اسے جو انگوٹھی دی تھی۔ تھرتھراہٹ اسی انگوٹھی میں ہو رہی تھی اور نگینے کا رنگ مزید سرخ ہو رہا تھا۔ جولیا نے فوراً انگوٹھی کا نگینہ پریس کر دیا۔

''مس جولیا۔ مس جولیا۔ کیا آپ میری آواز سن رہی ہیں''۔ کانوں میں پہنے ہوئے ٹاپس میں ناٹران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ یہ آواز اتنی ہلکی تھی کہ صرف جولیا ہی سن سکتی تھی اگر اس کے قریب کوئی اور کھڑا ہوتا تو شاید ہی وہ اس آواز کو سن پاتا۔

''ہاں سن رہی ہوں''...... جولیا نے انگوٹھی منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کہاں ہیں''...... ناٹران نے پوچھا۔

''میں جھیل کی طرف آئی ہوں۔ کیوں کیا ہوا''...... جولیا نے پوچھا۔

''وہ پہنچ گئے ہیں۔ آپ فوراً جھیل سے واپس آ جائیں''۔ ناٹران نے جواب دیا۔

''کتنی تعداد ہے ان کی اور وہ کس طرف سے آ رہے ہیں''۔ جولیا نے پوچھا۔

''ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ ہیلی کاپٹروں اور جیپوں میں آئے ہیں اور جنگل میں شمال کی طرف سے داخل ہو رہے ہیں۔ ان

کے ساتھ بلیک ڈاگز بڑی تعداد میں ہیں۔ میرے آدمی آگے بڑھ گئے ہیں جو ان کا راستہ روکنے کی کوشش کریں گے لیکن جس تعداد میں وہ آئے ہیں مجھے نہیں لگتا کہ ہم زیادہ دیر ان کے سامنے ٹھہر سکیں گے“...... ناٹران نے کہا۔

”تو پھر اپنے ساتھیوں کو پیچھے ہٹا لو۔ خواہ مخواہ ان کی زندگیاں خطرے میں نہ ڈالو“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ ہم ان کا بھرپور مقابلہ کریں گے اور جب تک ہم میں دم ہے ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ میرے ساتھی پر عزم ہیں وہ مرنے سے پہلے دشمنوں کی بڑی تعداد ختم کر سکتے ہیں“...... ناٹران نے کہا۔

”فورس نے آگے بڑھنے سے پہلے ہیلی کاپٹروں سے یہاں میزائل برسانے شروع کر دیئے تو“...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ جنگل کے ایک حصے میں ہم نے ایئر کرافٹ گنیں اور طیارہ شکن میزائل گنیں بھی نصب کر دی ہیں۔ ہیلی کاپٹر تو کیا اگر یہاں لڑاکا طیارے بھی پہنچ جائیں تو ہم انہیں بھی مار گرائیں گے۔ ہم انہیں سبق سکھائیں گے کہ ہمارا مقابلہ کرنا آسان نہیں“...... ناٹران نے کہا۔

”لیکن اتنی بڑی کارروائی کرنے کی ضرورت کیا ہے۔ آخر عمران کی یا تمہاری پلاننگ کیا ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”یہ انتہائی بے رحم اور درندہ صفت افراد ہیں مس جولیا۔ انہوں نے وادیٔ مشکبار میں مسلمانوں پر ظلم اور جبر کی انتہا کر دی ہے اور یہ مسلمانوں کے ساتھ اس قدر بہیمانہ اور ناروا سلوک کرتے ہیں جسے دیکھ کر انسانیت بھی شرما جائے۔ یہ انسانی کھالوں میں چھپے ہوئے بھیڑئے ہیں جن کا ہلاک ہونا انسانیت کی خدمت سے کم نہیں ہے اور ہماری پلاننگ سادہ سی ہے مس جولیا۔ عمران صاحب چاہتے ہیں کہ ٹاپ سیکشن کے ساتھ سختی سے نپٹا جائے۔ اگر وہ یہاں آئیں تو انہیں آسانی سے آپ تک نہ پہنچنے دیا جائے اور ان کا زیادہ سے زیادہ نقصان کیا جائے۔ پھر بھی وہ آپ کو یہاں سے لے جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر میں نے آپ کو جو ڈی ایس ایم کھلایا ہے اس سے ہم آپ کو آسانی سے ٹریک کر لیں گے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر میں لے جایا جائے تاکہ ہم اس کی لوکیشن ٹریس کر سکیں جو ابھی تک انتہائی کوششوں کے باوجود ٹریس نہیں ہوسکی ہے۔ ٹاپ سیکشن ہیڈ کوارٹر میں مادام شیتل سمیت تمام ایجنٹوں کے موجود ہونے کا امکان ہو سکتا ہے اور ہم انہیں ہر حال میں ہلاک کرنا چاہتے ہیں“۔ ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسی بات ہے تو پھر میں کیبن میں بیٹھ کر ان کے آنے کا انتظار نہیں کروں گی کہ وہ آئیں اور مجھے گرفتار کر کے لے جائیں۔ میں بھی تم سب کے ساتھ مل کر لڑوں گی اور مرتے مرتے بھی دس

بیس کو ساتھ لے جاؤں گی“...... جولیا نے کہا۔

”عمران صاحب بھی کہہ رہے تھے کہ آپ نہیں مانیں گی اور کیبن میں دبکنے کی بجائے بہادری سے دشمنوں سے لڑنے کو ترجیح دیں گی۔ بہرحال۔ میں آپ سے رابطے میں رہوں گا۔ میں جانتا ہوں کہ آپ اپنا دفاع کر سکتی ہیں لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے۔ میرے آدمی جنگل کے کنارے پر بھی موجود ہیں دشمن تیزی سے آگے بڑھ رہے ہیں۔ کچھ ہی دیر میں جنگل کارزار میں تبدیل ہو جائے گا“...... ناٹران نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے اس نے دور دو ہیلی کاپٹروں کو اس سمت آتے دیکھا۔ ہیلی کاپٹر ابھی کچھ ہی آگے آئے ہوں گے کہ اچانک جنگل کے ایک حصے سے شائیں شائیں کی تیز آوازیں سنائی دیں اور جولیا نے دو میزائل جنگل سے نکل کر ہیلی کاپٹروں کی طرف بڑھتے دیکھے۔ ہیلی کاپٹروں کے پائلٹوں نے بھی شاید میزائل دیکھ لئے تھے۔ انہوں نے ہیلی کاپٹر موڑنے چاہے اور میزائلوں سے بچنے کی کوشش کی لیکن ان کی کوشش بے کار ثابت ہوئی۔ میزائل برق رفتاری سے ان سے ٹکرائے اور ماحول یکلخت دو زور دار دھماکوں سے لرز اٹھا۔ آسمان پر آگ کے الاؤ روشن ہوئے اور گرتے چلے گئے۔

”گڈ شو۔ ان ہیلی کاپٹروں کو تباہ کر کے اچھا کیا گیا ہے ورنہ یہ اوپر سے سرچنگ کر کے نیچے موجود ہماری فورس کو نشانہ بنا سکتے

تھے۔ اب انہیں زمینی فورس کو لے کر آگے بڑھنا پڑے گا جن کا کم از کم مقابلہ تو کیا جا سکتا ہے“...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً جیکٹ کی جیب سے اپنا مشین پسٹل نکالا اور تیزی سے اس سمت دوڑتی چلی گئی جس سمت ہیلی کاپٹر تباہ ہو کر گرے تھے۔

درختوں اور جھاڑیوں کے درمیان دوڑتی ہوئی وہ کافی دور چلی گئی۔ جنگل کا اگلا حصہ گھنا بھی تھا اور وہاں ہر طرف جھاڑیاں ہی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں۔ جھاڑیوں کے علاوہ یہ حصہ ڈھلانی تھا۔ جگہ جگہ گڑھے دکھائی دے رہے تھے۔ جولیا ان گڑھوں اور خود رو جھاڑیوں سے بچتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی کہ اچانک اسے دور سے بہت سی گاڑیوں کے انجنوں اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں تو وہ یکلخت ٹھٹھک گئی۔ دشمن قریب پہنچ چکے تھے۔ جولیا نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ کچھ سوچ کر ڈھلان سے اوپر جانے کی بجائے تیزی سے ایک درخت کی طرف بڑھی اور پھر وہ درخت کے نزدیک پہنچ کر رکے بغیر اس درخت پر چڑھتی چلی گئی۔

یہ درخت دوسرے درختوں سے کہیں بڑا گھنا اور اونچا تھا۔ جولیا اوپر پہنچ کر رکی اور پھر وہ ایک بڑی شاخ پر چڑھ کر کھڑی ہو گئی اور ڈھلان کی دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کرنے لگی۔ لیکن اس طرف گھنے درختوں اور جھاڑیوں کی وجہ سے اسے کچھ دکھائی نہ دے رہا تھا۔

”ہونہہ۔ کاش میرے پاس کوئی دوربین ہوتی“...... جولیا نے

ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ماحول یکلخت مشین گنوں کی گرج اور بموں کے دھماکوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔ شاید ناٹران کے آدمیوں اور ٹاپ فورس میں ٹھن گئی تھی اور وہ ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہو گئے تھے۔ جولیا چند لمحے دوسری طرف دیکھنے کی کوشش کرتی رہی پھر وہ درخت سے اتری اور ڈھلان کی طرف بڑھی۔ اب ڈھلان پر چڑھ کر وہاں موجود کسی اونچے درخت پر چڑھے بغیر وہ دشمنوں کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ ابھی وہ ڈھلان پر چڑھ ہی رہی تھی کہ اسی لمحے اس کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی میں ایک بار پھر تھرتھراہٹ ہونا شروع ہو گئی۔ جولیا نے انگوٹھی کا نگینہ پریس کیا تو تھرتھراہٹ ختم ہو گئی۔

''یس ناٹران''...... جولیا نے انگوٹھی منہ کے قریب کرتے ہوئے کہا۔

''آپ جھیل سے کافی دور نکل آئی ہیں مس جولیا۔ اس طرف دشمنوں کی بڑی تعداد موجود ہے''...... ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''کتنے افراد ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''جس طرف آپ موجود ہیں اس طرف سو سے زائد افراد ہیں اور بلیک ڈاگز بھی ان کے پاس ہی ہیں''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''کتوں کی تعداد کتنی ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''میرے آدمیوں کے کہنے کے مطابق وہ اپنے ساتھ دس کتے

لائے ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''تم تو کہہ رہے تھے کہ کتوں کی بھی بڑی تعداد ہے ان کے ساتھ''...... جولیا نے کہا۔

''اس وقت کتے جیپوں میں پنجروں میں بند تھے جن پر کپڑے پڑے ہوئے تھے اس لئے ٹھیک اندازہ نہیں لگایا جا سکا تھا لیکن اب سب کتے پنجروں سے باہر ہیں۔ بڑے طاقتور اور انتہائی خطرناک کتے ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''کتوں سے زیادہ شیرنی طاقتور ہوتی ہے اور شیرنی کو دیکھ کر کتے تو کیا بڑے بڑے مونسٹر بھی دم دبا کر بھاگ جاتے ہیں۔ شیرنی جب جنگل میں ہو اور بھوکی ہو تو اس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا''...... جولیا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس مس جولیا۔ آپ واقعی کسی شیرنی سے کم نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آسانی سے آپ کا شکار نہیں کر سکیں گے لیکن پھر بھی آپ نے کوشش کرنی ہے کہ وہ آپ کو یہاں سے زندہ لے جائیں یہ عمران صاحب کا حکم ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''میں جانتی ہوں کہ مجھے کیا کرنا ہے۔ تم یہ بتاؤ عمران واپس آیا ہے یا نہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی وہ نہیں آئے ہیں''...... ناٹران نے جواب دیا۔

''اس کا فون بھی نہیں آیا''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''تو تم اس سے رابطہ کرو اور اسے یہاں کی سچویشن بتا دو''۔ جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تھوڑا مصروف ہوں۔ فارغ ہوتے ہی میں عمران صاحب سے رابطہ کرتا ہوں''...... ناٹران نے کہا اور جولیا نے نگینے کو پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا۔ ڈھلان سے اوپر پہنچ کر وہ ایک درخت کی طرف بڑھی اور پھر تیزی سے اس درخت پر چڑھنے لگی۔ اب جیپوں کے انجنوں اور کتوں کی آوازیں نزدیک آتی جا رہی تھیں۔ جولیا درخت پر آئی اور سب سے اوپر والی شاخ پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے سامنے جنگل تھا لیکن اتنا گھنا نہیں تھا۔ دور ایک بڑا سا میدان نظر آ رہا تھا جہاں دس جیپیں جھاڑیاں روندتی ہوئیں اس طرف بڑھی آ رہی تھیں۔ جیپوں کے آگے دس کتے تھے جو بھونکتے ہوئے اور لمبی لمبی چھلانگیں لگاتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ جیپوں پر ہیوی گنیں تھیں جو چاروں طرف موو کی جا سکتی تھیں۔ ان گنوں سے تسلسل کے ساتھ فائرنگ کی جا رہی تھی اور جیپوں میں بیٹھے ہوئے افراد بھی سامنے اور دائیں بائیں فائرنگ کر رہے تھے۔ اس طرف شاید ناٹران کے آدمی موجود نہیں تھے کیونکہ ان جیپوں کی طرف کوئی جوابی فائرنگ نہیں کی جا رہی تھی۔ جولیا چونکہ اونچے درخت پر تھی اس لئے اب وہ انہیں آسانی سے دیکھ سکتی تھی اور وہ ابھی اس سے کم از کم دو سے تین کلو میٹر دور تھے۔ آگے ایک بڑی ڈھلان تھی جہاں انہیں یقیناً جیپیں روکنا پڑتیں۔

جولیا کی نظریں انسانوں سے زیادہ ان سیاہ کتوں پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ جس انداز میں اچھلتے کودتے بھاگتے چلے آ رہے تھے ان کی رفتار جیپوں سے تیز تھی اور وہ جیپوں سے کافی آگے تھے۔ جولیا نے اسی درخت پر رہنے کا فیصلہ کر لیا۔ چونکہ مسلح افراد کو ڈھلان اترنے اور یہاں تک آنے میں وقت لگ سکتا تھا اور کتوں کے لئے یہ مسئلہ نہ تھا اس لئے جولیا سب سے پہلے ان کتوں کو ہی نشانہ بنانا چاہتی تھی۔ کتے بڑے بڑے جبڑوں والے اور شیروں کی طرح پلے ہوئے تھے جو واقعی انتہائی خونخوار اور طاقتور دکھائی دے رہے تھے۔

تھوڑی ہی دیر میں کتے ڈھلان تک پہنچ گئے اور پھر وہ بھونکتے ہوئے ڈھلان سے نیچے اترنے لگے۔ جولیا نے فوراً جیکٹ کی جیب سے منی میزائل گن نکال کر ہاتھ میں لے لی۔ اب اس کے ایک ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور دوسرے ہاتھ میں منی میزائل گن۔ بلیک ڈاگ تیزی سے اچھلتے ہوئے ڈھلان پر آئے اور پھر وہ تیزی سے نیچے آنا شروع ہو گئے۔ اب بھی وہ جولیا سے خاصے فاصلے پر تھے اس لئے جولیا ان کا نشانہ نہیں لے سکتی تھی۔ ڈھلان پر گھنی جھاڑیاں تھیں اس لئے کتے ان جھاڑیوں میں چھپ گئے تھے لیکن وہ جن جھاڑیوں سے گزر رہے تھے ان جھاڑیوں کے ہلنے کی وجہ سے جولیا ان کی پوزیشن چیک کر رہی تھی۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ ڈھلان کے کنارے پر جیپیں آ کر رک گئیں اور ان میں موجود مسلح افراد چھلانگیں مار کر اترے اور ڈھلان کی طرف بڑھے۔

جولیا کی نگاہیں ان جھاڑیوں پر تھی جن میں بلیک ڈاگ موجود تھے۔ جھاڑیاں مسلسل ہلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ جولیا چند لمحے انتظار کرتی رہی پر جیسے ہی کتے میزائل گن کی رینج میں آئے اس نے یکے بعد دیگرے جھاڑیوں کی طرف منی میزائل گن سے چار میزائل فائر کر دیئے۔ زائیں زائیں کی تیز آوازوں کے ساتھ میزائل جھاڑیوں کی طرف گئے اور ماحول یکلخت یکے بعذ دیگرے چار دھماکوں سے گونج اٹھا۔ جولیا نے کتوں کے پرخچے اُڑتے دیکھے۔ جھاڑیاں چونکہ خشک تھیں اس لئے دھماکے ہوتے ہی جھاڑیوں نے بھی یکلخت جلنا شروع کر دیا اور آگ تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ جیسے ہی دھماکے ہوئے ڈھلان سے اترنے والے مسلح افراد نہ صرف وہیں رک گئے بلکہ وہ فوراً جھاڑیوں اور چٹانوں میں دبکتے چلے گئے اور دوسرے لمحے ماحول یکلخت مشین گنوں کی تڑتڑاہٹوں سے گونج اٹھا۔ انہوں نے اندھا دھند فائرنگ کرنی شروع کر دی۔

جولیا اطمینان کے ساتھ درخت پر بیٹھی ہوئی تھی کیونکہ مسلح افراد اس سے کافی دور تھے اور مشین گنوں کی گولیاں اس تک نہیں پہنچ سکتی تھیں۔ وہ ان جھاڑیوں کی طرف ہی دیکھ رہی تھی جن میں کتے تھے۔ اس نے چار میزائلوں سے چار کتوں کو ہی نشانہ بنایا تھا۔ ابھی چھ کتے باقی تھے جو دھماکوں کی آواز سن کر جھاڑیوں میں راستہ بدل کر بکھر گئے تھے۔ ایک جگہ جولیا نے جیسے ہی جھاڑیاں ہلتی دیکھیں اس نے ایک اور منی میزائل داغ دیا۔ میزائل برق رفتاری سے گیا

اور جھاڑیوں میں زور دار دھماکہ ہوا اور ساتھ ہی آگ کے شعلوں میں ایک کتے کے لوتھڑے اُڑتے دکھائی دیئے۔ اس سے پہلے کہ جولیا کسی اور کتے کا نشانہ بناتی اسی لمحے اس نے سامنے سے ایک میزائل اپنی طرف آتے دیکھا۔

مسلح افراد نے اس کے میزائل فائر کرنے پر اس کی پوزیشن دیکھ لی تھی۔ اس لئے انہوں نے بھی میزائل فائر کیا تھا۔ میزائل سیدھا اسی کی طرف آ رہا تھا۔ جولیا نے فوراً چھلانگ لگائی اور کمر کے بل زمین پر گری اور تیزی سے کروٹیں بدلتی چلی گئی۔ میزائل درخت سے ٹکرایا۔ زور دار دھماکہ ہوا اور درخت کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ جولیا اٹھی اور تیزی سے ایک طرف بھاگی۔ اسی لمحے ایک اور میزائل آیا اور تیز آواز کے ساتھ جولیا کے عین اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ جولیا کے نے دوڑتے دوڑتے لمبی چھلانگ لگائی تو میزائل اس سے کچھ فاصلے پر جا کر ایک اور درخت سے ٹکرایا اور پھر اس درخت کے ساتھ ارد گرد موجود کئی درخت ہوا میں اُڑتے چلے گئے۔ اس کے بعد تو جیسے مسلح افراد نے جولیا پر مسلسل میزائلوں کی بارش کرنی شروع کر دی۔

جولیا جھکے جھکے انداز میں تیزی سے بھاگی جا رہی تھی۔ اس کے ارد گرد زور دار دھماکوں سے جیسے قیامت ہی ٹوٹ پڑی تھی۔ پھر یکلخت اس کے عقب میں ایک میزائل گرا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی طاقتور دیو نے اسے اٹھا کر پوری

قوت سے ہوا میں اچھال دیا ہو۔ جولیا کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ ہوا میں ہاتھ پاؤں مارتی ہوئی دور جا گری۔

جہاں وہ گری تھی وہاں بڑی بڑی اور نرم جھاڑیاں تھیں اس لئے اسے چوٹ نہیں آئی تھی لیکن زور دار دھماکے کے پریشر نے جیسے اس کے کان سن سے کر دیئے تھے۔ اسے اپنے کانوں میں تیز سیٹیاں بجتی ہوئی محسوس ہونے لگیں۔ اس نے مشین پسٹل اور منی میزائل گن نیچے رکھی اور اٹھ کر بیٹھ گئی اور زور زور سے اپنے کانوں پر ہاتھ مارنے لگی۔ دوسری طرف سے مسلسل میزائل آ رہے تھے لیکن اب میزائل اس سے کافی بلندی پر اور کافی فاصلے سے گزر رہے تھے۔ اسی لمحے جولیا کو ناٹران کی دی ہوئی انگوٹھی سے کال موصول ہوئی۔ جولیا نے فوراً انگوٹھی کا نگینہ پریس کر دیا۔

''مس جولیا۔ آپ کہاں ہیں۔ آپ ٹھیک تو ہیں''...... نگینے کے پریس ہوتے ہی ناٹران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ میں ٹھیک ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''یہ آپ کی طرف دشمنوں نے مسلسل میزائل کیوں فائر کرنے شروع کر دیئے ہیں''...... ناٹران نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''انہیں ایسا کرنے کی میں نے خود دعوت دی تھی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''خود دعوت دی تھی۔ کیا مطلب''...... ناٹران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کچھ نہیں۔ تم یہ بتاؤ دوسری طرف کیا پوزیشن ہے۔ کیا تمہارے ساتھی مسلح افراد کا مقابلہ کر رہے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ہمارے ساتھی پوری قوت اور جذبے سے دشمنوں سے نبرد آزما ہیں۔ دشمنوں کی تعداد زیادہ ہے اور ان کے پاس بھاری اسلحہ بھی ہے لیکن اس کے باوجود میرے ساتھی انہیں آگے نہیں بڑھنے دے رہے ہیں''...... ناٹران نے کہا۔

''گڈ شو۔ اور عمران کو کال کیا''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی تک موقع نہیں مل سکا۔ میں آپ کی اور اپنے ساتھیوں کی مانیٹرنگ کر رہا ہوں''...... ناٹران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم......'' جولیا نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اسے دائیں طرف سے تیز غراہٹ کی آواز سنائی دی۔ جولیا زخمی ناگن کی طرح مڑی اور یہ دیکھ کر اس کا ایک لمحے کے لئے سانس رک گیا۔ اس سے دس میٹر کے فاصلے پر سیاہ رنگ کے دو خوفناک کتے کھڑے تھے جن کی آنکھیں سرخ تھیں اور وہ جبڑے کھولے غراتے ہوئے جولیا کو خونی نظروں سے گھور رہے تھے۔ جولیا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

''کیا ہوا''...... ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''کچھ نہیں''...... جولیا نے کہا اس نے فوراً مشین پسٹل کا رخ ان کتوں کی طرف کیا اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتی۔ اچانک

بائیں طرف جھاڑیوں سے ایک کتا نکلا اور اس نے یکلخت جولیا پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا فوراً نیچے جھکی۔ کتا اس کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ یہ دیکھ کر دوسری طرف کھڑے کتے بھونکتے ہوئے تیزی سے جولیا کی طرف لپکے۔ اس سے پہلے کہ وہ جولیا پر چھلانگیں لگاتے۔ جولیا نے یکلخت ان پر فائرنگ کر دی۔ دونوں کتے چیختے ہوئے گرے اور ہلاک ہو گئے۔ جس کتے نے جولیا پر چھلانگ لگائی تھی وہ اٹھا اور جولیا کو دیکھ کر خوفناک انداز میں غرانے لگا۔ جولیا نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔

تڑتڑاہٹ ہوئی اور کتے کے سر کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ اسی لمحے سامنے جھاڑیوں سے بھی مزید دو کتے بھاگتے ہوئے جولیا کی طرف آئے۔ جولیا نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر انہیں بھی نشانہ بنایا اور دونوں کتے گر کر تڑپتے ہوئے ساکت ہو گئے۔ اب تک جولیا نے نو کتوں کو ہلاک کیا تھا۔ اب ایک کتا باقی تھا۔

جولیا مشین پسٹل سنبھالے پیروں کے بل زمین پر بیٹھ گئی اور تیز نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگی۔ آخری کتا اسے کہیں دکھائی نہ دے رہا تھا اور نہ ہی اس کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ جولیا ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ وہ تیزی سے مڑی لیکن اس بار دیر ہو چکی تھی۔ جھاڑیوں میں چھپا ہوا کتا یکلخت آواز نکالے بغیر اس پر جھپٹ پڑا تھا۔ جولیا کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا۔

کتے نے جولیا کی ٹانگ دبوچنی چاہی لیکن جولیا اچھل کر پیچھے ہٹی اور اس نے زور دار ٹانگ کتے کی گردن پر ماری۔ کتا اچھل کر سائیڈ پر گرا۔ گرتے ہی وہ اٹھا اور ایک بار پھر جولیا کی طرف لپکا اس نے یکلخت جولیا پر چھلانگ لگائی۔ جولیا ایڑی کے بل گھومی اور اس نے دائیں ہاتھ کا مکا پوری قوت سے کتے کے سر پر مارا۔ کتا دھب سے نیچے گرا تو جولیا نے اسے پیر کی ٹھوکر مار کر دور اچھال دیا۔ کتا نیچے گرتے ہی اٹھا اور جولیا کی طرف دیکھ کر جبڑے کھول کر غرانے لگا۔ جولیا کی نظریں بھی اس کتے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھی جبکہ کتا بھی اس کی طرف قدم بہ قدم آگے آ رہا تھا۔ جولیا پیچھے ہٹتے ہوئے اپنے مشین پسٹل کے قریب آ گئی۔ اسی لمحے کتا بھونکا اور اس نے ایک بار پھر جولیا پر چھلانگ لگا دی۔ جولیا فوراً نیچے گری۔ اس نے اپنا مشین پسٹل اٹھایا اور تیزی سے کروٹیں بدلتی چلی گئی۔ کتا دوڑتا ہوا اس کی طرف آیا تو جولیا رکی اور اس نے کتے کا نشانہ لے کر ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور بے شمار گولیاں کتے کے سر اور جبڑے میں گھستی چلی گئیں۔

کتے کے منہ سے آواز بھی نہ نکل سکی اور وہ گرا اور تڑپ تڑپ کر ساکت ہو گیا۔ جولیا نے اپنی بہترین حکمت عملی اور ذہانت سے دس کے دس کتوں کو ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے اوپر سے مسلسل میزائل گزر رہے تھے لیکن اب میزائل اس کے ارد گرد نہیں گر رہا تھا۔ آخری کتے کو ہلاک کرتے ہی جولیا تیزی سے اٹھ کر کھڑی ہو

گئی۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر لباس پر لگی ہوئی گرد اور جھاڑیوں کے تنکے صاف کرنے لگی۔ اسی لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور بے شمار گولیاں جولیا کے قریب زمین پر پڑیں۔

''خبردار۔ اسلحہ پھینک دو ورنہ چھلنی کر دی جاؤ گی''...... ایک درخت کے پیچھے سے کڑکتی ہوئی آواز سنائی دی۔ جولیا نے چونک کر دیکھا تو اس کے گرد درختوں کے پیچھے سے کئی مشین گنوں کی نالیں جھانکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ کتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اسے مسلح افراد کی آمد کا علم ہی نہ ہو سکا تھا جنہوں نے نہایت خاموشی سے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اب جولیا کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ وہ درختوں کے جھنڈ کے سنٹر میں موجود تھی اور اس کے اردگرد درختوں کے پیچھے مسلح افراد موجود تھے اگر وہ ذرا بھی غلط حرکت کرتی تو اس پر چاروں جانب سے فائرنگ کی جا سکتی تھی۔

''انہوں نے آپ کو گھیر لیا ہے مس جولیا۔ اگر آپ نے مزاحمت کی تو یہ آپ کو ہلاک کر دیں گے''...... ٹاپس میں ناٹران کی دھیمی آواز سنائی دی۔ جولیا نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے مشین پسٹل نیچے گرا دیا۔

''اپنے ہاتھ بلند کرو''...... وہی آواز سنائی دی تو جولیا نے دونوں ہاتھ اٹھا لئے۔ اسی لمحے درختوں کے پیچھے سے چند مشین گن بردار نکلے اور جولیا کی طرف بڑھنے لگے۔

''میں ان سے نپٹ سکتی ہوں''...... جولیا نے بڑبڑانے والے انداز میں کہا۔

''نہیں مس جولیا۔ یہ آپ کو زندہ پکڑنا چاہتے ہیں تو انہیں پکڑنے دیں۔ عمران صاحب کی بات درست ثابت ہوئی ہے آپ کو اکیلی دیکھ کر انہوں نے آپ پر فائرنگ نہیں کی ہے اور زندہ پکڑنے کے لئے آپ کے گرد جمع ہوئے ہیں''...... ناٹران نے کہا تو جولیا نے ہونٹ بھینچ لئے۔ پانچ مشین گن بردار اس کے قریب آ گئے تھے۔ دو سامنے سے ایک ایک دائیں بائیں سے اور ایک اس کے عقب سے۔ جولیا ابھی ان سب کی طرف دیکھ ہی رہی تھی کہ اسی لمحے پیچھے سے آنے والا مسلح آدمی تیزی سے جولیا کی طرف جھپٹا اس سے پہلے کہ جولیا کچھ سمجھتی۔ اس آدمی نے یکلخت مشین گن نال سے پکڑی اور پوری قوت سے جولیا کے سر پر مار دی۔ جولیا کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اس کے دماغ میں یکلخت سورج سا روشن ہو گیا۔ وہ لہرائی تو اسی لمحے اس کے سر پر ایک بار پھر قیامت ٹوٹ پڑی اور جولیا کے دماغ میں روشن ہونے والا سورج ڈوبتا چلا گیا۔

ٹائیگر، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر لامار جزیرے پر موجود تھے۔ وہ ایک موٹر بوٹ کے ذریعے یہاں پہنچے تھے۔ موٹر بوٹ ٹائیگر خود چلا کر لایا تھا۔ موٹر بوٹ میں وہ اپنے ساتھ کافی سامان لائے تھے جو چار تھیلوں میں موجود تھا۔

لامار جزیرہ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ یہ جزیرہ گھنی اور زہریلی جھاڑیوں سے بھرا ہوا تھا اور اس جزیرے پر زہریلے سانپوں اور بچھوؤں کی بھرمار تھی اس لئے لوگ اس جزیرے پر پکنک منانے بھی نہیں آتے تھے۔ یہ جزیرہ چونکہ الگ تھلگ تھا اس لئے کافرستان کا قبضہ ہونے کے باوجود اس جزیرے پر کوئی توجہ نہ دی گئی تھی۔ ٹائیگر نے اس جزیرے کے بارے میں معلومات حاصل کر لی تھیں اور پھر وہ اپنے اور ان سب کے لئے لانگ شوز اور چمڑے کے مخصوص لباس لے آیا تھا۔ جزیرے پر اترنے سے پہلے انہوں نے پتلے چمڑے کے لباس پہن کر ان کے اوپر اپنے لباس پہن لئے تھے تاکہ جھاڑیوں

سے اچانک کوئی سانپ نکل کر انہیں نہ ڈس سکے۔ وہ جزیرے کے کنارے پر بیٹھے غوطہ خوری کا لباس پہن رہے تھے۔ ان کا ارادہ اس جزیرے پر رکنے کا نہیں تھا۔ لباس پہن کر انہوں نے موٹر بوٹ سے تھیلے اٹھائے اور پھر ایک ایک کر کے کنارے سے سمندر میں اترنا شروع ہو گئے۔

اس جزیرے پر ان کے آنے کا مقصد موٹر بوٹ کو محفوظ کرنا تھا ورنہ وہ موٹر بوٹ سے ہی سمندر میں اتر سکتے تھے۔ بلیک لارک جزیرہ اس جزیرے کے شمال میں تھا۔ وہ چاہتے تھے کہ وہ سمندر میں تیرتے ہوئے بلیک لارک پر جائیں۔ چمڑے کے لباس کی بہت سی خاصیتیں تھیں۔ ان لباسوں میں مخصوص قسم کے تار جوڑے گئے تھے جو ایک چھوٹی سی بیٹری سے لنکڈ تھے۔ بیٹری سے تاروں میں کرنٹ دوڑتا رہتا تھا جو ہلکی حرارت سے چمڑے کو گرم رکھتا تھا اور چمڑا گرم رہنے کی وجہ سے اس سے ایسی ریز نکلتی تھیں جنہیں بلاکڈ ریز کہا جاتا تھا۔

ان ریز کی موجودگی میں الٹرا ساؤنڈ اور دوسری کوئی بھی ریز ناکارہ ہو جاتی تھی۔ اس لئے انہیں نہ تو سمندر میں اترنے پر بلیک لارک پر موجود ریز چیک کر سکتی تھیں اور نہ ہی کسی سیٹلائٹ سسٹم کے ذریعے انہیں دیکھا جا سکتا تھا بلکہ بلاکڈ ریز کا یہ بھی کمال تھا کہ ان کی موجودگی میں اردگرد موجود ریز آٹو میٹک طریقے سے بلاکڈ ہو جاتی تھیں۔ اس لئے اگر جزیرے پر سرچنگ ریز کا بھی

جال پھیلا ہوا ہوتا تو انہیں سرچ نہیں کیا جا سکتا تھا اور نہ ہی مانیٹر کیا جا سکتا تھا۔

ٹائیگر نے سارے انتظامات مکمل کئے تھے اور پھر اسلحہ اور ضرورت کا سامان لے کر ان کے ساتھ آ گیا تھا۔ ٹائیگر کے کہنے کے مطابق انہیں سمندر میں کم گہرائی میں کم از کم دو گھنٹوں تک تیرنا تھا کیونکہ بلیک لارک اس جزیرے سے کافی فاصلے پر تھا۔ چونکہ ان کی کمروں پر اسلحہ اور ضرورت کے سامان سے بھرے ہوئے تھیلے تھے اس لئے انہوں نے آکسیجن سلنڈر سینوں پر باندھے ہوئے تھے۔ ان سلنڈروں میں اتنی آکسیجن موجود تھی کہ وہ مسلسل دو گھنٹوں تک پانی کے اندر رہ سکتے تھے۔

سمندر میں اترتے ہی وہ تیزی سے ایک طرف تیرنا شروع ہو گئے۔ مسلسل اور کافی دیر تیرتے رہنے کے بعد وہ اردگرد کا جائزہ لینے کے لئے سطح پر آ جاتے تھے اور کچھ دیر کے لئے سلنڈر کی آکسیجن روک کر قدرتی ہوا میں سانس لیتے اور پھر ماسک لگا کر دوبارہ پانی میں اتر جاتے۔ دو گھنٹوں تک مسلسل بھاری سامان کے ساتھ تیرنا ان کے لئے مشکل ضرور تھا لیکن انہوں نے تھکنا اور ہارنا تو سیکھا ہی نہ تھا۔ سمندر میں بڑی لہریں محسوس کرتے ہی وہ مزید گہرائی میں اتر جاتے تھے کیونکہ۔ لہریں پیدا ہونے کا مطلب تھا کہ اوپر کوئی شپ، لانچ یا پھر موٹر بوٹ گزر رہی ہے جس کا تعلق لازماً بلیک لارک کے حفاظتی اسکوارڈ سے ہو سکتا تھا۔

مسلسل اور جان توڑ سفر کے بعد انہیں سمندر میں سیاہ چٹانیں دکھائی دیں۔ ٹائیگر نے اشارہ کیا کہ وہ اب اوپر سطح پر نہیں جائیں گے بلکہ نیچے جا کر جزیرے تک پہنچنا ہے تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور ٹائیگر کے پیچھے تیرنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں وہ سیاہ چٹانوں کے نزدیک پہنچ گئے۔ چٹانوں کے قریب جا کر وہ رکے اور پھر چٹانوں کا جائزہ لینے لگے۔

''ہمیں نیچے رہ کر ان چٹانوں میں کریکس ڈھونڈنے ہیں''۔ ٹائیگر نے اشارے سے ان تینوں سے کہا تو انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ چٹانوں کے ساتھ ساتھ تیرتے چلے گئے۔ یہاں پانی میں کافی ہلچل تھی۔ اوپر شاید مسلسل لانچیں اور موٹر بوٹس تیر رہی تھیں جو جزیرے کی حفاظت پر مامور تھیں۔

سیاہ چٹانوں میں جگہ جگہ دراڑیں اور راستے بنے ہوئے دکھائی دے رہے تھے لیکن یہ دراڑیں زیادہ بڑی اور چوڑی نہیں تھیں۔ ٹائیگر انہیں روک کر اندر جاتا اور پھر فوراً ہی لوٹ آتا تھا۔ چونکہ انہیں مسلسل تیرتے ہوئے کافی وقت ہو چکا تھا اس لئے اب انہیں سلنڈروں میں آکسیجن ختم ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ آکسیجن بچانے کے لئے انہیں بار بار سانس روکنا پڑ رہا تھا۔ تھوڑی دور جا کر ٹائیگر کو ایک دراڑ دکھائی دی تو وہ تیزی سے اس کی طرف لپکا اور دراڑ میں داخل ہوتا چلا گیا۔ یہ دراڑ دوسری دراڑوں سے کم چوڑی تھی لیکن دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی اس لئے ٹائیگر

نے ان سب کو بھی اندر آنے کا اشارہ کیا اور آگے کی طرف تیرتا چلا گیا۔ کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر بھی اس کے پیچھے تیرنے لگے۔ وہ کوشش کر رہے تھے کہ کم سے کم آکسیجن استعمال کریں۔

دراڑ واقعی دور تک چلی گئی تھی اور آگے جا کر کافی چوڑی بھی ہو گئی تھی۔ کافی دور آ کر ٹائیگر نے انہیں رکنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ چٹانوں کے ساتھ ساتھ اوپر اٹھنا شروع ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں اس کا سر پانی سے باہر تھا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ایک بڑی جھیل جیسی دراڑ میں تھا جو کافی دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ کناروں پر گھنی گھاس اور جھاڑیاں ہی جھاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ٹائیگر نے آکسیجن ماسک منہ سے ہٹایا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا پھر وہ آکسیجن ماسک لگائے بغیر واپس نیچے اترا اور اس نے اشارے سے انہیں اپنے ساتھ اوپر آنے کا کہا۔ وہ تینوں اس کے ساتھ اوپر آ گئے۔ اب وہ جھیل نما دراڑ کے کنارے پر تھے۔ اوپر کھلا آسمان تھا۔ دوسرا کنارہ چونکہ کافی فاصلے پر اور بلندی پر تھا اس لئے وہ یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ اس کنارے پر کیا ہے۔

''یہاں تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ قدرت نے ہماری مدد کی ہے اور ہم اس دراڑ کے ذریعے بلیک لارک میں داخل ہو گئے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''دراڑ کافی دور تک جا رہی ہے۔ ہم چاہیں تو اور آگے جا سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں لیکن ہمیں بہر حال باہر نکلنا ہی پڑے گا۔ ہم جزیرے پر تو پہنچ گئے ہیں اور کنارے پر موجود حفاظتی انتظامات کے نقصانات سے بھی بچ گئے ہیں لیکن یہاں ہر طرف موت پھیلی ہوئی ہے۔ یہاں اتنی فورس ہے کہ اس کا مقابلہ کرنا ہمارے لئے خاصا مشکل ثابت ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''جب اوکھلی میں سر دے دیا ہے تو پھر موسلوں سے کیا ڈرنا۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ ہم ایک ایک کو ہلاک کر دیں گے''...... تنویر نے کہا۔

''اس سے پہلے ہمیں یہ پتہ لگانا ہے کہ جزیرے پر سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھٹکتے رہ جائیں اور دشمن ہمیں شکار کر لیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر جزیرے پر ہے تو ہم اسے ڈھونڈ ہی لیں گے۔ اب یہاں سے تو نکلو''...... تنویر نے کہا۔ اسی لمحے انہیں تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے اور فوراً کنارے کے ساتھ لگ گئے اور انہوں نے اپنے سر بھی سیاہ چٹانوں کے ساتھ لگا لئے۔ اسی لمحے ان کے اوپر کچھ فاصلے سے ایک ہیلی کاپٹر گزرا۔ ہیلی کاپٹر مڑا اور پھر جھیل نما دراڑ کے اوپر اڑتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر کے نیچے ایک سرچ لائٹ لگی ہوئی تھی جو دن ہونے کے باوجود روشن تھی۔

''یہ تو سرچ ہیلی کاپٹر ہے اور اس کے نیچے سرچ لائٹ لگی ہوئی

ہے جو زمین اور پانی کے نیچے موجود انسانی وجود کا پتہ بتا سکتی ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہم نے جو بلاکڈ ریز لباس پہن رکھے ہیں ان کی وجہ سے یہ ہمیں سرچ نہیں کر سکیں گے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''لیکن ہیلی کاپٹر کافی نیچے ہے۔ اس سے تو ہمیں دیکھا جا سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ہمیں بس یہی احتیاط کرنی ہے کہ سرچ ہیلی کاپٹر میں موجود افراد ہمیں نہ دیکھ سکیں ورنہ یہاں موجود کسی بھی ریز سے ہمیں چیک نہیں کیا جا سکے گا''...... ٹائیگر نے کہا۔ ہیلی کاپٹر آگے جا کر مڑا اور ایک بار پھر جھیل نما دراڑ کے اوپر اُڑتا ہوا ان کی طرف آنے لگا۔ ہیلی کاپٹر کا رخ اپنی طرف ہوتے دیکھ کر انہوں نے فوراً اپنے سر پانی میں کر لئے۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر گڑگڑاتا ہوا ان کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔ سرچ لائٹ کی نیلی نیلی روشنی انہیں پانی میں اترتی ہوئی دکھائی دی تھی۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر ان کے سروں سے گزر کر آگے گیا انہوں نے ایک بار پھر سر پانی سے نکال لئے اور گہرے گہرے سانس لینے لگے۔

''ہمیں پہلے ان آکسیجن سلنڈروں سے نجات حاصل کر لینی چاہئے۔ ان میں آکسیجن نام کی کوئی چیز باقی نہیں بچی ہے''۔ صفدر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ چہروں سے ماسک ہٹا کر جسم سے آکسیجن سلنڈر کے بیلٹ کھولنے لگے۔

بیلٹ کھولتے ہی انہوں نے آکسیجن سلنڈر پانی میں چھوڑ دیئے۔

''اب نکلیں یہاں سے''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ میں کچھ اور سوچ رہا ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا''...... تنویر نے پوچھا۔ ٹائیگر اور صفدر بھی چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''وہ سامنے دیکھو''...... کیپٹن شکیل نے انگلی سے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو وہ تینوں اس طرف دیکھنے لگے۔ انہیں دور دراڑ کے اوپر والے حصے میں چٹانوں میں دو بڑے سوراخ دکھائی دیئے جن سے پانی گر رہا تھا۔ پانی گدلا سا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ پانی سمندری نہ ہو بلکہ جزیرے کے کسی اور حصے سے بہہ کر ان چٹانوں سے نکل رہا ہو۔

''تم شاید ان ہولز کی طرف اشارہ کر رہے ہو جن سے پانی رس رہا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اور ٹائیگر کے کہنے کے مطابق یہ جزیرہ بھی آباد نہیں ہے۔ یہ جزیرہ حکومتی تحویل میں ہے اور اسی جزیرے پر سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اب ہیڈ کوارٹر زمین کے اوپر ہے یا نیچے یہ تو معلوم نہیں ہے لیکن ان ہولز سے گندہ پانی باہر آ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر سے زیادہ دور نہیں ہیں۔ یہ ہولز ظاہر ہے ہیڈ کوارٹر کی نکاسی آب کے مین ہول ہی ہو سکتے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے مسکرا کر کہا تو ان سب کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔

"ویل ڈن۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم نے ہیڈ کوارٹر ڈھونڈ لیا اور ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا راستہ بھی"...... تنویر نے پر جوش لہجے میں کہا۔

"ضروری تو نہیں کہ یہ مین ہول ہیڈ کوارٹر کے ہی ہوں۔ یہاں سیکورٹی کی عمارتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ ہو سکتا ہے ان میں سے کسی عمارت کے مین ہول ہوں"...... صفدر نے کہا۔

"جو بھی ہے۔ ہم ہیڈ کوارٹر نہ سہی کسی سیکورٹی عمارت میں کسی کی نظروں میں آئے بغیر تو پہنچ ہی سکتے ہیں۔ سیکورٹی عمارت میں پہنچ گئے تو پھر وہاں سے ہمیں ہیڈ کوارٹر کا بھی پتہ چل ہی جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔ باہر ہر طرف فورس ہے۔ خطرناک سائنسی حفاظتی انتظامات ہیں۔ گن شپ ہیلی کاپٹر گھوم رہے ہیں۔ باہر خطرہ ہی خطرہ ہے اور ان حالات میں اگر ہمیں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا آسان راستہ مل رہا ہے تو ہم اسے ہی استعمال کریں گے پھر جو بھی خطرہ سامنے آئے گا اس کا ہم مل کر مقابلہ کر سکتے ہیں"...... تنویر نے کہا۔

"یہ تم کہہ رہے ہو"...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ مجھ میں عقل نہیں ہے اس لئے میں ہر وقت مرنے مارنے پر آمادہ رہتا ہوں"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا تو وہ تینوں ہنس پڑے۔

"میں نے ایسا تو نہیں کہا"...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

"تو کیا کہا ہے تم نے"...... تنویر نے کہا۔

"کچھ بھی نہیں"...... صفدر نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"ہیلی کاپٹر دور نکل گیا ہے۔ وہ شاید اس دراڑ سے ہٹ کر جزیرے کا راؤنڈ لگا رہا ہے۔ ہم اس موقع کا فائدہ اٹھا کر مین ہول کی طرف جا سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ چٹانوں کے ساتھ ساتھ ان ہولز کی طرف بڑھنا شروع ہو گئے۔

"زہریلی گیس سے بچنے کے لئے ہمیں گیس ماسک لگا لینے چاہئیں"...... صفدر نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر انہوں نے رک کر کاندھوں سے تھیلے اتارے جو واٹر پروف تھے اور پھر انہوں نے تھیلے کھول کر ان میں سے گیس ماسک نکال کر چہروں پر چڑھا لئے اور ایک بار پھر ہولز کی طرف بڑھنے لگے۔ ہولز چونکہ ان سے کافی فاصلے پر تھے اس لئے انہیں وہاں تک پہنچنے میں اتنی دیر لگ گئی کہ ہیلی کاپٹر جزیرے کا راؤنڈ لگا کر ایک بار پھر دراڑ پر آ گیا اور اس نے دراڑ کی سرچنگ شروع کر دی۔ دونوں ہولز ان سے تقریباً دس فٹ کی بلندی پر تھے اور وہ ہیلی کاپٹر کی موجودگی میں چٹانوں پر چڑھ کر ہولز تک نہیں پہنچ سکتے تھے اس لئے وہ پانی میں ہی رکے رہے اور ہیلی کاپٹر جیسے ہی گھوم کر اس طرف

آیا انہوں نے سر پانی میں چھپا لئے۔

ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے گزر کر آگے سمندر تک گیا اور پھر مڑ کر اس نے دراڑ کا ایک بار پھر راؤنڈ لگایا اور پھر وہ دراڑ سے ہٹ کر جزیرے کی طرف بڑھ گیا۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر وہاں سے ہٹا تو وہ چٹانوں کے کنارے پکڑتے ہوئے اوپر چڑھنے لگے۔ سب سے پہلے ٹائیگر اوپر گیا تھا۔ اس نے ایک ہول میں پہنچ کر دیکھا تو وہ ہول کافی بڑا تھا اور دور تک جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے اشارہ کیا تو کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر بھی ایک ایک کر کے اوپر آ گئے۔

''یہاں دو ہول ہیں۔ اب کس ہول میں جانا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''دونوں ہولز ایک جیسے ہیں اور ایک طرف ہی جا رہے ہیں۔ جس میں مرضی چلے چلو۔ پہلے اس ہول میں چلتے ہیں۔ آگے کچھ نہ ملا تو واپس آ کر دوسرے ہول میں چلے جائیں گے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ یہ دونوں ہول آگے جا کر آپس میں مل جاتے ہیں''۔ صفدر نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ ہول میں آگے بڑھنے لگے۔

چونکہ ہول خاصے چوڑے تھے اس لئے وہ اطمینان سے چل رہے تھے۔ تھوڑی دور جا کر انہیں رک جانا پڑا۔ سامنے ایک بڑا سا جنگلا لگا ہوا تھا جس نے ہول کو مکمل طور پر بند کر دیا گیا تھا۔

''جنگلے کے اوپر والے کناروں کی طرف دیکھو''...... صفدر نے کہا تو وہ چونک کر چھت سے لگے ہوئے جنگلے کے کناروں کی طرف دیکھنے لگے۔ جنگلے کے دونوں کناروں پر سی ٹی وی کیمرے لگے ہوئے تھے جن پر سرخ رنگ کے بلب جل رہے تھے جس کا مطلب واضح تھا کہ کیمرے آن ہیں اور انہیں ان کیمروں کی مدد سے دیکھ لیا گیا ہے۔

''اوہ۔ تو ہم دشمنوں کی نظروں میں آ چکے ہیں''...... تنویر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اب کسی بھی لمحے ہم پر حملہ کیا جا سکتا ہے اس لئے تیار رہو''...... صفدر نے کہا۔ ساتھ ہی اس نے کاندھے سے تھیلا اتارا اور ایک خشک پتھر پر رکھ کر اسے کھولا اور اس میں سے مشین پسٹل، منی میزائل گن اور دوسرا اسلحہ نکال کر جلدی جلدی اپنی جیبوں میں منتقل کرنے لگا۔

تنویر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر نے بھی کاندھوں سے تھیلے اتار لئے اور انہیں کھول کر سامان نکال نکال کر اپنی جیبوں میں ڈالنے لگے۔ ضرورت کا سامان جیبوں میں ڈال کر انہوں نے تھیلے بند کئے اور دوبارہ کمر پر باندھ لئے۔ ان کے چہروں پر پہلے ہی آکسیجن ماسک تھے اس لئے انہیں وہاں موجود زہریلی گیس کا کوئی اثر نہ ہو رہا تھا۔

''جب ہم دشمنوں کی نظروں میں آ ہی چکے ہیں تو پھر ہمیں کسی احتیاط کی کیا ضرورت ہے''...... تنویر نے کہا۔ یہ کہتے ہوئے اس

نے جیب سے ایک ہینڈ گرنیڈ نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ اسے کوئی روکتا اس نے فوراً ہینڈ گرنیڈ کا سیفٹی پن کھینچا اور اسے پوری قوت سے سامنے جنگلے کی طرف اچھال دیا۔

''یہ تم نے کیا کیا ہے''...... صفدر نے چیخ کر کہا۔ اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور جنگلے کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ زور دار دھماکے سے ٹنل لرز کر رہ گیا۔

''جنگلا اُڑایا ہے اور میں نے کیا کیا ہے''۔ تنویر نے مسکرا کر کہا۔

''ہم ٹنل میں ہیں۔ اگر دھماکے سے یہ ٹنل بیٹھ گئی تو''۔ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ابھی اس کی بات ختم ہوئی ہی تھی کہ اسی لمحے تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور ساتھ ہی انہیں سرنگ کا سامنے والا حصہ گرتا دکھائی دیا اور پھر جیسے واقعی سرنگ کی چھت مسلسل گرنا شروع ہو گئی۔

''بھاگو جلدی''...... صفدر نے چیخ کر کہا اور پھر وہ مڑ کر تیزی سے اس طرف بھاگنے لگے جس طرف سے آیا تھا۔ سرنگ گرتے دیکھ کر کیپٹن شکیل، ٹائیگر اور تنویر بھی بوکھلا گئے اور پھر وہ بھی تیزی سے واپس بھاگے۔ ان کے پیچھے سرنگ کی چھت مسلسل گر رہی تھی۔

''اور تیز بھاگو اور تیز''...... صفدر نے چیختے ہوئے کہا۔ چونکہ وہ زیادہ دور نہیں گئے تھے اس لئے جلد ہی بھاگتے ہوئے وہ دہانے تک پہنچ گئے اور پھر سرنگ کے دہانے کے قریب پہنچتے ہی صفدر نے

بغیر کسی وقفے کے فوراً باہر چھلانگ لگا دی۔

اس کے پیچھے کیپٹن شکیل پھر ٹائیگر اور تنویر بھی پانی میں کود گئے۔ جیسے ہی وہ تینوں دہانے سے نکل کر باہر آئے ان کے پیچھے ٹنل بیٹھتی چلی گئی۔ اگر انہیں باہر چھلانگ لگانے میں ایک لمحے کی بھی دیر ہو جاتی تو وہ یقیناً ہزاروں من وزن ملبے تلے نہ صرف دفن ہو گئے ہوتے بلکہ ان کے جسموں کا بھی کچومر بن جاتا۔

مادام شیتل کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ وکرم اور مکران نے جنگل پر ریڈ کر کے عمران کے کئی ساتھیوں کو ہلاک کرا دیا تھا اور مکران وہاں سے عمران کی ساتھی لڑکی کو زندہ پکڑ لانے میں بھی کامیاب ہو گیا تھا۔

مکران کے کہنے کے مطابق جنگل میں وہ لڑکی اور اس کے چند ساتھی ہی تھے جنہوں نے کم تعداد میں ہونے کے باوجود انتہائی جم کر اور انتہائی بھرپور انداز سے ان کا مقابلہ کیا تھا جس کے نتیجے میں ان کے بے شمار ساتھی مارے گئے تھے اور جس لڑکی کو اس نے زندہ پکڑا تھا وہ بھی بے حد خطرناک ثابت ہوئی تھی۔ اس نے اکیلے ہی طاقتور اور خونخوار دس بلیک ڈاگز کو ہلاک کر دیا تھا۔ یہ تو ان کی خوش قسمتی تھی کہ لڑکی کتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے ان کے گھیرے میں آ گئی تھی ورنہ وہ کسی صورت ان کے قابو میں نہ آتی۔

مادام شیتل کو عمران کے زندہ یا مردہ ہاتھ نہ آنے کا افسوس ہو رہا

تھا لیکن وہ اس بات سے ہی خوش تھی کہ عمران کی ساتھی لڑکی جولیا زندہ اس کے ہاتھ آ گئی تھی۔ اب وہ اس کے ذریعے نہ صرف عمران کو قابو کر سکتی تھی بلکہ جولیا کے حلق میں ہاتھ ڈال کر اس سے سیکرٹ سروس کے ممبران کا بھی پوچھ سکتی تھی جو ان کے ساتھ یہاں آئے تھے اور جن کے بارے میں مادام شیتل کے پاس کوئی معلومات نہیں تھیں۔

مادام شیتل اپنے آفس میں بیٹھی جولیا کا منہ کھلوانے کا طریقہ سوچ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ جولیا تربیت یافتہ لیڈی ایجنٹ ہے اور کسی بھی تربیت یافتہ ایجنٹ کا منہ کھلوانا آسان نہیں تھا۔ وہ جولیا پر بدترین تشدد بھی کر لیتی تو بھی جولیا سے کچھ اگلوانا اس کے لئے ناممکن تھا۔ اس لئے وہ کچھ ایسا کرنا چاہتی تھی کہ جولیا کسی طرح سے ٹوٹ جائے اور وہ اسے سب کچھ خود ہی بتانے پر آمادہ ہو جائے۔ وہ جولیا سے خاص طور پر عمران کے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی تاکہ عمران کو پکڑ کر اپنے ہاتھوں سے اس کی بوٹیاں اُڑا سکے کیونکہ عمران کے ساتھیوں نے جنگل میں ٹاپ فورس کے بے شمار افراد کو ہلاک کیا تھا۔ وہ انہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور مکران اندر داخل ہوا اور مادام شیتل چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

”میں نے جولیا کو تہہ خانے میں راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا ہے۔ اسے طویل بے ہوشی انجکشن بھی لگا دیا ہے تاکہ اسے ازخود ہوش نہ

آ سکے۔ اسے ہوش میں لانے کے لئے آپ کو اینٹی وائٹ انجکشن لگانا پڑے گا ورنہ اسے کئی روز تک ہوش نہیں آ سکے گا“...... مکران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میرا ابھی اسے ہوش میں لانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں یہ سوچ رہی ہوں کہ میں اس لڑکی کی زبان کیسے کھلواؤں۔ اس کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے اور اس کی قوت ارادی بے حد مضبوط ہے۔ قوت ارادی کے ساتھ ساتھ وہ مضبوط اعصاب کی بھی مالک ہے۔ اگر اس پر انتہائی حد تک بھی تشدد کیا گیا تو بھی وہ شاید ہی زبان کھولے“...... مادام شیتل نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

”یس مادام۔ واقعی اس سے کچھ اگلوانا آسان نہیں ہو گا“۔ مکران نے کہا۔

”تو تم بتاؤ۔ کیا کیا جائے۔ کس طرح سے اس کی زبان کھلوائی جائے“...... مادام شیتل نے کہا۔

”سوچنا پڑے گا“......مکران نے کہا۔

”بیٹھو اور آرام سے سوچ کر بتاؤ“...... مادام شیتل نے کہا تو مکران میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ دونوں چونک پڑے۔

”تم سوچو۔ میں دیکھتی ہوں کہ کون ہے“...... مادام شیتل نے

کہا تو مکران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مادام شیتل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

”یس۔ مادام شیتل بول رہی ہوں“...... مادام شیتل نے کرخت لہجے میں کہا۔

”آنند بول رہا ہوں مادام“...... دوسری طرف سے اس کے ساتھی آنند کی آواز سنائی دی۔

”یس آنند۔ بولو“...... مادام شیتل نے کہا۔

”میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ سٹون کلب گیا تھا۔ میں نے وہاں جاتے ہی تباہی پھیلا دی تھی۔ کنگ کے بے شمار ساتھیوں کو ہلاک کیا اور مشین گنوں سے فائرنگ کرتا ہوا اور بموں سے کمروں کے دروازے اُڑاتا ہوا کنگ کے آفس میں پہنچ گیا۔ کنگ اپنے آفس میں ہی موجود تھا۔ میں نے جاتے ہی اسے کور کیا اور پھر بے ہوش کر دیا۔ بے ہوش کرنے کے بعد میں اسے اپنے مخصوص ٹھکانے پر لے گیا۔ اسے باندھ کر ہوش میں لایا اور پھر میں نے اس پر انتہائی بھیانک تشدد کیا۔ اس کا ناک، کان کاٹ دیئے۔ اس کی دونوں آنکھیں نکال دیں اس کی بوٹی بوٹی نوچی لیکن اس کی ایک ہی رٹ تھی کہ وہ کسی علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو نہیں جانتا ہے اور نہ ہی اس کا ان سے کوئی تعلق ہے“...... آنند نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو مادام شیتل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اگر اس کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے تو پھر اس نے روہت کو کیوں اغوا کیا تھا اور اس کا کارڈ وہاں کیوں پڑا ملا تھا''...... مادام شیتل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس نے بتایا ہے کہ اس کا روہت کے اغوا سے کوئی تعلق نہیں ہے اور کارڈ اس کا ضرور ہے لیکن وہ صبح سے اپنے آفس میں تھا۔ نہ وہ خود کہیں گیا ہے اور نہ ہی اس کے کسی ساتھی نے ایسا کوئی کام کیا تھا۔ اس کے تمام ساتھی کلب میں ہی موجود تھے''...... آنند نے کہا۔

''کیا تم نے اس بات کی تصدیق کی ہے کہ وہ اپنے آفس میں ہی تھا اور اس کے ساتھیوں کے پاس بھی کوئی کام نہ تھا''۔ مادام شیتل نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''جی ہاں۔ میں نے اس پر بھیانک تشدد کیا ہے اور آپ جانتی ہیں کہ میں سچ اور جھوٹ میں تمیز کر سکتا ہوں۔ اس نے جو کچھ بھی بتایا ہے وہ سچ ہے اور میں نے کلب میں سے بھی معلومات لی تھیں۔ واقعی وہ سارا دن کلب میں ہی رہا تھا اور اس کے جتنے بھی ساتھی اس قسم کے دھندوں میں ملوث ہوتے ہیں وہ بھی آج کلب میں ہی تھے۔ کنگ نے ان سب کو ایک اہم میٹنگ کے لئے بلایا تھا۔ اس لئے سب کے سب یہاں موجود تھے''...... آنند نے کہا۔

''کس میٹنگ کے لئے کال کیا تھا اس نے''...... مادام شیتل نے پوچھا۔

''ان کی کچھ مالی مشکلات تھیں اور کنگ کے ساتھ کام کرنے والے بدمعاشوں اور غنڈوں میں پھوٹ پڑ رہی تھی اس لئے کنگ ایک ساتھ بٹھا کر انہیں یکجا اور متحد کرنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سب کنگ کی اس میٹنگ میں یہاں پہنچے ہوئے تھے''...... آنند نے جواب دیا۔

''اگر کنگ کلب میں تھا اور اس کے گرگے بھی وہاں تھے تو پھر کنگ کا کارڈ وہاں کیسے آ گیا جہاں سے روہت کو اغوا کیا گیا ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کنگ نے کسی کو کارڈ دیا ہو اور جلدی میں اس سے وہ کارڈ وہاں گر گیا ہو لیکن بہرحال میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ کنگ اس معاملے میں کسی بھی طرح ملوث نہیں ہے اور نہ ہی وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی معاونت کر رہا ہے۔ وہ تو ان سب کو جانتا بھی نہیں ہے''...... آنند نے کہا۔

''کیا وہ ابھی زندہ ہے''...... مادام شیتل نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس قدر خوفناک تشدد کے بعد اس کا زندہ بچ جانا ناممکن تھا''...... آنند نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس کی لاش جلا کر بھسم کر دو اور تم فوراً ہیڈ کوارٹر آ جاؤ''...... مادام شیتل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ہاں مکران۔ کچھ سوچا''...... مادام شیتل نے مکران کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا جو بدستور سوچ میں گم دکھائی دے رہا تھا۔ مادام شیتل کی آواز سن کر وہ چونک پڑا۔

''نو مادام شیتل۔ مجھے تو کوئی طریقہ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ کس طرح سے جولیا کی زبان کھلوائی جا سکتی ہے''...... مکران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر مجھے ہی کچھ سوچنا پڑے گا''...... مادام شیتل نے کہا اور سوچ میں ڈوب گئی اور پھر کچھ ہی دیر میں اس کے دماغ میں ایک کوندا سا لپکا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''کیا ہوا''...... اسے اس طرح اٹھتے دیکھ کر مکران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرے ساتھ آؤ''...... مادام شیتل نے کہا اور میز کے پیچھے سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ مکران بھی اٹھا اور اس کے پیچھے بڑھ گیا۔ کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آئے اور پھر مختلف راستوں سے ہوتے ہوئے وہ ایک تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ تہہ خانے کے ایک کمرے کے پاس دو مسلح افراد مشین گنیں لئے چوکس کھڑے تھے۔ مادام شیتل کو دیکھ کر ان دونوں کی ایڑیاں بج اٹھیں۔

''دروازہ کھولو''...... مادام شیتل نے کہا تو ایک آدمی نے سائیڈ دیوار پر مخصوص انداز میں ہاتھ مارا تو کمرے کا دروازہ آٹو میٹک انداز میں کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی کمرے کے اندر دروازے

کے پاس کھڑے دو مسلح افراد یکلخت اچھل کر دروازے کے سامنے آئے اور انہوں نے مشین گنوں کے رخ مادام شیتل اور مکران کی طرف کر دیئے پھر مادام شیتل اور مکران پر نظریں پڑتے ہی انہوں نے مشین گنیں نیچی کیں اور سائیڈ پر ہو گئے۔

''گڈ شو۔ حفاظت کا تم نے اچھا انتظام کیا ہے''...... مادام شیتل نے مکران کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو مکران مسکرا دیا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ یہ ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا جو ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ کمرے کی دیواروں کے پاس دس مسلح افراد مشین گنیں لئے چوکس کھڑے تھے۔ کمرے کی دیواروں پر جدید اور قدیم ایذاء رسانی کے آلات لٹکے ہوئے تھے اور دیواروں کے پاس میک اپ واشر اور چند ایسی چھوٹی مشینیں دکھائی دے رہی تھیں جن سے شدید ترین تشدد کیا جا سکتا تھا۔

کمرے کے درمیان میں ایک فولادی کرسی رکھی ہوئی تھی جس کے پائے زمین میں دھنسے ہوئے تھے۔ یہ راڈز والی کرسی تھی جس پر جولیا جکڑی ہوئی تھی۔ جولیا کا سر ڈھلکا ہوا تھا جس سے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہے۔ مادام شیتل اور مکران تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے جولیا کے سامنے آ کر رک گئے۔ مادام شیتل کچھ دیر بے ہوش جولیا کو دیکھتی رہی پھر وہ مکران کی طرف مڑی۔

''اسے ہوش میں لانے کا انجکشن لگاؤ''...... مادام شیتل نے کہا تو مکران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے کوٹ کی اندرونی

جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لمبی سی ڈبیہ نکالی اور اسے لے کر جولیا کے قریب آ گیا۔ اس نے ڈبیہ کھولی۔ ڈبیہ میں ایک سرنج رکھی ہوئی تھی۔ سرنج پر کیپ چڑھی ہوئی تھی اور اس میں ہلکے زرد رنگ کا محلول سا بھرا ہوا تھا۔

مکران نے ڈبیہ سے سرنج نکال کر ڈبیہ جیب میں ڈالی اور پھر سرنج سے کیپ ہٹا کر جولیا پر جھکا اور اس نے جولیا کی گردن کی سائیڈ میں ایک مخصوص رگ میں سوئی اتاری اور آہستہ آہستہ محلول جولیا کی گردن کی مخصوص رگ میں انجیکٹ کرنا شروع ہو گیا۔ اس نے سرنج کا سارا محلول جولیا کی گردن میں انجیکٹ کیا اور پھر سوئی باہر کھینچ لی۔ اس نے سرنج پر دوبارہ کیپ لگایا اور جیب سے ڈبیہ نکال کر خالی سرنج اس میں رکھ کر ڈبیہ بند کر کے اپنی جیب میں ڈال لی اور پیچھے ہٹ آیا۔

''بس ابھی دو منٹ میں اسے ہوش آ جائے گا''...... مکران نے کہا۔

''اچھی بات ہے۔ اب تم جاؤ اور جا کر سٹور میں موجود ریڈ پانگرز لے آؤ جو ایک شیشے کے مرتبان میں رکھے ہوئے ہیں''۔ مادام شیتل نے کہا تو مکران یکلخت اچھل پڑا۔

''ریڈ پانگرز۔ آپ کا مطلب ہے وہ سرخ جونکیں جو گوشت خور اور زہریلی ہیں''...... مکران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ انہیں شاید اب تک اسی لئے محفوظ رکھا گیا ہے کہ ان کا

استعمال اس لڑکی یا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس پر کیا جا سکے''۔ مادام شیتل نے کہا تو مکران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا کے جسم میں کسمساہٹ پیدا ہوئی اور پھر اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی جولیا نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی ہے۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ مجھے اس طرح یہاں کیوں جکڑا گیا ہے۔ کون ہو تم''...... جولیا نے راڈز والی کرسی اور پھر چاروں طرف دیکھ کر سامنے کھڑی مادام شیتل کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ ہوش میں آتے ہی سابقہ مناظر اس کے ذہن کے پردے پر اجاگر ہو گئے تھے کہ کس طرح اس نے جنگل میں خونخوار اور خطرناک سیاہ کتوں کو ہلاک کیا تھا اور کس طرح اسے اچانک چاروں طرف سے مسلح افراد نے گھیر لیا تھا اور پھر ایک آدمی نے اس کے عقب میں آ کر اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مارا تھا جس سے وہ بے ہوش ہو گئی تھی۔

''مجھے جانتی ہو''...... مادام شیتل نے جولیا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ کون ہو تم اور یہ سب کیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا اشارہ دیواروں کے پاس کھڑے مسلح افراد کی طرف تھا جو اس قدر چوکس تھے جیسے انہیں خطرہ ہو کہ راڈز

میں بندھی ہونے کے باوجود جولیا نہ صرف آزاد ہو جائے گی بلکہ کسی بھی لمحے ان پر حملہ بھی کر دے گی۔

''میرا نام مادام شیتل ہے اور میں سپیشل ایجنسی کے ٹاپ سیکشن کی انچارج ہوں''...... مادام شیتل نے سرد لہجے میں کہا۔

''کون سی سپیشل ایجنسی اور کون سا ٹاپ سیکشن''...... جولیا نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''میں جانتی تھی۔ تم ایسا ہی جواب دو گی اور مجھے یہ بھی پتہ ہے کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو۔ تمہارا نام جولیا ہے۔ جولیانا فٹز واٹر۔ بولو۔ کیا یہ غلط ہے''...... مادام شیتل نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ یہ غلط ہے۔ تمہیں میرے بارے میں یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ نہ میرا نام جولیا ہے اور نہ جولیانا فٹز واٹر اور نہ ہی میں کسی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جانتی ہوں''...... جولیا نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیا تو مادام شیتل کے ہونٹوں پر انتہائی زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔

''اگر تم جولیانا فٹز واٹر نہیں ہو تو تم جنگل میں کیا کر رہی تھی اور تم اتنی تربیت یافتہ کیسے ہو گئی کہ خونخوار اور انتہائی طاقتور دس کتوں کو اس قدر آسانی سے ہلاک کر دو''...... مادام شیتل نے زہریلے انداز میں کہا۔

''میں جنگل میں شکار کھیلنے گئی تھی۔ کتوں کو دیکھ کر بوکھلا گئی تو

میں نے ظاہر ہے ان سے اپنا بچاؤ کرنا ہی تھا''...... جولیا نے کہا تو مادام شیتل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کوئی بات نہیں جولیانا فٹز واٹر۔ میں نے تمہاری زبان کھلوانے کا انتظام کر لیا ہے۔ ابھی کچھ ہی دیر میں سچ خود بخود تمہاری زبان پر آ جائے گا اور تم خود ہی چیخ چیخ کر بتانا شروع کر دو گی کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم جولیانا فٹز واٹر ہو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف''...... مادام شیتل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا انتظام کیا ہے تم نے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم تربیت یافتہ ایجنٹ ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم پر جتنا بھی تشدد کر لیا جائے لیکن تم اپنی زبان نہیں کھولو گی یہاں تک کہ تمہاری ایک ایک بوٹی کیوں نہ الگ کر دی جائے یا تمہیں آگ میں زندہ ہی کیوں نہ جلا دیا جائے لیکن ایک ایسا طریقہ ہے جس کے استعمال سے مجھے تم پر کسی اور تشدد کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی''...... مادام شیتل نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون سا طریقہ''...... جولیا نے کہا۔

''میرے پاس ریڈ پانگرز ہیں۔ سنا ہے کبھی ریڈ پانگرز کا نام''۔ مادام شیتل نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ریڈ پانگرز۔ نہیں۔ کیا ہے یہ''...... جولیا نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے کے تاثرات اس بات کا ثبوت تھے کہ اسے واقعی ریڈ پانگرز کا علم نہ تھا کہ وہ کیا ہیں۔

''ریڈ پانگرز چھوٹے چھوٹے کینچوئے ہوتے ہیں جو جونکوں سے زیادہ خطرناک، زہریلے اور گوشت خور ہوتے ہیں۔ تم انہیں گوشت کھانے والے دیمک بھی کہہ سکتی ہو۔ یہ کسی جاندار کے جسم پر چپک کر پہلے ان کا خون چوستے ہیں اور پھر جسم کو کاٹ کر جسم کے اندر گھس جاتے ہیں اور جس طرح سے دیمک اندر ہی اندر لکڑی کھانا شروع کر دیتے ہیں اسی طرح ریڈ پانگرز بھی اندر ہی اندر جاندار کا گوشت کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ ریڈ پانگرز اس قدر زہریلے اور تیز دانتوں والے ہیں کہ جسم کی کھال کاٹتے ہوئے گوشت میں اتر جاتے ہیں اور گوشت نوچتے ہوئے اپنے وجود سے ایسا زہر چھوڑتے رہتے ہیں جو خون میں شامل ہو کر سارے جسم میں پھیل جاتا ہے اور پھر جسم پر آبلے پڑنا شروع ہو جاتے ہیں جو پھول کر پھوٹتے ہیں تو جاندار ایسی دردناک اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے جس کا تصور محال ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''تو تم سمجھتی ہو کہ اگر تم مجھ پر ریڈ پانگرز چھوڑو گی تو میں تمہیں سب کچھ بتا دوں گی''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''ہاں۔ آج تک میں نے ریڈ پانگرز کو کبھی نہیں آزمایا۔ میری ایک دوست نے مجھے یہ تحفے میں دیئے تھے تاکہ میں تم جیسے کسی سپر ایجنٹ کی زبان کھلوا سکوں۔ مجھے یقین ہے کہ جب ریڈ پانگرز

تمہارے جسم میں اتریں گے تو تم بھی بولنے پر مجبور ہو جاؤ گی''...... مادام شیتل نے کہا۔

''اس میں اتنی تگ و دو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ تم مجھ سے جو پوچھنا چاہو میں تمہیں ویسے ہی بتا دیتی ہوں''...... جولیا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''تو بتاؤ کہ عمران کہاں ہے اور تمہارے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کتنے ایجنٹ یہاں آئے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی بتاؤ کہ سپیشل ایجنسی کے بارے میں تمہارے پاس کیا معلومات ہیں''...... مادام شیتل نے آنکھیں چمکاتے ہوئے ایک ہی سانس میں کئی سوال کرتے ہوئے کہا۔

''ان سب کا میرے پاس ایک ہی جواب ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا''...... مادام شیتل نے کہا۔

''میں نہیں جانتی''...... جولیا نے کہا تو مادام شیتل غرا کر رہ گئی۔

''ہونہہ۔ تم خود کو ضرورت سے زیادہ ہوشیار سمجھتی ہو''...... مادام شیتل نے غراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے ایسا کب کہا''...... جولیا نے کاندھے اچکا کر کہا۔

''تو کیا میں تمہیں احمق دکھائی دیتی ہوں''...... مادام شیتل نے کہا۔

"اگر تم کہتی ہو تو مان لیتی ہوں اب میں تمہاری ہر بات سے انکار بھی تو نہیں کر سکتی"...... جولیا نے اسے تاؤ دلانے والے لہجے میں کہا اور مادام شیتل اس کا جواب سن کر غصے سے سرخ ہو گئی۔ اس کا چہرہ اس قدر بھیانک ہو گیا جیسے وہ یکلخت بھوکی شیرنی بن گئی ہو اور کسی بھی لمحے جولیا پر جھپٹ پڑے گی اور اس کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اُڑا دے گی۔

"دو منٹ۔ بس دو منٹ اور رک جاؤ۔ مکران ریڈ پانگرز لا رہا ہے۔ ایک بار میں ریڈ پانگرز تم پر چھوڑ دوں پھر میں دیکھوں گی کہ کس طرح تمہاری زبان چلتی ہے"...... مادام شیتل نے غصے سے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اگر تمہیں میرا بولنا اتنا ہی برا لگ رہا ہے تو میں خاموش ہو جاتی ہوں"...... جولیا نے مسکرا کر کہا تو اس کی مسکراہٹ دیکھ کر مادام شیتل غصے سے بل کھا کر رہ گئی۔ اسی لمحے مکران اندر داخل ہوا اس کے ہاتھوں میں ایک بڑا سا جار تھا جو سیاہ رنگ کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔

"لو میرا ساتھی آ گیا ہے۔ ریڈ پانگرز سے بھرا ہوا جار اس کے ہاتھوں میں ہے۔ اب جیسے ہی تمہارے جسم پر یہ جار الٹا جائے گا اور اس میں موجود سینکڑوں ریڈ پانگرز جب تمہارے جسم پر رینگیں گے اور تمہارا خون چوستے ہوئے تمہارے جسم میں اترنا شروع کر دیں گے تب میں دیکھوں کہ تم میں کتنی برداشت ہے اور تم کب

تک چپ رہتی ہو"...... مادام شیتل نے سفاکانہ لہجے میں کہا۔ جولیا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ مکران سیاہ کپڑے میں ڈھکا ہوا جار لے کر مادام شیتل کے قریب آ گیا۔

"جار سے کپڑا ہٹا کر اسے ریڈ پانگرز دکھاؤ"...... مادام شیتل نے مکران کو حکم دیتے ہوئے کہا تو مکران نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے جار سے سیاہ کپڑا ہٹا لیا۔ یہ ایک شیشے کا جار تھا جس میں خون ہی خون اور خون کے لوتھڑے سے دکھائی دے رہے تھے۔ ایسے لوتھڑے جو چھوٹے چھوٹے کینچوؤں جیسے تھے اور ایک دوسرے سے جڑے رینگ رہے تھے۔ انتہائی بدہیت اور کریہہ صورت کینچوے جنہیں دیکھ کر جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ جار میں خون کی سرخی کے ساتھ زرد رنگ کا مواد بھی دکھائی دے رہا تھا جو ان کیڑوں کا زہر معلوم ہو رہا تھا اور یہ زہر واقعی ان کے وجود سے نکلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"جار اس کے سامنے رکھو اور جا کر پانی کی بالٹی لے آؤ۔ میں چاہتی ہوں کہ پہلے اس پر پانی ڈالا جائے تاکہ جیسے ہی تم اس پر ریڈ پانگرز ڈالو تو پانی کی وجہ سے ریڈ پانگرز اس کے سارے جسم پر پھیل جائیں اور اس کا سارا جسم ریڈ پانگرز سے بھر جائے اور یہ اس کے سارے جسم سے اس کے گوشت میں گھسنا شروع کریں تاکہ اسے ایسی اذیت ہو جو اس کے لئے ناقابل برداشت ہو جائے"...... مادام شیتل نے کہا تو مکران نے اثبات میں سر ہلایا اور

جار جولیا کے سامنے زمین پر رکھ کر مڑا اور واپس چلا گیا۔ اس بار وہ جلد ہی پانی سے بھری ہوئی بالٹی لے آیا۔

''ڈال دو اس پر سارا پانی''...... مادام شیتل نے کہا تو مکران آگے بڑھا اور اس نے جولیا کے سر پر پانی کی بالٹی الٹ دی۔ ٹھنڈے پانی نے جولیا کو دہلا کر رکھ دیا۔ سردی کی تیز لہریں اس کے سارے جسم میں سرایت کر گئی تھیں اور وہ بری طرح سے کانپ اٹھی تھی۔ اسی لمحے مادام شیتل جس کی نظریں جولیا پر جمی ہوئی تھیں اس نے جولیا کو زبردست جھٹکا سا لگتے دیکھا ساتھ ہی جولیا کے منہ سے چیخ نکلی اور اس کا سر ڈھلکتا چلا گیا۔

''اسے کیا ہوا''...... مکران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس پر پانی ڈالا ہے اس لئے شاید کرسی پر برقی رو دوڑ گئی ہے۔ اسے الیکٹرک شاک لگا ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا یہ مر گئی ہے''...... مکران نے بوکھلا کر کہا۔

''نہیں۔ بے ہوش ہوئی ہے۔ اس کا سانس چل رہا ہے۔ تم فکر نہ کرو اور جار اٹھا کر ریڈ پانگرز اس پر الٹ دو۔ ریڈ پانگرز جب اس کا خون چوسیں گے اور اس کا گوشت نوچتے ہوئے اس کے جسم میں گھسنا شروع ہوں گے تو اسے خود ہی ہوش آ جائے گا''۔ مادام شیتل نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو مکران نے اثبات میں سر ہلایا اور زمین پر رکھا ہوا جار اٹھایا اور اسے لے کر بے ہوش جولیا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ جولیا کے سامنے آیا اور اس نے جار کا

ڈھکن کھول لیا۔ جار کھلتے ہی اندر سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے مرتبان میں کینچوؤں کی بجائے چھوٹے چھوٹے سانپ بھرے ہوئے ہوں اور وہ سیٹی جیسی آوازوں میں پھنکاریں مار رہے ہوں۔

''الٹ دو سارے ریڈ پانگرز اس پر''...... مادام شیتل نے کہا تو مکران نے جار جولیا کے سر کے اوپر کر دیا اور پھر اس کے ہاتھ میں موجود جار سلوموشن فلم کے منظر کی طرح آہستہ آہستہ الٹنا شروع ہو گیا۔

تیز سیٹی کی آواز سن کر اپنے کیبن نما آفس میں بیٹھا ہوا ٹاپ سیکشن کا ایجنٹ وجے یکلخت چونک پڑا۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے دیوار پر سرخ رنگ کا ایک بلب جلنا شروع ہو گیا تھا اور سیٹی کی آواز اس بلب کے ساتھ لگی ہوئی ایک ڈیوائس سے نکل رہی تھی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سپیشل سائرن کیوں بج اٹھا ہے"۔ وجے نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اس کے سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"وجے بول رہا ہوں"...... وجے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"شنکر بول رہا ہوں وجے"...... دوسری طرف سے اس کے ساتھی شنکر کی آواز سنائی دی۔

"یس شنکر۔ کیوں فون کیا ہے اور یہ جزیرے پر سپیشل سائرن

کیوں بج اٹھا ہے۔ یہ سائرن تو اسی صورت میں بجتا ہے جب کوئی غیر متعلق فرد یا افراد جزیرے پر داخل ہوتے ہیں"...... وجے نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی تمہیں یہی بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ ہائٹل ساؤنڈ مشین نے کاشن دیا ہے کہ جزیرے پر ایک سے زائد اجنبی افراد داخل ہوئے ہیں جن کا تعلق جزیرے پر پہلے سے موجود افراد میں سے نہیں ہے"...... شنکر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ کون ہیں وہ اور وہ جزیرے پر کیسے پہنچ گئے"...... وجے نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ جزیرے پر چاروں طرف میری نظر ہے۔ جزیرے کے گرد ہمارا سپیشل اسکوارڈ بھی موجود ہے۔ اس طرف نہ کسی کشتی کو آتے دیکھا گیا ہے اور نہ لانچ کو اگر اس طرف کوئی کشتی یا لانچ آتی تو اسے دور سے ہی میزائل مار کر تباہ کر دیا جاتا اور نہ ہی سمندر میں تیر کر کوئی اس طرف آیا ہے کیونکہ ہم نے سمندر کے اندر لائن راٹ ریز کا جال پھیلا رکھا ہے۔ جزیرے کی طرف اگر کوئی انسان تیر کر بھی آئے گا تو ہمیں اس کا کاشن مل جائے گا لیکن لائن راٹ مشین سے کوئی کاشن موصول نہیں ہوا"۔ شنکر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب سمندری راستے سے کوئی جزیرے کی طرف نہیں آیا ہے تو پھر یہ کاشن کیوں مل رہا ہے"...... وجے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ بہرحال میں نے ہر طرف سرچنگ ٹیم بھجوا دی ہے اور تمام سرچنگ ریز بھی اب گریڈ کر دی ہیں۔ اگر ہمارے سسٹم میں کوئی فنی خرابی بھی پیدا ہوئی ہے تو اس کا بھی پتہ چل جائے گا اور اگر کوئی انسان واقعی جزیرے پر آیا ہے تو اس کا بھی جلد ہی پتہ چلا لیا جائے گا''...... شنکر نے کہا۔

''تمام سیکورٹی کو ریڈ الرٹ کر دو۔ بلیک لارک خطرے میں ہے ایسا نہ ہو کہ ہم حفاظتی انتظامات پر ہی فوکس کرتے رہ جائیں اور ہماری کسی معمولی سی کوتاہی کا فائدہ اٹھا کر عمران اور اس کے ساتھی جزیرے پر پہنچ جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو انہیں روکنا مشکل ہو جائے گا وہ آندھی اور طوفان کی طرح آتے ہیں اور ہر طرف تباہی پھیلا کر اپنا مشن مکمل کر کے نکل جاتے ہیں''...... وجے نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''تم فکر نہ کرو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے اس جزیرے پر آنا ممکن نہیں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سائرن کسی فنی خرابی کی وجہ سے بج اٹھا ہے''...... شنکر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہاری بات پر یقین کر لیتا ہوں لیکن یہ یاد رکھو اس جزیرے کی سیکورٹی کی ساری ذمہ داری ہم دونوں پر ہے اور جزیرے کی حفاظت کا تمام انتظام تم نے کیا ہے اگر کوئی بھی غلطی ہوئی تو اس کی سزا ہم دونوں کو ہی بھگتنی پڑے گی''...... وجے

نے اسی انداز میں کہا۔

''ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ تم سے کہا ہے نا کہ تم کوئی فکر نہ کرو۔ میں خود جزیرے کو چیک کرتا ہوں۔ جلد ہی تمہیں سائرن بجنے کی وجہ بتا دوں گا''...... شنکر نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... وجے نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وجے نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''وجے بول رہا ہوں''...... وجے نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ چیف آپ۔ کیا آپ جزیرے پر ہیں''...... وجے نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ میں جزیرے پر ہی ہوں اور میں نے تم سے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا ہے کہ یہ سپیشل سائرن کیوں بج اٹھا ہے''۔ چیف نے کہا۔

''میری شنکر سے ابھی ابھی بات ہوئی ہے چیف۔ اس نے بتایا ہے کہ حفاظتی سسٹم میں کوئی فنی خرابی ہو گئی ہے جس کے باعث سائرن بج اٹھا ہے۔ خطرے کی کوئی بات نہیں ہے۔ شنکر سسٹم چیک کر رہا ہے جلد ہی یہ فنی خرابی دور کر لی جائے گی''...... وجے نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''سوچ لو وجے۔ کیا یہ سائرن واقعی کسی فنی خرابی کی وجہ سے بجا ہے یا پھر......'' چیف نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

''اوہ نو چیف۔ خطرے والی کوئی بات نہیں ہے۔ ہمارا حفاظتی سسٹم انتہائی مضبوط اور فول پروف ہے۔ سسٹم کی خرابی کی وجہ سے سائرن بجا ہے اور کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ بے فکر رہیں''۔ وجے نے فوراً کہا۔

''کیا میں واقعی بے فکر ہو جاؤں''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اگر ہے بھی تو ہم ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اس جزیرے پر اگر کوئی آیا بھی ہے تو وہ مجھ سے، شنکر اور ہماری فورس سے بچ نہیں سکے گا''...... وجے نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ مجھے تمہاری بات پر یقین ہے کیونکہ تم جو کہتے ہو وہی ہوتا ہے''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... وجے نے کہا۔

''اگر یہ سسٹم کی فنی خرابی ہے تو ٹھیک ہے لیکن اس کے باوجود میں تمہیں ہدایات کرتا ہوں کہ تم شنکر کے ساتھ مل کر ایک بار پھر تمام حفاظتی انتظامات کا جائزہ لو اور جزیرے کا ایک ایک حصہ چیک کرو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں سے کوئی بعید نہیں۔ وہ جادوگروں جیسی طاقتیں رکھتے ہیں۔ وہ بڑے سے بڑے حفاظتی سسٹم کو بھی

ڈاج دینے کے ماہر ہیں اور جیسے بھی ممکن ہو وہ ٹارگٹ تک پہنچ جاتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اگر وہ یہاں آئیں تو پھر یہ جزیرہ ہی ان کا مدفن ثابت ہو''...... چیف نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا چیف۔ آپ فکر نہ کریں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے یہ جزیرہ موت کا جزیرہ ہی ثابت ہو گا۔ ہم نے یہاں ان کے استقبال کی مکمل تیاریاں کر رکھی ہیں''...... وجے نے کہا۔

''ویل ڈن''...... چیف نے کہا اور پھر چیف نے اس سے چند مزید باتیں کیں اور پھر رابطہ منقطع کر دیا۔

''چیف تو عمران اور اس کے ساتھیوں سے کچھ زیادہ ہی خوفزدہ لگتا ہے۔ اسے ہر وقت یہی دھڑکا لگا رہتا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ جائیں گے اور اگر وہ یہاں آ گئے تو انہیں چیف تک پہنچنے سے کوئی بھی نہیں روک سکے گا''...... وجے نے رسیور رکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سائرن کی آواز بند ہو گئی لیکن ساتھ ہی یکبارگی وجے کو یوں محسوس ہوا جیسے زمین لرز اٹھی ہو۔ یہ لرزش بے حد معمولی تھی لیکن اس لرزش کو وجے نے محسوس کر لیا تھا۔

''یہ کیسی لرزش تھی''...... وجے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

ابھی وہ حیران ہو ہی رہا تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''وجے بول رہا ہوں''...... وجے نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''شنکر بول رہا ہوں جے''...... شنکر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں شنکر۔ کیا تم نے زمین کی لرزش محسوس کی۔ کیا ہوا ہے کیا زلزلہ آیا ہے یہاں''...... وجے نے پوچھا۔

''نہیں۔ ایک حیرت انگیز بات ہوئی ہے''...... شنکر نے کہا۔ اس کے لہجے میں تشویش تھی۔

''حیرت انگیز بات۔ کیا مطلب''...... وجے نے چونک کر کہا۔

''مشرقی حصے میں جزیرے پر جو کٹاؤ ہے اس کے کنارے پر ہیڈ کوارٹر سے دو ٹنلز نکالی گئی تھیں جن سے ہیڈ کوارٹر کا گندہ پانی اس کٹاؤ میں گرایا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک ٹنل کٹاؤ کے قریب کافی حد تک تباہ ہو کر بیٹھ گئی ہے''...... شنکر نے جواب دیا۔

''اوہ۔ ایسا کیسے ہو گیا''...... وجے نے چونک کر کہا۔

''میری ابھی ابھی سرچنگ سنٹر کے انچارج ناتھ سے بات ہوئی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے اس ٹنل میں چار افراد کو دیکھا ہے''...... شنکر نے کہا تو اس کی بات سن کر وجے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً اچھل پڑا۔

''چار افراد۔ کیا۔ کیا مطلب''...... وجے نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں وہ چار افراد ہی تھے جنہوں نے تیراکی کے مخصوص لباس پہن رکھے تھے اور ان کے چہروں پر گیس ماسک چڑھے ہوئے

تھے۔ ان کے پاس بھاری اسلحہ تھا۔ انہوں نے تھیلوں سے اسلحہ نکال کر اپنی جیبوں میں منتقل کیا اور پھر ان میں سے ایک آدمی نے ہینڈ گرنیڈ سے ٹنل کے حفاظتی جنگلے کو توڑنے کی کوشش کی تھی۔ دھماکے کی وجہ سے ٹنل بیٹھی ہے''...... شنکر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ کون ہیں وہ اور اب وہ کہاں ہیں''...... وجے نے چیختے ہوئے کہا۔

''دھماکے کے ساتھ ہی ٹنل بیٹھ گئی تھی اور جس جگہ دھماکہ ہوا تھا وہاں سے ٹنل کا دھانہ کافی فاصلے پر تھا اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ سب اسی ٹنل میں ہی دفن ہو گئے ہوں گے لیکن حیرت مجھے اس بات پر ہو رہی ہے کہ ان کے جسموں پر مخصوص تیراکی کے لباس تھے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ سمندر میں تیرتے ہوئے آئے تھے اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر ہم نے سمندر میں لائن راٹ ریز کا جو جال پھیلا رکھا ہے اس نے کام کیوں نہ کیا۔ ان کی آمد کا ہمیں کاشن کیوں نہیں ملا''...... شنکر کی حیرت اور تشویش زدہ آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا ہے کیسے ہوا ہے یہ سب بعد میں دیکھ لینا نانسنس۔ ضرور کہیں نہ کہیں تم سے کوتاہی ہوئی ہے۔ چار افراد اور وہ بھی مسلح ہو کر جزیرے پر پہنچے اور تمہیں ان کا پتہ ہی نہ چلا۔ یہ کیسے انتظامات ہیں تمہارے۔ نانسنس''...... وجے نے بری طرح سے

چیختے ہوئے کہا۔

''میرے انتظامات پر شک نہ کرو وجے۔ میں نے بہترین اور فول پروف انتظامات کئے ہیں۔ اس کے باوجود وہ یہاں کیسے پہنچ گئے میری سمجھ سے بالاتر ہے اور پھر انہیں اس ٹنل کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔تم شاید نہیں جانتے کہ میں نے ایک ہیلی کاپٹر کے نیچے سپیشل لائٹ لگوا رکھی ہے جو اس کٹاؤ میں روشنی پھینکتی ہے اور یہ روشنی ریز بن کر پانی میں گہرائی تک اتر جاتی ہے جس سے ہیلی کاپٹر کے مانیٹر میں لگی ہوئی سکرین میں پانی کی گہرائی میں موجود ایک ایک جاندار کی تصویر دکھائی دیتی ہے۔ ہیلی کاپٹر ہر دس منٹ بعد اس کٹاؤ کی مکمل چیکنگ کرتا ہے۔ جہاں سے کٹاؤ شروع ہوتا ہے وہاں سے ٹنل تک پہنچنے کے لئے انہیں لمبا سفر کرنا پڑا ہوگا اور اس سفر میں سرچنگ ہیلی کاپٹر ایک بار نہیں کئی بار اس کٹاؤ سے گزرا ہوگا پھر ان کے بارے میں ہیلی کاپٹر والوں کو علم کیوں نہیں ہوا''۔ شنکر نے کہا۔

''یہ پتہ کرنا تمہارا کام ہے شنکر۔تم سے ضرور غلطی ہوئی ہے اور مجھے تو اب تک اس بات کا یقین نہیں آ رہا ہے کہ چار افراد تمہارے اس قدر حفاظتی انتظامات کے باوجود اس کٹاؤ میں اور کٹاؤ سے گزر کر اس ٹنل میں داخل ہو گئے اور تمہیں معلوم تک نہ ہوا۔ کیا انہوں نے جادوئی ٹوپیاں پہن رکھی تھیں جو وہ تمہیں نظر نہیں آئے اور تمہارے حفاظتی سسٹم سے بھی بچتے چلے آئے ہیں''...... وجے

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ واقعی۔ کہیں نہ کہیں تو گڑبڑ ہوئی ہے یا پھر شاید انہیں کسی طرح سے ہمارے حفاظتی سسٹم کا پتہ لگ گیا ہوگا اور وہ اس سے بچنے کا انتظام کر کے آئے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس ایسے جدید آلات ہوں جن سے ہمارے حفاظتی سسٹم میں ایرر آ گیا ہو''...... شنکر نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو یہ بھی غلط ہے۔ ایسی صورت میں تو ہم اس جزیرے پر آنے سے کسی کو بھی نہیں روک سکتے۔ ہمارے تمام انتظامات بے کار ہیں''...... وجے نے کہا۔

''ایسی بھی بات نہیں ہے۔ وہ ایک حفاظتی سسٹم سے بچ گئے ہیں باقی سسٹم سے بچنا ان کے لئے ممکن نہیں۔ آخر انہیں ٹنل میں دیکھ ہی لیا گیا تھا۔ اگر وہ بم مار کر جنگلہ اُڑانے کی کوشش نہ کرتے تو سرچنگ سنٹر میں موجود میرا آدمی خود اس ٹنل کو اُڑا دیتا یا ٹنل میں اتنا پانی چھوڑ دیتا کہ وہ وہیں ڈوب کر ہلاک ہو جاتے۔ اس کے علاوہ بھی ہمارے پاس انہیں ٹنل میں ہلاک کرنے کے بہت سے آپشن موجود ہیں جن کا ان کے پاس کوئی توڑ نہ ہوتا''۔شنکر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تمہیں اس بات کا کیسے یقین ہے کہ وہ ٹنل میں اپنے ہی کئے ہوئے دھماکے سے ہلاک ہو گئے ہیں اور اسی ٹنل میں دب گئے ہیں''...... وجے نے منہ بنا کر کہا۔

"دھماکے کے چند سیکنڈز بعد ہی ٹنل بیٹھنا شروع ہو گئی تھی اور یہ عمل اس قدر تیز تھا کہ ان کا وہاں سے بچ نکلنا ناممکن تھا"۔ شنکر نے کہا۔

"اگر وہ ٹنل گرنے سے پہلے واپس بھاگ کر کٹاؤ کے پانی میں اتر گئے ہوں تو"...... وجے نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا۔ اوہ۔ ایک منٹ رکو۔ سرچنگ ہیلی کاپٹر سے کال آ رہی ہے میں سن لوں پھر بات کرتا ہوں"...... شنکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

"ہونہہ۔ میں نے سب کچھ شنکر پر چھوڑ کر غلطی کی ہے۔ ایک بار مجھے خود بھی اس کے کئے ہوئے تمام انتظامات کو چیک کر لینا چاہئے تھا۔ چار مسلح افراد یہاں پہنچ گئے ہیں اور اس پر شنکر کو کوئی فکر ہی نہیں ہے اور وہ اسی بات پر مطمئن ہو کر بیٹھ گیا ہے کہ ٹنل بیٹھ جانے سے وہ سب بھی اس ٹنل کے ملبے میں دب گئے ہیں"۔ وجے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"وجے بول رہا ہوں"...... وجے نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"شنکر بول رہا ہوں۔ تم ٹھیک کہہ رہے تھے وجے۔ وہ چاروں واقعی ٹنل کے ملبے تلے دب کر ہلاک نہیں ہوئے ہیں"...... دوسری

طرف سے شنکر کی آواز سنائی دی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا وہ زندہ ہیں"...... وجے نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ وہ چاروں زندہ ہیں۔ یہ بات مجھے سرچنگ ہیلی کاپٹر کے پائلٹ نے بتائی ہے۔ وہ جزیرے کا راؤنڈ لگا کر کٹاؤ کی طرف آئے ہی تھے کہ انہوں نے ٹنل کو بیٹھتے دیکھا تو وہ ہیلی کاپٹر اسی طرف لئے آئے۔ اس سے پہلے کہ ٹنل مکمل طور پر بیٹھتی انہوں نے چار افراد کو ٹنل کے دہانے سے نکل کر پانی میں کودتے دیکھ لیا تھا۔ ہیلی کاپٹر وہیں روک لیا گیا۔ پانی میں فوراً سرچنگ لائٹ پھینکی گئی لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اب بھی وہ ہیلی کاپٹر کی مانیٹر سکرین پر دکھائی نہیں دے رہے ہیں"...... شنکر نے کہا۔

"تمہارے ساتھیوں نے انہیں اپنی آنکھوں سے پانی میں چھلانگیں لگاتے دیکھا تھا"...... وجے نے پوچھا۔

"ہاں"...... شنکر نے جواب دیا۔

"تو پھر کر کیا رہے ہو نانسنس۔ فوراً پانی میں اپنے آدمی اتارو تاکہ وہ انہیں ڈھونڈیں۔ اگر وہ مانیٹر اسکرین پر دکھائی نہیں دے رہے ہیں تو پھر ایسا نہ ہو کہ وہ کٹاؤ میں تیرتے ہوئے آگے چلے جائیں یا کسی اور طرف نکل جائیں"...... وجے نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ میں یہ کام کر چکا ہوں۔ کٹاؤ میں تیراکوں کی

بڑی تعداد اتری ہوئی ہے۔ وہ مانیٹر اسکرین پر دکھائی دیں یا نہ دیں لیکن میرے آدمیوں کی نظروں سے نہیں بچ سکیں گے۔ وہ انہیں جہاں بھی دکھائی دیں گے ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اب ان کی لاشیں ہی پانی سے باہر آئیں گی''...... شنکر نے کہا۔

''نہیں۔ اپنے ساتھیوں کو ان کی ہلاکت کے احکامات نہ دو۔ ان سے کہو کہ وہ انہیں زندہ پکڑنے کی کوشش کریں''...... وجے نے کہا۔

''زندہ۔ کیا مطلب''...... شنکر نے وجے کی بات سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ یہاں کیسے پہنچے ہیں اور انہوں نے تمہارے حفاظتی سسٹم کو کیسے ڈاج دیا ہے اور ان کے پاس ایسے کون سے سائنسی آلات ہیں کہ ہیلی کاپٹر کی مانیٹر اسکرین پر اب بھی دکھائی نہیں دے رہے ہیں یہ سب کچھ معلوم کرنا ہمارے لئے بے حد ضروری ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم ان چاروں کو ہلاک کر کے مطمئن ہو جائیں اور بعد میں مزید افراد اسی طرح یہاں پہنچ جائیں۔ اس لئے ان کا زندہ رہنا ضروری ہے تا کہ ان کی زبان کھلوائی جا سکے اور ان سے معلوم کیا جا سکے کہ وہ کون ہے اور ان کے ساتھ اور کتنے افراد ہیں اور وہ کہاں ہیں''...... وجے نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میں بھی اس بات سے واقعی شدید حیرت زدہ ہوں کہ آخر انہوں نے میرے سسٹمز کو کیسے ڈاج دیا

ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں اپنے ساتھیوں سے کہہ دیتا ہوں کہ وہ انہیں زندہ پکڑنے کی کوشش کریں''...... شنکر نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''کون ہو سکتے ہیں یہ لوگ۔ کیا ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ لیکن صرف چار افراد یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔ ضرور ان کے ساتھ ان کے اور ساتھی بھی ہوں گے اور شنکر کے تمام حفاظتی سسٹم کو ڈاج دے کر نجانے جزیرے پر کہاں سے پہنچ گئے ہوں''...... وجے نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بیس منٹ کے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وجے نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''وجے بول رہا ہوں''...... وجے نے کرخت لہجے میں کہا۔

''شنکر بول رہا ہوں''...... شنکر کی آواز سنائی دی۔

''کوئی امید افزاء خبر ہے تو بتاؤ''...... وجے نے کہا۔

''میرے آدمیوں نے ان چاروں کو کٹاؤ میں تلاش کر لیا ہے اور اب وہ زندہ ہماری حراست میں ہیں''...... شنکر نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیا تو وجے کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''کیا انہوں نے تمہارے آدمیوں کے سامنے مزاحمت نہیں کی تھی۔ تم نے بتایا تھا کہ ان کے پاس وافر تعداد میں مہلک اسلحہ موجود ہے''...... وجے نے کہا۔

''نہیں۔ میرے آدمیوں نے پانی میں اترتے ہی انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ ان کے پاس گنیں تھیں لیکن وہ پانی میں ان کے لئے ناقابلِ استعمال تھیں جبکہ میرے آدمی واٹر پروف گنیں لے کر پانی میں اترے تھے اور انہوں نے انہیں بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ دیا تھا۔ چاروں طرف مسلح افراد کو دیکھ کر انہوں نے ہاتھ اٹھا دیئے تھے اور خود کو سرنڈر کر لیا تھا''...... شنکر نے کہا۔

''چیک کرنا تھا کہ وہاں یہ چاروں ہی موجود تھے یا ان کے مزید ساتھی بھی ہیں''...... وجے نے کہا۔

''ان چاروں کو پانی سے نکال کر باہر لایا جا رہا ہے۔ میرے بہت سے ساتھی ابھی پانی میں ہی ہیں اور وہ سارے کٹاؤ کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ اگر ان کا کوئی اور ساتھی بھی ہوا تو وہ بھی پکڑا جائے گا''...... شنکر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کیا ان سب کا اسلحہ تم نے قبضے میں لے لیا ہے۔ اچھی طرح تلاشی لینی تھی ان کی''...... وجے نے کہا۔

''مجھے احمق سمجھتے ہو کہ میں یہ کام نہیں کروں گا۔ میں نے ان کے سارے سامان پر قبضہ کر لیا ہے اور ان کی تلاشی لے کر ان کے پیروں کے جوتے تک نکلوا لئے ہیں۔ اب ان کے پاس کچھ نہیں ہیں''...... شنکر نے کہا۔

''کون ہیں وہ۔ کیا ان کی کوئی شناخت ہوئی ہے''...... وجے نے پوچھا۔

''نہیں۔ شکل و صورت سے تو وہ مقامی ہی لگ رہے ہیں لیکن ان کے قد کاٹھ۔ ان کے مضبوط جسم اور ان کے چہروں کی سختی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ عام آدمی نہیں ہیں۔ یہ انتہائی تربیت یافتہ دکھائی دے رہے ہیں جن کا تعلق یقینی طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہی ہو سکتا ہے''...... شنکر نے کہا۔

''اوہ۔ تب تو واقعی خطرناک صورتحال ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اس طرح تمام رکاوٹیں توڑ کر یہاں پہنچ جانا ہماری ناکامی ہے''...... وجے نے کہا۔

''نہیں۔ میں اسے ناکامی نہیں سمجھتا۔ یہ لوگ یہاں پہنچ تو گئے ہیں لیکن ہماری نظروں سے نہیں بچ سکے ہیں اسی لئے تو یہ ہماری حراست میں ہیں۔ اگر تم نے ان کو ہلاک کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو اب تک میرے سامنے ان کی لاشیں پڑی ہوتیں''...... شنکر نے سخت لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ابھی انہیں زندہ رکھو تاکہ پتہ چل سکے کہ انہوں نے تمہارے حفاظتی سسٹم کو کیسے ڈاج دیا ہے اور ان کے پاس ایسا کون سا جادو ہے کہ یہ یہاں تک پہنچ گئے اور اس کا کسی کو علم ہی نہ ہو سکا''...... وجے نے کہا۔

''ہاں۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ اب یہ میری گرفت میں آ گئے ہیں۔ تم دیکھنا میں کس طرح سے ان کی زبانیں کھلواتا ہوں۔ جب تک یہ مجھے ساری سچائی نہ بتا دیں گے میں ان کا ایسا حشر

کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی صدیوں تک ان کی روحیں بلبلاتی رہیں گی‘‘...... شنکر نے کہا۔

’’او کے۔ انہیں فرسٹ وے سے ڈائریکٹ بلیک روم میں لے جاؤ۔ وہیں جا کر ان کی زبانیں کھلوانا اور جب یہ سب کچھ بتا دیں تو پھر انہیں ہلاک کر دینا اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کر دینا‘‘...... وجے نے کہا۔

’’ایسا ہی ہو گا۔ ان کا انجام عبرتناک ہی ہو گا‘‘...... شنکر نے کہا تو وجے نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر اس نے فون کا رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بدستور پریشانی اور تشویش کے سائے لہرا رہے تھے۔ چار ایجنٹ جس طرح سے بلیک لارک پر پہنچے تھے یہ اس کی اور شنکر کی ناکامی تھی اور اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ مادام شیتل اور چیف کو اس بارے میں کیا رپورٹ دے۔

عمران اس وقت ناٹران کے ساتھ اس کے نئے ٹھکانے پر موجود تھا۔ یہ ایک رہائش گاہ کا تہہ خانہ تھا جو ہر لحاظ سے سیف اور خفیہ تھا۔ عمران ناٹران کے ساتھ ایک چھوٹے سے کمرے میں موجود تھا جہاں اس کے سامنے دو سٹریچر رکھے ہوئے تھے اور ان سٹریچروں پر دو افراد کی لاشیں رکھی ہوئی تھیں۔

ان لاشوں میں سے ایک لاش روہت کی تھی جسے عمران نے ناٹران کے ساتھ سٹار کلب میں ہلاک کیا تھا جبکہ دوسری لاش وکرم کی تھی جو روکسی ہوٹل کے کمرے سے عمران سے فائٹ کرنے کے بعد بھاگ نکلا تھا۔ اسے بھاگتے دیکھ کر عمران نے سڑک پر موجود ناٹران کو کال کر کے بتا دیا تھا۔ عمران نے ناٹران کو وکرم کا حلیہ اور اس کے لباس کے بارے میں بتایا تھا۔ ناٹران نے جب اس لباس اور حلیے والے آدمی کو ہوٹل کی عمارت سے باہر نکل کر بھاگتے دیکھا تو اس نے اس کا پیچھا کیا۔ ان دونوں کے درمیان جھڑپ ہوئی۔

وکرم، ناٹران کو بھی ڈاج دے کر نکلنا چاہتا تھا لیکن ناٹران نے فوراً اس پر فائرنگ کر دی اور اسے موقع پر ہی ہلاک کر دیا تھا۔ اس کے بعد عمران اور ناٹران ان دونوں کی لاشیں لے کر خفیہ ٹھکانے پر پہنچ گئے اور اب وہ ان دونوں کی لاشوں کے پاس ہی کھڑے تھے۔

''آپ کا کیا خیال ہے کیا ان دونوں کی ہلاکت کے بارے میں ٹاپ سیکشن کو اب تک علم نہیں ہوا ہو گا''...... ناٹران نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے امید ہے کہ ابھی تک ان دونوں کی ہلاکت کا کسی کو علم نہیں ہوا ہے۔ ایک کو تو ہم اس کے خفیہ ٹھکانے پر ہلاک کر کے اس کی لاش اٹھا لائے تھے اور پھر وکرم بھی باہر تمہارے ہاتھوں مارا گیا تھا اس کی لاش بھی ہم لے آئے ہیں۔ جب تک ان دونوں کی لاشیں دستیاب نہیں ہو جاتیں اس وقت تک مادام شیتل کو اس بات پر یقین نہیں آئے گا کہ یہ دونوں ہلاک ہو چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ کا کیا پروگرام ہے۔ اب تو ہمیں یہ بھی پتہ چل چکا ہے کہ مس جولیا کو کہاں لے جایا گیا ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''میں بھی وہیں جانے کا سوچ رہا ہوں لیکن......'' عمران نے کہا۔

''لیکن کیا''...... ناٹران نے پوچھا۔

''وکرم کا قد کاٹھ تقریباً میرے جیسا ہے۔ میں اس کا میک اپ

کر کے اس کی جگہ لے سکتا ہوں لیکن روہت کا قد کاٹھ تمہارے جیسا نہیں ہے۔ اگر میں تمہیں اس کا ہمشکل بنانے کی کوشش کروں تو اس میں کافی وقت لگ جائے گا اور پھر میک اپ سے چہرہ تو چھپایا جا سکتا ہے لیکن قد کاٹھ مسئلہ بن جاتا ہے اور ذرا سا بھی شک پڑنے پر بھید کھل سکتا ہے۔ اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ تمہاری جگہ روہت کسے بناؤں''...... عمران نے کہا۔

''ایک آدمی ہے جس کا قد کاٹھ بالکل روہت جیسا ہے''۔ ناٹران نے چند لمحے روہت کی لاش دیکھنے کے بعد کہا۔

''ہاں۔ میرے ذہن میں بھی وہی آدمی ہے جس کا تم سوچ رہے ہو۔ اس کا نام ریحان ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ انتہائی منجھا ہوا اور ذہین آدمی ہے۔ مجھے آوازیں بدلنے کی پریکٹس نہیں ہے لیکن ریحان آپ کی طرح سو فیصد تو نہیں لیکن بہرحال آوازیں بدلنے کا ماہر ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ روہت ہلاک ہو چکا ہے۔ ریحان نے اس کی آواز نہیں سنی تو پھر یہ اس کی آواز کی نقل کیسے کر سکے گا''...... ناٹران نے سوچتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ریحان نے اس کی آواز نہیں سنی تو کیا ہوا۔ میں نے تو سنی ہے۔ میں کس مرض کی دوا ہوں۔ میں ریحان کو روہت کی آواز سنا دوں گا''...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں تھا''...... ناٹران نے

کہا۔

"سوچنے کے لئے دماغ کی ضرورت ہوتی ہے اور دماغ اسی میں ہوتا ہے جو ٹران ہو ناٹران نہیں"...... عمران نے نئی منطق پیش کرتے ہوئے کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ مجھے اپنی ذہانت کا ثبوت دینے کے لئے اپنا نام بدل لینا چاہئے"...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ناٹران کہتے کہتے میں بھی اکتا گیا ہوں۔ تم ٹرٹراتے ہوئے اچھے لگتے ہو اس لئے اپنا نام ٹران بلکہ ہاں ٹران رکھ لو کم از کم سننے میں تو اچھا لگتا ہے"...... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے پھر آج سے میں آپ کے لئے ٹران ہی ہوں"...... ناٹران نے کہا۔

"میرے لئے کیوں۔ یہ کام اپنی منکوحہ کے لئے کرنا تو وہ زیادہ خوش ہو گی کہ تم نے اس کے لئے اور کچھ نہیں تو اپنے نام سے پہلے نا ہٹا دیا اب اس کی لائف میں ہاں ہی ہاں ہو گی"...... عمران نے کہا تو ناٹران ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کہاں کی بات کہاں جا ملاتے ہیں"..... ناٹران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا کروں۔ رشتہ تو کوئی ملتا نہیں تو باتوں سے باتیں ملا کر ہی کام چلا لیتا ہوں"..... عمران نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا تو ناٹران

ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ہنسنا چھوڑو اور کال کر کے ریحان کو یہاں بلاؤ۔ اس کے آنے تک میں اپنا میک اپ کرتا ہوں پھر اس کا میک اپ کر دوں گا۔ ہمیں جلد سے جلد ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے۔ ایسا نہ ہو جس سے شادی کی امید ہے مادام شیتل اس کے بھی ہاتھ پاؤں توڑ کر رکھ دے"...... عمران نے کہا تو ناٹران نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا اور جیب سے سیل فون نکال کر وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔

عمران کچھ دیر تک وکرم کا چہرہ غور سے دیکھتا رہا پھر وہ سائیڈ میں موجود ڈریسنگ روم میں گھس گیا۔ کچھ دیر بعد وہ ڈریسنگ روم سے باہر آیا تو اس کے چہرے پر وکرم کا میک اپ تھا۔ اس نے لباس بھی وکرم جیسا پہن لیا تھا۔ وکرم کی تلاشی لے کر وہ اس کی جیبوں سے پہلے ہی ساری چیزیں نکال کر اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔ اسی لمحے ناٹران اندر آیا تو عمران کو وکرم کے میک اپ میں دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکا اور پھر وہ مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"میک اپ کرنے میں آپ کو کمال مہارت حاصل ہے عمران صاحب۔ اگر یہاں وکرم کی لاش نہ پڑی ہوتی تو مجھے یہی لگتا کہ وکرم زندہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا ہے"...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسی صورت میں اگر میں تم سے چمٹ جاتا تو تم نے بھوت بھوت کہہ کر چیخ پڑنا تھا''...... عمران نے کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں نے ریحان کو بلایا ہے وہ تھوڑی دیر تک یہاں پہنچ جائے گا''...... ناٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ دونوں اس روم سے نکل کر سٹنگ روم میں آ گئے۔ سامنے میز پر ایک لیپ ٹاپ کمپیوٹر رکھا ہوا تھا جس کی اسکرین آن تھی اور اس پر ایک عمارت کا ایک ایک حصہ دکھائی دے رہا تھا کہ اس عمارت کا رقبہ کتنا ہے۔ اس کے کمرے کتنے ہیں۔ کہاں کہاں ہیں اور اس کے تہہ خانے کہاں ہیں۔ لان، صحن اور عمارت کی ایک ایک دیوار واضح دکھائی دے رہی تھی جہاں ہر طرف سبز رنگ کے نقطے سے حرکت کرتے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ وہ انسان تھے جو اس عمارت کے اندر متحرک تھے۔ عمارت کے ایک تہہ خانے میں سرخ رنگ کا ایک نقطہ مسلسل جل بجھ رہا تھا اور اس نقطے پر ایک چھوٹا سا سرکل بنا ہوا تھا جس میں انگریزی حرف جے لکھا ہوا تھا۔ عمران اس کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گیا اور غور سے اس عمارت اور عمارت میں موجود افراد کو دیکھنے لگا۔

''محترمہ ابھی تک استغفیل ہیں''...... عمران نے کہا۔

''استغفیل''...... ناٹران نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ تم نے اسے جو ڈی ایس ایم کیپسول کھلایا تھا اس

کیپسول میں موجود ڈیوائس ہوش مند اور متحرک انسانوں کو گرین کلر میں شو کر رہا ہے اور یہ سرخ وجود جولیا کا ہے ڈیوائس اسی وجود کو ریڈ مارک کرتی ہے جو سویا ہوا ہو یا پھر بے ہوش''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''اور شاید مرنے والے انسان کو یہ ڈیوائس بلیک کلر میں مارک کرتی ہے''...... ناٹران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اس عمارت کو کافرستانی دارالحکومت کے نقشے سے چیک کیا ہے۔ یہ ایک کلب ہے جو بہت وسیع رقبے میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کلب کا نام ہے شنگھائی کلب''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس کلب کا نام شنگھائی کلب ہے اور میں نے اس کلب کے بارے میں تمام تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ تفصیلات کے مطابق یہ کلب ایک شوگرانی نژاد عورت کی ملکیت ہے۔ اس عورت کا نام لیڈی ہاؤ ہے۔ یہ بہت کم اس کلب میں آتی ہے لیکن اس کی چند تصویریں میرے ساتھیوں کو مل گئی تھیں۔ جب میں نے ان تصویروں کی چیکنگ کی تو مجھے پتہ چل گیا کہ یہ لیڈی ہاؤ ہی مادام شیتل ہے جو میک اپ میں اس کلب کو لیڈی ہاؤ کے نام سے چلاتی ہے تاکہ اس پر کوئی شک نہ کر سکے۔ اس کلب میں ہر قسم کے غیر قانونی دھندے کئے جاتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ وادیٔ مشکبار کے تحریک آزادی کے رہنماؤں اور کارکنوں کو بھی خفیہ طور پر اسی کلب کے تہہ خانوں میں پہنچایا جاتا ہے۔ لیڈی ہاؤ نے اس

کلب کے نیچے بڑے بڑے تہہ خانے بنا رکھے ہیں جو جیل خانوں سے کم نہیں ہیں۔ ان تہہ خانوں کو بطور ٹارچر سیل استعمال کیا جاتا ہے۔ یہاں زبانیں کھلوانے کے لئے پرانے اور جدید ترین آلات کا استعمال کیا جاتا ہے اور انسان پر انتہائی بہیمانہ تشدد کیا جاتا ہے۔ مادام شیتل کے سامنے کوئی زبان کھولے نہ کھولے ایک بار جو اس کے کلب کے تہہ خانوں میں پہنچ جاتا ہے وہ زندہ واپس نہیں آتا۔ مادام شیتل اس مرنے والے انسان کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر بھسم کرا دیتی ہے۔ یہ سارے کام وہ لیڈی ہاؤ بن کر بظاہر اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے کرتی ہے لیکن اس کلب میں لائے جانے والے زیادہ تر افراد یا تو تحریک آزادی کے وادیٔ مشکبار سے غائب ہونے والے رہنما ہوتے ہیں یا پھر کارکن یا پھر ایسے انسان جن پر کافرستان کے خلاف بولنے یا سازش کرنے کا کوئی بھی الزام ہو۔ مادام شیتل صرف شک کی بنیاد پر ہی اس انسان پر درندگی کی انتہا کر دیتی ہے۔ اس کے باقی ساتھی بھی ایسے ہی ہیں جن میں سے آنند کے بارے میں آپ کو میں پہلے ہی تفصیل بتا چکا ہوں''...... ناٹران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کیا تمہیں اس کلب کا پہلے علم نہیں تھا کہ یہ ٹاپ سیکشن کا ہیڈ کوارٹر ہوسکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس سے پہلے مادام شیتل اکیلی کام کرتی تھی اور اس کا ہر کام انتہائی راز داری اور خفیہ انداز میں ہوتا تھا۔ اس نے کبھی ایسا

کوئی تاثر نہیں دیا تھا کہ وہ ٹاپ سیکشن کی ٹاپ ایجنٹ ہے۔ وہ ہمیشہ لیڈی ہاؤ بن کر ہی سامنے آتی تھی''...... ناٹران نے کہا۔

''پھر اب کیسے پتہ چلا کہ اس کے کلب میں یہ سب ہوتا ہے اور یہ کلب لیڈی ہاؤ کی نہیں بلکہ مادام شیتل کی ملکیت ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''جیسے ہی مس جولیا کے جسم میں موجود ڈی ایس ایم سے مجھے پتہ چلا کہ مس جولیا کو اغوا کر کے شنگھائی کلب میں لے جایا گیا ہے تو میں نے کافرستان کی سب سے بڑی اور خفیہ طور پر معلومات فروخت کرنے والی ایک ایجنسی سے معلومات حاصل کیں۔ اس ایجنسی کا معاوضہ بہت زیادہ ہے لیکن اس سے جو بھی معلومات ملتی ہیں وہ حتمی ہوتی ہیں''...... ناٹران نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا نام ہے اس ایجنسی کا''......عمران نے پوچھا۔

''اے زیڈ ایجنسی''...... ناٹران نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا سربراہ کرنل دتہ ہے نا جو پہلے ریڈ ایجنسی کا چیف تھا''......عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں۔ اسی لئے تو اس سے کام کی ہر بات معلوم ہو جاتی ہے۔ بس معاوضہ اس کے مطلب کا ہونا چاہئے''...... ناٹران نے کہا۔ پھر پندرہ منٹ بعد ریحان وہاں پہنچ گیا۔ سلام و دعا کے بعد وہ ان کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

''لگتا ہے تمہاری بیٹری ڈاؤن ہو گئی ہے جو تم اس طرح ساکت ہو گئے ہو''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو ناٹران ہنس پڑا جبکہ ریحان مسکرا دیا۔

''نو سر میں بیٹری کے بغیر چلتا ہوں''...... ریحان نے برجستہ جواب دیا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اگر تم بیٹری سے نہیں چلتے تو پھر یقیناً تم کسی چابی سے چلتے ہو گے۔ چابی بھرو تو چل پڑے ورنہ جہاں ہو وہیں رک گئے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ریحان ہنس پڑا۔

''نہیں۔ میں تو آپ کے احترام میں آپ کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہوں''...... ریحان نے کہا۔

''کیوں بھائی یہ احترام کیوں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس نے مجھے آپ کے بارے میں بتا دیا ہے کہ آپ کون ہیں''...... ریحان نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے باپ رے۔ کیا بتایا ہے تم نے اسے میرے بارے میں۔ یہ تو نہیں بتایا کہ میں قوم جنات سے تعلق رکھتا ہوں یا پھر میری بھوتوں کی چھوٹی سی فیملی ہے''...... عمران نے ناٹران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ناٹران بے اختیار ہنس پڑا۔

''نہیں۔ اس نے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے

آپ کا نام اور آپ کے بارے میں ساری تفصیل بتا دی تھی۔ یہ آپ کا بہت بڑا معتقد ہے۔ اسے شروع سے ہی آپ سے ملنے اور آپ کے ساتھ کام کرنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ جب میں نے بتایا کہ آپ ہی وہ علی عمران ہیں تو یہ خوشی سے ناچ اٹھا تھا کہ اسے آپ سے ملنے اور آپ سے باتیں کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا''...... ناٹران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ کون سا ناچ آتا ہے تمہیں۔ رمبا سمبا ناچ لیتے ہو''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ناٹران کے ساتھ ساتھ ریحان بھی ہنس پڑا۔

''اگر آپ کو رمبا سمبا پسند ہے تو میں آپ کے لئے سیکھ لوں گا''...... ریحان نے کہا تو عمران بھی ہنس پڑا۔ وہ اٹھا اور آگے بڑھ کر ریحان سے بغلگیر ہو گیا۔ ریحان عمران کے گلے لگ کر اس قدر جذباتی ہوا کہ اس کا جسم نہ صرف کانپنے لگا بلکہ اس کی آنکھیں بھی جوش و مسرت سے نم ہو گئیں۔

''ارے ارے تم تو ایسے کانپ رہے ہو جیسے تمہیں لرزہ ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا تو ریحان بے اختیار ہنس پڑا اور اس سے الگ ہو گیا۔

''ایسی بات نہیں ہے عمران صاحب۔ آپ سے مل کر مجھے کتنی مسرت ہوئی ہے یہ میں آپ کو نہیں بتا سکتا''...... ریحان نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں نہیں بتا سکتے''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ریحان ہنس پڑا۔

''آج سچ میں مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے میرا کوئی خواب سچ ہو گیا ہو۔ آپ سے ملنا اور آپ کے ساتھ مل کر کام کرنا میرا خواب تھا''...... ریحان نے اسی انداز میں کہا۔

''چلو پھر تیار ہو جاؤ۔ تمہارا یہ خواب سچ کر دوں''...... عمران نے کہا تو ریحان کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اوہ اوہ۔ کک کک۔ کیا آپ نے سچ میں مجھے اپنے ساتھ کام کرنے کے لئے بلایا ہے۔ مم مم۔ میں آپ کے ساتھ کام کروں گا''...... ریحان نے اور زیادہ لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ عمران صاحب تمہیں اپنے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں۔ تم میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہارا میک اپ بھی کر دیتا ہوں اور تمہیں ساری باتیں سمجھا بھی دیتا ہوں''...... ناٹران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ تب تک میں چیف سے بات کر لیتا ہوں انہیں بھی صورتحال سے آگاہ کرنا ضروری ہے ورنہ مشن مکمل ہونے کے بعد جب اس سے چیک مانگتا ہوں تو وہ کاغذ کا ایک ٹکڑا مجھے تھما دیتا ہے جس میں چیزیں سونگھنے کے لئے رقم لکھی ہوتی ہے چیزیں خریدنے کے لئے نہیں''...... عمران نے کہا تو ناٹران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ وہ اٹھا اور پھر وہ ریحان کو لے کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے جیب سے مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا

اور بلیک زیرو کو کال کر کے موجودہ صورتحال سے آگاہ کرنے لگا۔ اس طرح ایکسٹو کی حیثیت سے بلیک زیرو ساری صورتحال سے آگاہ رہتا تھا اور ضرورت پڑنے پر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کال کر کے انہیں مزید ہدایات بھی دے سکتا تھا۔

صفدر کو ہوش آیا تو اس نے خود کو ایک ہال نما کمرے میں راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا پایا۔ اس نے آنکھیں کھول کر حیرت سے ادھر ادھر دیکھا تو اس کے دائیں طرف کیپٹن شکیل جبکہ بائیں جانب ٹائیگر اور تنویر اسی طرح راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔

صفدر چند لمحے غیر شعوری طور پر انہیں دیکھتا رہا پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا اس کے دماغ کے پردے پر سابقہ مناظر فلمی مناظر کی طرح ابھرتے چلے گئے۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ وہ سمندری کٹاؤ سے ہوتے ہوئے دو ایسے ہولز کے پاس پہنچے تھے جن سے گندہ پانی نکل رہا تھا اور انہیں دیکھ کر انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ یہ ٹنل بلیک لارک جزیرے پر موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے نکاسی آب کے ہولز ہو سکتے ہیں۔ وہ ایک ٹنل میں داخل ہوئے تھے اور کچھ دور جاتے ہی ان کے سامنے فولادی جنگلا آ گیا تھا۔

ان سب نے وہاں سی سی ٹی وی کیمرے بھی لگے دیکھے تھے

اس لئے ممکنہ حملے سے بچنے کے لئے انہوں نے تھیلوں سے اسلحہ نکال کر اپنی جیبوں میں منتقل کر لیا تھا پھر تنویر کو نجانے کیا سوجھا کہ اس نے فوراً ایک ہینڈ گرنیڈ کا پن نکال کر جنگلے کی طرف اچھال دیا۔ جس کے بلاسٹ ہونے سے جنگلا تو ٹوٹ گیا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی ٹنل کی چھت بھی تیزی سے بیٹھنا شروع ہو گئی تھی۔ ٹنل گرتے دیکھ کر صفدر نے ان سب کو واپس دہانے کی طرف بھاگنے کا کہا۔ وہ سب بھاگے اور پھر دہانے پر پہنچتے ہی انہوں نے پوری قوت سے پانی میں چھلانگیں لگا دی تھیں۔ پانی میں نیچے جا کر جب وہ اوپر آئے تو انہیں اپنے سروں پر سرچنگ ہیلی کاپٹر دکھائی دیا۔ شاید ہیلی کاپٹر سے انہیں ٹنل سے نکل کر پانی میں کودتے دیکھ لیا تھا اس لئے وہ فوراً ان کے سروں پر پہنچ گیا تھا۔

صفدر اور اس کے ساتھیوں نے ہیلی کاپٹر دیکھتے ہی پانی میں ڈبکیاں لگائیں اور تیزی سے تیرتے ہوئے سائیڈ کی دیواروں سے چپک گئے تاکہ اگر ہیلی کاپٹر سے گولیاں یا میزائل برسائے جائیں تو وہ ان سے اپنا بچاؤ کر سکیں لیکن ہیلی کاپٹر سے فائرنگ نہیں کی گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اچانک وہاں بے شمار غوطہ خور نمودار ہوئے ان کے پاس واٹر پروف اسلحہ تھا۔ وہ چونکہ اپنے ساتھ واٹر پروف اسلحہ نہیں لائے تھے اس لئے پانی کے اندر وہ ان غوطہ خوروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ غوطہ خوروں کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ انہوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ اگر وہ مزاحمت کرنے کی کوشش

کرتے تو غوطہ خور آسانی سے انہیں نشانہ بنا سکتے تھے اس لئے انہوں نے خود کو سرنڈر کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے خود کو سرنڈر کیا تو غوطہ خوروں نے ان سے سارا اسلحہ چھینا اور پھر انہیں پانی کے اندر ہی رسیوں سے باندھ کر باہر لے آئے۔

پانی سے باہر لا کر انہوں نے ان کے جسم سے جوتے، ان کی گھڑیاں اور ان کی جیبوں میں جو کچھ تھا وہ سب نکال کر اپنے قبضے میں لے لیا۔ ان کے چہروں سے گیس ماسک بھی اتار لئے گئے اور پھر انہوں نے اچانک ان کے پیروں کے قریب ایک بم پھینکا جس سے نکلنے والی گیس اس قدر تیز اور زود اثر ثابت ہوئی کہ صفدر ایک لمحے میں بے ہوش ہو کر گر گیا۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے ٹائیگر، تنویر اور کیپٹن شکیل کو بھی ریت کے خالی ہوتے ہوئے بوروں کی طرح گرتے دیکھا تھا۔ اس کے بعد کیا ہوا تھا وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ اسے اب ہوش آ رہا تھا اور ہوش میں آتے ہی اس نے خود کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس ہال نما کمرے میں راڈز والی کرسیوں پر جکڑا ہوا پایا۔

کمرے کی دیواروں پر انسانی ایذاء رسانی کے جدید اور پرانے آلات سجے ہوئے تھے۔ وہاں چند ایسی مشینیں بھی رکھی ہوئی تھیں جو سخت اور مضبوط قوت ارادی کے افراد کی زبانیں کھولنے کے لئے استعمال کی جاتی تھیں اور ان سے انسانوں پر شدید اور انتہائی بھیانک تشدد کیا جاتا تھا۔

کمرے میں ان کے سوا کوئی نہ تھا۔ سامنے ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ اس کمرے میں نہ تو کوئی روشن دان دکھائی دے رہا تھا اور نہ ہی کوئی کھڑکی۔ کمرہ چاروں طرف سے بند تھا اس کی دیواریں کنکریٹ کی بنی دکھائی دے رہی تھیں۔ کمرے میں تیز روشنی ہو رہی تھی جو چھت پر لگے ہوئے ہائی پاور کے بلبوں کی مرہون منت تھی۔

''تو ہم سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں''...... صفدر نے دھیمی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے کیپٹن شکیل کی کراہ سنائی دی۔ اس نے چونک کر دیکھا تو کیپٹن شکیل کے جسم میں حرکت پیدا ہو رہی تھی۔ ابھی کیپٹن شکیل کو ہوش آیا ہی تھا کہ ٹائیگر اور تنویر نے بھی کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر ان سب کا بھی خود کو اس کمرے اور راڈز والی کرسیوں پر جکڑے دیکھ کر وہی حال ہوا جو صفدر کا ہوا تھا۔

''ہم کہاں ہیں۔ یہ کون سی جگہ ہے''...... تنویر نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید یہ وہی جگہ ہے جہاں ہم پہنچنا چاہتے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ......'' تنویر نے کہنا چاہا پھر خود ہی خاموش ہو گیا جیسے اسے خیال آ گیا ہو کہ اسے یہاں ایسی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے جو ان کے خلاف اور دشمنوں کے مفاد میں ہو۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے کمرے کا

دروازہ کھلا اور دو لمبے تڑنگے آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے چہرے بری طرح سے بگڑے ہوئے تھے۔ ان کے پیچھے چھ مزید افراد اندر آ گئے جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا''...... ان میں سے ایک آدمی نے انہیں ہوش میں دیکھ کر جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ لیکن تم کون ہو''...... صفدر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میرا نام وجے ہے اور میں ٹاپ سیکشن فورس کا انچارج ہوں''...... نوجوان نے سرد لہجے میں کہا۔

''اور میں شنکر ہوں۔ وجے کا نمبر ٹو''...... دوسرے نوجوان نے انہیں تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''لیکن ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے اور ہمیں اس طرح کیوں باندھا گیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ مت پوچھو کہ تمہیں یہاں کیوں لایا گیا ہے اور اس طرح راڈز والی کرسیوں پر کیوں جکڑا گیا ہے۔ یہ پوچھو کہ تم سب ابھی تک زندہ کیوں ہو''...... شنکر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم ہمیں ہلاک کرنا چاہتے تھے''۔ صفدر نے بھی اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ بلیک لارک کی طرف آنے والی چڑیا کا بھی شکار کر کے اسے مار گرایا جاتا ہے اور تم چاروں انسان ہونے کے باوجود

ابھی تک زندہ ہو''...... وجے نے کہا۔

''پھر ہم پر یہ مہربانی کیوں کی گئی ہے کہ ہمیں زندہ اس جزیرے پر آنے دیا گیا''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''پہلے تم اپنے نام بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ تم اس جزیرے پر کس لئے آئے ہو''...... شنکر نے پوچھا۔

''میرا نام شہریار ہے۔ یہ میرے دوست ہیں۔ ساجد، واجد اور شاکر۔ ہم ایک بوٹ میں کچھ سامان لے کر نکلے تھے۔ راستے میں بوٹ میں سوراخ ہو گیا اور اس میں پانی بھر گیا۔ بوٹ ڈوب رہی تھی ہم نے کچھ سامان اٹھایا اور تیراکی کے لباس پہن کر سمندر میں کود گئے چونکہ ہم گہرائی میں تیر رہے تھے اس لئے ہمیں راستوں کا علم نہ تھا۔ ہم نجانے کیسے اس جزیرے پر پہنچ گئے''۔ صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''سامان سے تمہاری مراد اسلحہ ہے''...... وجے نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''اب جب سب کچھ تمہارے ہاتھ لگ چکا ہے تو ہم اس سے کیسے انکار کر سکتے ہیں''...... صفدر نے کاندھے اچکا کر کہا۔

''گڈ۔ اگر نہیں انکار کر سکتے تو پھر اس بات کا بھی اقرار کر لو کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... وجے نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ کیا مطلب''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو شنکر اور وجے اسے گھور کر رہ گئے۔

''ہمارے سامنے زیادہ چالاک بننے کی کوشش مت کرو۔ تم سب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہی ممبرز ہو''...... شنکر نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ ہمارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں ہے''۔ صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

''اگر نہیں ہے تو تم بتاؤ کہ تم کون ہو''...... وجے نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہم چھوٹا موٹا دھندہ کرتے ہیں۔ تم ہمیں اسمگلرز کہہ سکتے ہو لیکن ہم نہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتے ہیں اور نہ ہی کسی اور ایجنسی کے لئے بلکہ ہمارا پاکیشیا سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے''...... صفدر نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''یہ تربیت یافتہ ہیں۔ آسانی سے زبان نہیں کھولیں گے''۔ شنکر نے وجے کی طرف دیکھ کر غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ شرافت سے بتا دیں گے تو ٹھیک ہے ورنہ ان کا انجام انتہائی بھیانک ہوگا''...... وجے نے سرد لہجے میں کہا۔

''چلو۔ تم کہتے ہو تو میں مان لیتا ہوں کہ تم اسمگلرز اور ہو تمہارا تعلق پاکیشیا سے نہیں ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم نے جزیرے کے حفاظتی سسٹم کو کیسے ڈاج دیا اور سمندری کٹاؤ تک کیسے پہنچ گئے''۔ شنکر نے چند لمحے توقف کے بعد ان کی طرف گھورتے ہوئے کہا۔

''ہم نے کسی حفاظتی سسٹم کو ڈاج نہیں دیا ہے۔ بوٹ ڈوبتے دیکھ کر ہم پیراکی کے لباس پہن کر سمندر میں اتر گئے تھے۔ تقریباً

دو گھنٹے مسلسل تیرتے رہنے کے بعد ہم یہاں پہنچے تھے۔ ہم اس بات سے بے خبر تھے کہ ہم کسی جزیرے کے سمندری کٹاؤ سے گزر رہے ہیں۔ جب ہم نے پانی سے سر نکالا تو ہمیں دراڑ دکھائی دی۔ پانی سے سر نکالتے ہی ہمیں گن شپ ہیلی کاپٹر دکھائی دیا تو ہم ڈر گئے۔ ہمارے پاس اسلحہ تھا اس لئے ہم کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتے تھے۔ دراڑ میں ہمیں دو ٹنلز دکھائی دیئے تو ہم ہیلی کاپٹر کے جاتے ہی ایک ٹنل میں چلے گئے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹنل میں تم نے ہینڈ گرنیڈ کیوں پھینکا تھا''...... شنکر غرایا۔

''ٹنل کا راستہ بند تھا۔ باہر خطرہ ہو سکتا تھا اس لئے ہم نے بم سے اس راستے کو کھول کر آگے جانے کا فیصلہ کیا تھا''...... صفدر نے جواب دیا۔

''تو وجے۔ یہ اس طرح کچھ نہیں بتائیں گے۔ ان کے ساتھ ہمیں سختی سے نپٹنا پڑے گا''...... شنکر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر انہیں پاور شاکس دیتے ہیں۔ دیکھتے ہیں ان میں کتنی ہمت ہے اور یہ کب تک پاور شاکس برداشت کر سکتے ہیں۔ اگر یہ پھر بھی نہ بولے تو پھر ہم انہیں کوڑے ماریں گے۔ کوڑوں سے بھی ان کا کچھ نہ بگڑا تو ہم انہیں ڈرموں میں بند کر دیں گے اور پھر ان ڈرموں کو باہر سے ہتھوڑوں کی ضربیں لگائیں گے۔ بند ڈرموں میں ہتھوڑے کی ضربوں سے ان کے نہ صرف دل

ڈھل جائیں گے بلکہ ان کے کانوں کے پردے بھی پھٹ جائیں گے اور اگر پھر بھی انہوں نے ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا تو انہیں ساگوس کے زہریلے انجکشن لگا دیں گے۔ ساگوس زہر جو سرخ چھپکلیوں کا زہر ہے جب ان کے خون میں سرایت کرے گا تو اندر ہی اندر ان کی ہڈیاں بھی موم کی طرح پگھلانا شروع کر دے گا اور پھر آہستہ آہستہ ان کے جسم اس بری طرح سے گلنا سڑنا شروع ہو جائیں گے تو یہ اس اذیت کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ ان کے پاس زیادہ سے زیادہ دس منٹ ہوں گے۔ دس منٹ تک اگر یہ سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہو گئے تو انہیں اینٹی انجکشن لگا کر بچایا جا سکتا ہے اور اگر دس منٹ تک انہوں نے منہ نہ کھولنے کی ضد قائم رکھی تو پھر ان کا بچنا ناممکن ہو گا اور یہ اذیت ناک موت کا شکار ہو جائیں گے۔ ان کے جسم گل سڑ کر پانی بن کر بہہ جائیں گے"...... وجے نے مسلسل بولتے ہوئے کہا جیسے وہ انہیں اذیت ناک موت سے ڈرانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اس کی بچگانہ باتیں سن کر ان چاروں کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹیں دوڑ گئیں۔

"ہمیں خوفزدہ کرنے کا تمہارا یہ انداز انتہائی بھونڈا ہے۔ بہرحال بتاؤ کہ ہم پر سب سے پہلے کون سا طریقہ آزماؤ گے۔ کوڑے مارنے کا یا الیکٹرک شاکس دینے کا۔ میں تو کہتا ہوں کہ ان سب کو چھوڑو اور ہمیں ڈائریکٹ ساگوس انجکشن لگا دو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہارا خیال صحیح ثابت ہو جائے۔ ہم اذیت ناک موت سے

ڈر جائیں اور چیخ چیخ کر تم سے رحم کی بھیک مانگنا شروع کر دیں۔ جو تم چاہتے ہو"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا اور اسے ہنستے دیکھ کر وجے اور شنکر غرا کر رہ گئے۔

"تم شاید میری باتوں کو مذاق سمجھ رہے ہو یا پھر تمہیں واقعی ساگوس انجکشن کے بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں ہے جو تم اس طرح ہنس رہے ہو۔ اس انجکشن کے لگتے ہی انسان کا جسم اندر سے کٹنا شروع ہو جاتا ہے اور اسے ایسی شدید تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے جسے برداشت کرنے کے لئے لوہے کا دل بھی کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ سمجھے تم"...... شنکر نے چیختے ہوئے کہا۔

"نہیں سمجھے اور نہ ہی ہمیں کچھ سمجھنے کی ضرورت ہے"...... صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم یہی چاہتے ہو تو یہی سہی۔ جاؤ شنکر جا کر ساگوس زہر ایک انجکشن میں بھر کر لے آؤ۔ اس زہر کا ایک ایک قطرہ بھی ان کے لئے کافی ہو گا۔ جب زہر تیزاب بن کر ان کی رگوں میں اترے گا تب ان کو پتہ چلے گا کہ موت کیا ہوتی ہے اور موت کا خوف کیسا ہوتا ہے"...... وجے نے غرا کر کہا تو شنکر نے اثبات میں سر ہلایا اور انہیں چند لمحے تیز نظروں سے گھورتے رہنے کے بعد وہ مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

"جب تک شنکر ہمارے لئے زہریلا انجکشن لاتا ہے اس وقت تک اگر ہم تم سے کچھ پوچھیں تو بتاؤ گے"...... صفدر نے وجے کی

طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کیا پوچھنا چاہتے ہو''...... وجے نے اسے گھور کر کہا۔

''تم نے کہا ہے کہ تمہارا تعلق کافرستانی سپیشل ایجنسی سے ہے جس کے تم ٹاپ ایجنٹ ہو''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں تو''...... وجے نے کہا۔

''تو کیا تم اس وقت اپنے ہیڈ کوارٹر میں ہو۔ میرا مطلب ہے کہ ہم سپیشل ایجنسی کی ہی قید میں ہیں''...... صفدر نے اسی انداز میں کہا۔

''ہاں۔ تم سپیشل ایجنسی کی ہی قید میں ہو''...... وجے نے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

''تو کیا یہ قید خانہ بھی سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا ہی حصہ ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ظاہر ہے تم سپیشل ایجنسی کی قید میں ہو اور بلیک لارک میں موجود ہو تو یہ حصہ بھی سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا ہی ہو سکتا ہے اور......'' وجے یکلخت کہتے کہتے رک گیا۔ اسے فوراً احساس ہو گیا کہ صفدر اس سے باتوں باتوں میں یہ اگلوانے کی کوشش کر رہا ہے کہ وہ اس وقت سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں یا نہیں۔

''تت۔ تت۔ تم بہت شاطر ہو۔ بہت زیادہ شاطر۔ تم یہ پوچھنے کی کوشش میں ہو نا کہ تم اس وقت سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں ہو یا نہیں''...... وجے نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور تم نے اس بات کا اقرار بھی کر لیا ہے کہ ہم سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں ہی موجود ہیں''...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

''میرے اقرار کرنے سے کیا ہوتا ہے اور تم اس وقت میری قید میں ہو میں چاہوں تو فائرنگ اسکوارڈ کے ذریعے ابھی تمہیں ہلاک کرا سکتا ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں جو تم جیسے سیکرٹ ایجنٹوں سے ڈر جاتے ہیں۔ ہاں۔ تم اس وقت ہیڈ کوارٹر کے مخصوص سیل میں ہو اور یہ سیل ہیڈ کوارٹر کے تہہ خانے میں ہے۔ ہیڈ کوارٹر اس جزیرے پر زیر زمین ہے اور یہ سیل اس ہیڈ کوارٹر کے نیچے ہی واقع ہے۔ اب بولو''...... وجے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب ہم نے کیا بولنا ہے۔ تم نے خود ہی سب کچھ بتا دیا ہے تمہارا شکریہ''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ شکریہ کس بات کا ...... وجے نے منہ بنا کر کہا۔

''چلو۔ تمہیں شکریہ پسند نہیں تو ہم اپنا شکریہ تم سے واپس لے لیتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ ہمارا جو سامان تھا وہ کہاں ہے''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہمارے قبضے میں ہے۔ کیوں''...... وجے نے کہا۔

''کیا تم ہمارا سامان یہاں منگوا سکتے ہو''...... صفدر نے کہا۔

''وہ کس لئے''...... وجے نے اسے گھورا۔

''شاید ہمارے پاس تمہیں دکھانے کے لئے کچھ ہو''...... صفدر نے کہا۔

''کیا ہے''...... وجے نے چونک کر کہا۔

''تم سامان منگواؤ تو ہی دکھائیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ تمہارا سامان سٹور میں رکھوا دیا گیا ہے۔ اسے یہاں نہیں لایا جا سکتا''...... وجے نے کہا۔

''تمہاری مرضی۔ اگر تم ہمارے بارے میں جاننا چاہتے ہو کہ ہم کون ہیں اور تمہارے حفاظتی سسٹم کو ڈاج دے کر ہم کیسے یہاں پہنچے ہیں تو پھر ہماری بات مان لو۔ ہمارا سامان یہاں منگواؤ۔ ہم تمہیں کچھ دکھانا چاہتے ہیں۔ اگر تمہیں یہ شک ہے کہ ہم راڈز والی کرسیوں میں جکڑے ہونے کے باوجود تم سے سامان چھین لیں گے تو ہماری سیکورٹی اور سخت کر دو۔ بے شک ہمارے گرد مسلح افراد کا سرکل بنا دو تاکہ ہم جیسے ہی کوئی حرکت کریں وہ ہمیں گولیاں مار دیں''...... صفدر نے کہا تو وجے حیرت سے باری باری ان کی شکلیں دیکھتا رہ گیا۔

''حیرت ہے۔ کیا تم چاروں پاگل ہو''...... وجے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ تم نے اپنا خطاب ہمیں کیسے دے دیا''...... صفدر نے منہ بنا کر کہا۔

''موت تمہارے سامنے کھڑی ہے اور تم اس سے اتنے ہی انجان اور اتنے ہی بے خوف ہو''...... وجے نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''موت کا خوف تم جیسوں کو ہوتا ہوگا ہم تو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینے والے انسان ہیں''...... صفدر نے کہا تو وجے غرا کر رہ گیا۔ اسی لمحے شنکر تیز تیز چلتا ہوا اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی جس میں سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ سرنج پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ وہ سرنج لے کر وجے کے قریب آ کر رک گیا۔

''کیا خیال ہے لگا دیا جائے انہیں زہریلا انجکشن''...... شنکر نے پوچھا۔

''نہیں۔ رکو ابھی''...... وجے نے کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا''...... شنکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ یہ بتاؤ کہ ان کا سامان کہاں ہے''...... وجے نے شنکر کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''تمہارے کہنے پر سٹور میں رکھوایا دیا تھا''...... شنکر نے کہا۔

''کیا تم نے ان کا سامان چیک کیا تھا''...... وجے نے پوچھا۔

''ہاں سارا سامان چیک کیا تھا۔ کیوں''...... شنکر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا جیسے وہ وجے کی بات نہ سمجھ پا رہا ہو۔

''کیا کیا تھا ان کے سامان میں''...... وجے نے اس کی حیرت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا۔

''اسلحہ۔ کچھ خشک میوہ جات کے پیکٹ اور کولڈ ڈرنکس کے کین ہیں اور چند دستاویزات جو عجیب سے کوڈ میں ہے اور ایک نقشہ ہے

جو بلیک لارک جزیرے کا ہی معلوم ہو رہا ہے''...... شنکر نے جواب دیا تو وجے چونک پڑا۔

''اوہ۔ دستاویزات کس کوڈ میں ہیں۔ کیا لکھا ہے ان میں''۔ وجے نے کہا۔

''میں نہیں جانتا''...... شنکر نے کہا۔

''ہونہہ۔ جاؤ۔ ان کا سامان لے آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کیا لکھا ہوا ہے ان دستاویزات میں''...... وجے نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ انجکشن......'' شنکر نے کہنا چاہا۔

''انجکشن انہیں ضرور لگے گا لیکن میں پہلے وہ دستاویزات دیکھنا چاہتا ہوں۔ لے آؤ ان کا سارا سامان''...... وجے نے اسی انداز میں کہا تو شنکر نے منہ بناتے ہوئے سرنج اسے تھمائی اور اپنے دو ساتھیوں کو اشارہ کر کے انہیں ساتھ لے کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔

''کیا تم مجھے ان دستاویزات کے بارے میں کچھ بتانا چاہتے ہو''...... وجے نے ان چاروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سامان آنے دو پھر بتاتے ہیں''...... صفدر نے مسکرا کر کہا تو وجے غرا کر رہ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں شنکر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ ان کے تھیلے لے کر آ گیا۔ انہوں نے تھیلے نیچے رکھ دیئے۔

''خالی کرو تھیلے۔ سب کچھ نکال کر باہر رکھو''...... وجے نے سخت لہجے میں کہا تو اس کے ساتھی تھیلے کھول کر سامان زمین پر رکھنے لگے۔ سامان میں اسلحہ، خشک میوہ جات کے پیکٹ، کولڈ

ڈرنکس کے چند کین اور بہت سا ضرورت کا سامان موجود تھا۔ ان میں چند کاغذات بھی تھے۔ وجے نے آگے بڑھ کر ان کاغذات کو اٹھایا اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

''کاغذات پر تو ٹیڑھی میڑھی لکیروں کے جال بنے ہوئے ہیں۔ کیا ہے یہ''...... وجے نے چند لمحے کاغذات دیکھتے رہنے کے بعد ان چاروں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہم ان کاغذات کی بات نہیں کر رہے تھے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر''...... وجے نے کہا۔

''کولڈ ڈرنکس کے کین دیکھو''...... صفدر نے کہا تو وجے، شنکر اور ان کے ساتھی کولڈ ڈرنکس کے کین کی طرف دیکھنے لگے جو عام سے کین دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا مطلب۔ کیا ہے ان کینوں میں''...... وجے نے آگے بڑھ کر ایک کین اٹھا کر ہلا کر چیک کرتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس نے کین کو ہلایا اسی لمحے اس کے ہاتھ میں موجود کین کے اندر جیسے نیلے رنگ کا تیز لائٹ والا بلب روشن ہو گیا اور ساتھ ہی اس سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ صرف یہی نہیں وہاں دس کین پڑے ہوئے تھے ان سب میں بھی نیلے رنگ کے بلب جل اٹھے تھے اور ان سے بھی ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنا شروع ہو گئی تھیں۔ وجے، شنکر اور اس کے ساتھی بوکھلا گئے۔ وجے نے بوکھلا کر فوراً

کین نیچے پھینک دیا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا ہے یہ سب"...... وجے نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مائیکرو الیکٹرو نیوٹران بم کا نام سنا ہے تم نے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مائیکرو الیکٹرو نیوٹران بم۔ کک کک کیا مطلب"...... وجے نے چونک کر کہا۔ شنکر کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"دنیا کا سب سے طاقتور منی بم ہائیڈروجن بم جو صرف سپر ممالک کے پاس ہے۔ جن ممالک کے پاس ایٹمی طاقت ہے انہوں نے اب ہائیڈروجن بم کے مقابلے میں الیکٹرو نیوٹران بم بنانا شروع کر دیئے ہیں جو ہائیڈروجن بموں جیسی ہی طاقت رکھتے ہیں اور یہ بم شہر تو کیا پورا ملک تباہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ایٹم بم کی تباہی کا دائرہ چند سو یا چند ہزار کلو میٹر تک کے سرکل میں ہوتا ہے لیکن الیکٹرو نیوٹران بم ایک ایسا بم ہے جس کی تباہی کا دائرہ کم از کم ایک لاکھ کلو میٹر تک کا ہوتا ہے۔ ہم اپنے ساتھ وزنی الیکٹرو بم تو نہیں لا سکے ہیں لیکن یہ چھوٹے چھوٹے دس کین ہیں۔ جن میں الیکٹرو بم موجود ہیں اور یہ اتنی طاقت کے ہیں کہ اس جزیرے کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے ملیا میٹ کر دیں"...... صفدر نے جواب دیا تو شنکر اور وجے کے ساتھ ساتھ ان کے ساتھیوں

کے رنگ بھی زرد ہوتے چلے گئے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ الیکٹرو نیوٹران بم ہیں"...... شنکر نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"ہاں۔ اور ہم نے انہیں ایکٹیو بھی کر دیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایکٹیو۔ لیکن کیسے۔ تم تو جکڑے ہوئے ہو اور ہم نے تمہاری تلاشی لے کر تم سے سب کچھ چھین لیا تھا پھر تم انہیں کیسے ایکٹیو کر سکتے ہو۔ بولو"...... وجے نے چیختے ہوئے کہا۔

"تم نے ہمارے لباس کی تلاشی لی تھی۔ ہمارے منہ چیک کرنا بھول گئے تھے۔ جس طرح تم دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپاتے ہو تا کہ ضرورت کے وقت انہیں چبا کر خود کو ہلاک کر سکو اسی طرح ہمارے ساتھی نے اپنے دانتوں میں ایک مائیکرو ڈی چارجر چھپایا ہوا ہے جسے دوسرے دانت سے پریس کرتے ہی اس نے ان بموں کو ایکٹیو کر دیا ہے۔ اب جب تک اس کا دانت ڈی چارجر پر پریسڈ رہے گا اس وقت تک یہ بم بلاسٹ نہیں ہوں گے لیکن جیسے ہی اس کا دانت ڈی چارجر سے ہٹا اسی لمحے یہاں یہ دس کے دس بم بلاسٹ ہو جائیں گے اس کے بعد کیا ہو گا یہ میں تمہیں پہلے ہی بتایا جا چکا ہے"...... صفدر نے کہا تو وہ سب چونک کر تنویر کی جانب دیکھنے لگے جس نے دانتوں پر دانت جما رکھے تھے اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں مسکرا رہا تھا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ الیکٹرو نیوٹران بم اتنے چھوٹے کین میں نہیں رکھے جا سکتے اور دنیا میں آج تک اتنا چھوٹا ڈی چارجر نہیں بنا ہے جو دانتوں میں چھپایا جاسکے''...... شنکر نے چیختے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہیں نہیں یقین تو میں اپنے ساتھی سے کہتا ہوں کہ یہ دانت ہٹا کر ان بموں کو ڈی چارج کر دے پھر دیکھنا کیا ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''نن نن۔ نہیں نہیں۔ رکو۔ رکو۔ ایسا مت کرنا۔ رک جاؤ پلیز''...... وجے نے چیختے ہوئے کہا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو وجے۔ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ یہ ہمیں احمق بنانے کی کوشش کر رہے ہیں''...... شنکر نے چیختے ہوئے کہا۔

''اور اگر ان کی بات سچ ہوئی تو''...... وجے نے کہا تو شنکر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اگر تمہیں ہماری بات پر یقین نہیں ہے تو پھر ہمارے ساتھ مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم تو ویسے ہی جہاں جاتے ہیں سروں پر کفن باندھ کر جاتے ہیں اس بار سمجھو ہم خود کو مکمل کفن میں لپیٹ کر ہی آئے ہیں۔ یا تو ہم یہاں سے کامیاب واپس جائیں گے یا پھر اپنے ساتھ تم سب کو اور تمہارے سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر سمیت اس پورے جزیرے کو تباہ کر دیں گے''...... صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

''یہ سب کر کے تم اچھا نہیں کر رہے''...... شنکر غرایا۔

''کیا اچھا ہے اور کیا برا۔ اب اس کا فیصلہ تم کر لو۔ ہمارے ساتھی نے منہ بند کر رکھا ہے۔ اس کے منہ کھولنے کی دیر ہے پھر ہم سمیت تم سب کے بھی منہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں گے''۔ صفدر نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا چاہتے ہو''...... وجے نے جبڑے بھینچتے ہوئے کہا۔

''سب سے پہلے ہمیں ان کرسیوں سے آزاد کرو''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ ہم تمہیں کسی بھی صورت میں آزاد نہیں کر سکتے''...... شنکر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تو پھر مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ساتھیو کلمہ پڑھ لو اور صفدر تم بھی بموں کو ڈی چارج کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ چکے ہیں۔ ہمارا مشن پورا ہو چکا ہے۔ مشن کو مکمل کرنے کے لئے ہمیں اپنی جانوں کی پرواہ نہیں ہے''...... صفدر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میں دس تک گنتا ہوں۔ اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو پھر ان بموں کو بلاسٹ کرنے سے کوئی نہیں روک سکے گا''...... صفدر نے کہا۔

''ہونہہ''...... شنکر غرایا۔

''تنویر۔ کاؤنٹ ڈاؤن جیسے ہی پورا ہو تم اللہ کا نام لینا اور ڈی چارجر کا بٹن پریس کر دینا''...... صفدر نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وجے ان چاروں کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ ان کے چہروں پر سختی اور سنجیدگی کے تاثرات دیکھ کر اس کے چہرے پر پریشانی بڑھتی جا رہی تھی۔

''دس۔ نو''...... صفدر نے کاؤنٹ ڈاؤن شروع کر دیا۔

''میں نہیں مان سکتا کہ تم سب کو اپنی موت کا ڈر نہیں ہے''۔ شنکر نے کہا۔

''آٹھ۔ سات''...... صفدر نے کہا۔ شنکر کی بات کا کسی نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔

''تم دیکھ کیا رہے ہو وجے۔ میں انہیں انجکشن لگا دیتا ہوں پھر دیکھنا کیسے ان سب کی اکڑ ختم ہو جائے گی''...... شنکر نے وجے کی طرف دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''چھ۔ پانچ''...... صفدر نے کاؤنٹ ڈاؤن جاری رکھا ہوا تھا۔ شنکر کی نظریں بدستور ان پر جمی ہوئی تھیں۔ ان کے چہروں کی سختی اور سنجیدگی اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ واقعی جو کہہ رہے ہیں اس پر عمل کرنے سے دریغ نہیں کریں گے۔ ان کے چہروں پر خوف نام کی کوئی چیز دکھائی نہ دے رہی تھی۔

''کیا کر رہے ہو وجے۔ مجھے بتاؤ۔ تم خاموش کیوں ہو''۔ وجے کو خاموش دیکھ کر شنکر نے اس کا کاندھا پکڑ کر اسے جھنجھوڑتے

ہوئے کہا۔

''خاموش رہو''...... وجے نے سرد لہجے میں کہا تو شنکر حیرت سے اس کا چہرہ دیکھتا رہ گیا۔

''کیا تم ان کی باتوں کو سچ سمجھ رہے ہو۔ ہونہہ۔ کوئی بم نہیں ہے ان کولڈ ڈرنکس کے کینوں میں تم خوامخواہ ان کی باتوں کو سچ مان رہے ہو۔ کہو تو میں تمہیں ابھی ایک کین پر گولی چلا کر دکھا دیتا ہوں''...... شنکر نے کہا۔

''پاگل مت بنو شنکر۔ الیکٹرو نیوٹران بم کے بارے میں تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو۔ کینوں کی طرف غور سے دیکھو۔ اندر نیلے رنگ کی روشنی میں سرخ رنگ سپارک ہوتا ہوا بھی دکھائی دے رہا ہے اور ایسا تب ہی ہوتا ہے جب کوئی الیکٹرو نیوٹران بم ایکٹیو ہو''۔ وجے نے غرا کر کہا تو شنکر نے چونک کر زمین پر رکھے ہوئے کینوں کو دیکھنا شروع کر دیا۔ کینوں میں نیلے رنگ کے بلب جلتے بجھتے دکھائی دے رہے تھے پھر اچانک ان میں ہلکی سی سرخ چمک دکھائی دی تو شنکر بری طرح سے اچھل پڑا اور بوکھلائے ہوئے انداز میں ان کینوں سے دور ہٹتا چلا گیا۔

''یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ان کینوں میں تو سچ مچ الیکٹرو نیوٹران بم ہیں''...... شنکر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد ہو گیا تھا۔

''اسی لئے کہہ رہا تھا کہ چپ رہو''...... وجے غرایا۔

چار۔ تین‘‘...... صفدر نے جو چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا تھا دوبارہ کاؤنٹ ڈاؤن شروع کر دیا۔

’’رر۔ رر۔ رکو۔ رکو۔ کاؤنٹ ڈاؤن بند کرو۔ رکو پلیز‘‘...... اس بار شنکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

’’کاؤنٹ ڈاؤن روکنے کے لئے ہمیں آزاد کرنا ضروری ہے۔ ہمیں آزاد کر دو تو کاؤنٹ ڈاؤن رک جائے گی‘‘...... صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں آزاد کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن تمہیں بھی وعدہ کرنا ہو گا کہ آزاد ہوتے ہی تم یہ بم ڈی ایکٹیویٹ کر دو گے‘‘...... وجے نے کہا۔

’’اس کا فیصلہ بعد میں ہو گا کہ ہم ان بموں کو ڈی ایکٹیویٹ کریں گے یا نہیں۔ فی الحال وہی کرو جو ہم کہہ رہے ہیں‘‘۔ صفدر نے غرا کر کہا تو وجے نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

’’کھول دو انہیں‘‘...... وجے نے شنکر سے مخاطب ہو کر کہا تو شنکر نے فوراً جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نکالا اور اس کا رخ ان کی طرف کرتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔ جیسے ہی اس نے بٹن پریس کیا اسی لمحے کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ کرسیوں کے راڈز کھلتے چلے گئے۔ راڈز کھلتے ہی وہ سب یکلخت اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

’’بم ڈی ایکٹیویٹ کرو‘‘...... وجے نے کہا۔

’’نہیں۔ ابھی ہمارا ایسا کچھ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ تم اپنے ساتھیوں سے کہو کہ یہ اپنا اسلحہ گرا دیں ورنہ اس بار ہمیں کاؤنٹ ڈاؤن شروع کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہو گی‘‘...... صفدر نے غرا کر کہا تو وجے اسے چند لمحے گھورتا رہا پھر اس نے ساتھیوں کو اشارہ کیا تو اس کے ساتھیوں نے فوراً ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں نیچے گرا دیں۔

’’ویل ڈن۔ عقلمند معلوم ہوتے ہو‘‘...... صفدر نے کہا وہ آگے بڑھا اور اس نے نیچے گری ہوئی مشین گنیں اٹھانی شروع کر دیں۔ پھر اس نے ایک مشین گن تنویر کی طرف، دوسری کیپٹن شکیل اور تیسری گن ٹائیگر کی طرف اچھال دی۔ ان تینوں نے مشین گنیں ہوا میں ہی دبوچ لیں۔

’’اپنا اپنا سامان اٹھاؤ‘‘...... صفدر نے کہا تو وہ سب آگے بڑھے اور انہوں نے تھیلے اٹھا کر ان میں اپنا اپنا سامان ڈالنا شروع کر دیا۔ البتہ کین انہوں نے وہیں پڑے رہنے دیئے تھے۔ سامان تھیلوں میں ڈال کر انہوں نے تھیلوں کو بند کر کے وہیں رکھ دیا۔

’’اگر تم چاہو تو ہم تمہیں یہاں سے زندہ سلامت جانے دے سکتے ہیں‘‘...... وجے نے کہا۔

’’اگر ہم نہ چاہیں تو‘‘...... صفدر نے طنزیہ لہجے میں کہا تو وجے نے ایک بار پھر ہونٹ بھینچ لئے۔

’’اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم آزاد ہونے کے بعد اب بم

بلاسٹ نہیں کرو گے''...... شنکر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔ وہ جتنا پہلے اس بات کو مذاق سمجھ رہا تھا اب اس سے کہیں زیادہ ڈرا اور سہا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

''کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ ہاں اگر تم خود کو اور اس جزیرے کو تباہی سے بچانا چاہتے ہو تو تمہیں ایک کام کرنا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''کیا کام''...... وجے نے فوراً پوچھا۔

''ہمیں ٹاپ زیرو میزائل کا فارمولا دے دو۔ ہم اسے لے کر چپ چاپ یہاں سے بغیر کسی کو نقصان پہنچائے نکل جائیں گے''۔ صفدر نے کہا تو وجے اور شنکر اچھل پڑے۔

''تو تم مانتے ہو کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم یہاں ٹاپ زیرو میزائل کا فارمولا لینے کے لئے ہی آئے ہو''۔ وجے نے چیختے ہوئے کہا۔

''کیا اب بھی اس میں شک کی کوئی گنجائش ہے''...... صفدر نے مسکرا کر کہا۔

''نہیں۔ کوئی گنجائش نہیں۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی جو میں نے تمہیں زندہ پکڑا ہے۔ تمہیں تو سمندر میں ہی گولیاں مار دینی چاہئیں تھیں اور اگر تمہیں یہاں لایا ہی گیا تھا تو کم از کم مجھے تمہاری بات نہیں سننی چاہئے تھی۔ تمہارا سامان یہاں نہیں منگوانا چاہئے تھا''...... وجے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اس سے بھی کوئی فرق نہ پڑتا۔ دانتوں میں چھپا ہوا چارجر لانگ سرکل میں کام کرتا ہے۔ ہم چاہتے تو اس سے پہلے ہی بموں کو ایکٹیویٹ کر سکتے تھے لیکن ہم چاہتے تھے کہ بم تمہارے سامنے ہی ایکٹیویٹ ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''بہرحال۔ اگر تم سب چاہو تو یہاں سے زندہ واپس جا سکتے ہو لیکن فارمولا تمہیں واپس مل جائے گا اس کے بارے میں تم سوچو بھی مت''...... وجے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''فارمولا یہاں موجود نہیں ہے''...... وجے نے کہا تو وہ چاروں بری طرح سے چونک پڑے۔

''یہاں نہیں ہے تو کہاں ہے''...... صفدر غرایا۔

''ڈاکٹر مہندر کے پاس سپر لیبارٹری میں ہے''...... وجے نے کہا۔

''ڈاکٹر مہندر۔ کیا مطلب۔ کون ہے یہ ڈاکٹر مہندر''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کافرستان کا ایک ٹاپ سائنس دان''...... وجے نے جواب دیا۔

''لیکن تمہارے چیف نے فارمولا اسے کیوں دیا ہے''۔ صفدر نے پوچھا۔

''ڈاکٹر مہندر کافرستان کے چوٹی کے سائنس دان ہیں اور دنیا

میں انہیں ہر قسم کے کوڈز ڈی کوڈ کرنے کا ایکسپرٹ بھی مانا جاتا ہے۔ ٹاپ زیرو فارمولے کی فائل کوڈ میں تھی جسے چیف نے ڈی کوڈ کرنے کے لئے ڈاکٹر مہندر کو بھیج دیا تھا تاکہ وہ اسے ڈی کوڈ بھی کر سکیں اور فارمولے پر کام بھی کر سکیں''...... وجے نے کہا۔

''ہونہہ۔ کہاں ہے سپر لیبارٹری''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری ہے اس کا پتہ مجھے کیسے ہو سکتا ہے''۔ وجے نے منہ بنا کر کہا۔

''تو کسے پتہ معلوم ہے۔ بولو''...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''چیف کو۔ سوائے چیف کے کوئی نہیں جانتا کہ سپر لیبارٹری کہاں ہے یا پھر اس لیبارٹری کے بارے میں اعلیٰ حکام ہی جانتے ہیں''...... شنکر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہارے چیف کا کیا نام ہے''...... صفدر نے چند لمحے اسے گھورنے کے بعد غراتے ہوئے کہا۔ اس نے وجے کے چہرے اور اس کی باتوں سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جھوٹ نہیں بول رہا ہے۔

''چیف کا نام گھنشام ہے۔ گھنشام داس''...... وجے نے کہا۔

''کیا وہ یہیں ہے اسی جزیرے پر''...... صفدر نے پوچھا۔

''چیف کا کچھ پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کب کہاں ہوتا ہے۔ ہو سکتا

ہے کہ وہ یہیں ہو یا پھر واپس چلا گیا ہو''...... وجے نے کہا۔

''چیف سے رابطہ کا ذریعہ''...... صفدر نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہے ذریعہ۔ میں چیف سے سیل فون اور ٹرانسمیٹر پر بات کر سکتا ہوں''...... وجے نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اس سے سیل فون پر بات کرو اور پوچھو وہ کہاں ہے''...... صفدر نے کہا تو وجے نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا اور پھر اس نے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''فون کا لاؤڈر آن کرو''...... صفدر نے غرا کر کہا تو وجے نے سیل فون کان سے ہٹا کر اس کا لاؤڈر آن کر لیا۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

''وجے بول رہا ہوں چیف''۔ وجے نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... چیف کی آواز سنائی دی۔

''آپ اس وقت کہاں ہیں۔ جزیرے پر یا کہیں اور......'' وجے نے پوچھا۔

''ابھی تھوڑی دیر پہلے تک تو میں جزیرے پر ہی تھا لیکن اب میں دارالحکومت جا رہا ہوں۔ مجھے پرائم منسٹر صاحب نے خصوصی طور پر بلایا ہے''...... چیف نے جواب دیا۔

''اپنے چیف سے کہو کہ فوری طور پر واپس آ جائے ورنہ بلیک

لارک تباہ کر دیا جائے گا“...... صفدر نے غرا کر کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کس کی آواز تھی“...... چیف کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”سوری چیف۔ بلیک لارک خطرے میں ہے“...... وجے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”خطرے میں ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو“...... چیف نے گرجدار لہجے میں کہا۔

”یس چیف“...... وجے نے کہا اور پھر اس نے ساری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ تو کیا وہ چاروں تمہارے ساتھ ہیں“...... چیف نے تفصیل سن کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ سامنے کھڑے ہیں اور آپ کی باتیں سیل فون کے لاؤڈر سے سن رہے ہیں“۔ وجے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا ڈیمانڈ ہے تمہاری۔ بولو“...... چیف نے ان سے مخاطب ہونے والے انداز میں کہا۔

”سب سے پہلے تم واپس ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ اگر تم دس منٹ میں یہاں واپس نہ آئے تو پھر ہم اس جزیرے کو اُڑا دیں گے“۔ صفدر نے آگے بڑھ کر وجے سے سیل فون چھین کر انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”اُڑا دو گے لیکن تم بھی تو اس جزیرے پر ہو۔ کیا تم اپنی موت

آپ مرنا چاہتے ہو“...... چیف کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ہم جہاں بھی جاتے ہیں اپنی موت ساتھ لے کر جاتے ہیں۔ اس لئے تم ہماری فکر نہ کرو۔ تمہیں ہم نے جو دس منٹ دیئے ہیں اس کے بارے میں سوچو۔ اگر ان دس منٹوں میں تم واپس نہ آئے تو پھر تمہیں یہ جزیرہ سمندر برد ہوتا دکھائی دے گا وہ بھی راکھ کی صورت میں۔ گڈ بائی“...... صفدر نے کہا اور ساتھ ہی اس چیف کا جواب سنے بغیر رابطہ منقطع کر دیا۔

”یہ تم نے کیا کیا ہے۔ رابطہ کیوں ختم کر دیا ہے“...... وجے نے اسے رابطہ ختم کرتے دیکھ کر کہا۔

”ہم فضول باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتے“...... صفدر نے منہ بنا کر کہا اور سیل فون پوری قوت سے دیوار پر کھینچ مارا۔ سیل فون دیوار سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گیا۔

”یہ تم نے اچھا نہیں کیا ہے۔ چیف کے بارے میں تم کچھ نہیں جانتے۔ وہ اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ بلیک لارک تباہ ہوتا ہے یا نہیں۔ وہ کبھی واپس نہیں آئے گا“...... شنکر نے پریشانی کے عالم میں چیختے ہوئے کہا۔

”نہیں آئے گا تو پھر یہاں موجود جتنے بھی افراد ہلاک ہوں گے ان سب کا خون اس کی گردن پر ہو گا۔ صرف اس کی گردن“...... تنویر نے پھنکار کر کہا تو وجے اور شنکر انہیں بے بسی سے گھورنے لگے۔

جولیا کے تاریک ذہن پر اچانک روشنی کے نقطے نمودار ہونا شروع ہو گئے جیسے اندھیرے میں بار بار جگنو چمکتے ہیں۔ پھر یہ روشنی پھیلتی چلی گئی اور چند لمحوں بعد جولیا کی آنکھیں کھل گئیں لیکن کچھ دیر تک اس کے ذہن پر دباؤ رہا۔ پھر اس کا شعور جاگ اٹھا اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس نے اپنے جسم کو ایک کرسی پر راڈز میں جکڑے ہوئے دیکھا تو وہ چونک پڑی۔ اس نے سر اٹھایا تو سامنے مکران کو کھڑے پایا جس کے ہاتھوں میں جار تھا۔ وہ اس کے سر پر جار الٹ کر پانگرز ڈالنا چاہتا تھا۔ ایک لمحے میں جولیا کے دماغ میں کوندا سا لپکا اور اس کے ذہن میں ساری بات آ گئی کہ اس کے جسم پر پانی ڈالا گیا تھا۔ جس سے کرسی میں ارتھ آ گیا تھا اور اسے جھٹکا لگا تھا۔

اس نے بے اختیار جھرجھری سی لی۔ جیسے ہی اس نے جھرجھری لی اسے ایک بار پھر ہلکا سا شاک لگا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک

کٹاک کی آوازوں کے ساتھ کرسی کے راڈز کھلتے چلے گئے۔ کرسی کے راڈز کھلتے دیکھ کر مکران کے ہاتھ جہاں تھے وہیں رک گئے اور اسی لمحے جولیا نے پوری قوت سے ٹانگ مکران کے سینے پر ماری۔ مکران جو حیرت سے اس کی طرف دیکھ ہی رہا تھا جولیا کی لات کی ضرب کھاتے ہی اچھلا اور چیختا ہوا پیچھے کھڑی مادام شیتل سے ٹکرایا۔ اس کے ہاتھوں سے جار چھوٹ کر پیچھے گرا اور ٹوٹ کر بکھرتا چلا گیا۔ جار کے ٹوٹتے ہی اس میں موجود سرخ رنگ کے کینچوے نکل کر زمین پر پھیل گئے۔

مکران اور مادام شیتل آپس میں ٹکرا کر نیچے گر گئے تھے۔ ان کے قریب ایک مشین گن بردار کھڑا تھا وہ خود کو ان کی ٹکر سے بچانے کے لئے تیزی سے سائیڈ پر ہو گیا اسی لمحے جولیا نے کرسی سے اٹھ کر اسی مشین گن بردار کی طرف چھلانگ لگا دی جو مکران اور مادام شیتل کی ٹکر سے بچنے کے لئے سائیڈ پر ہو گیا تھا۔ جولیا پوری قوت سے مشین گن بردار سے ٹکرائی اور اس سے مشین گن چھین کر فرش پر گرتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا جولیا نے خود کو سنبھالا اور پھر اس نے لیٹے لیٹے ہی کمر کے بل خود کو کسی لٹو کی طرح گھمایا اور ساتھ ہی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا۔ کمرہ یکلخت تڑتڑاہٹوں کی مخصوص آوازوں اور بے شمار انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ سائیڈوں پر کھڑے مسلح افراد کو جیسے کچھ سوچنے اور سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا تھا۔ وہ تو یہ اس ساری سچویشن میں گنگ سے ہو کر

رہ گئے تھے۔ جولیا نے لٹو کی طرح گھومتے ہوئے ان سب پر
فائرنگ کر دی تھی جس کے نتیجے میں وہ سب اپنی اپنی جگہوں پر گر
کر چند لمحے تڑپنے کے بعد ہلاک ہو گئے۔ جیسے ہی وہ ہلاک ہوئے
جولیا نے مادام شیتل کے قریب موجود دوسرے مشین گن برداروں کو
بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا۔ یہ دیکھ کر مکران نے بوکھلا کر اٹھ کر
بھاگنے کی کوشش کی لیکن جولیا فوراً اس کی طرف گھومی اور اس نے
مکران پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ ہوئی اور مکران کی کمر گولیوں
سے چھلنی ہو گئی۔ وہ چیختا ہوا ہوا میں اچھلا اور منہ کے بل زمین پر
گرا۔ اس کی کمر پر اتنی گولیاں لگی تھیں کہ اسے تڑپنے کا بھی موقع
نہ ملا اور وہ ساکت ہو گیا۔

''خبردار۔ اپنی جگہ پر ساکت رہو ورنہ.....'' جولیا نے مادام
شیتل کی طرف دیکھتے ہوئے کڑک کر کہا جو اٹھنے کی بجائے لیٹے
لیٹے دروازے کی طرف کھسکنے کی کوشش کر رہی تھی۔ جولیا کی کڑک
دار آواز سن کر وہ وہیں رک گئی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے
ساتھ ساتھ انتہائی خوف کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔ اس
سے کچھ فاصلے پر زمین پر سرخ رنگ کے بدہیت سرخ کینچوے
رینگ رہے تھے۔ جولیا فوراً اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

''چلو اب تم بھی اٹھ کر کھڑی ہو جاؤ۔ فوراً''...... جولیا نے سرد
لہجے میں کہا تو مادام شیتل فوراً اٹھ کر کھڑی ہو گئی جیسے اسے خدشہ ہو
کہ اسے ایک لمحے کی بھی دیر ہو گئی تو جولیا اس پر بھی فائرنگ کھول

دے گی۔

''یہ۔ یہ یہ۔ کیسے ہو گیا۔ تت تت۔ تم راڈز والی کرسی سے کیسے
آزاد ہو گئی''...... مادام شیتل نے اس کی طرف دیکھ کر انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری غلطی سے''...... جولیا نے کہا۔

''مم مم۔ میری غلطی سے۔ کیا۔ کیا مطلب''...... مادام شیتل
نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارے کہنے پر ہی مکران نے مجھ پر پانی ڈالا تھا۔ پانی
میرے جسم کے ساتھ پوری کرسی پر بھی پھیل گیا تھا۔ چونکہ راڈز والی
کرسیاں الیکٹرک سسٹم کے تحت کام کرتی ہیں اور ان کے وائرز
کرسی کے نیچے ہوتے ہیں اس لئے پانی ان وائرز پر بھی پڑ گیا جس
سے کرسی کا مکینکل سسٹم خود بخود ری سیٹ ہو گیا۔ اس سے مجھے
شاک بھی لگا تھا اور میں وقتی طور پر بے ہوش ہو گئی تھی لیکن جلد ہی
مجھے ہوش آ گیا۔ کرسی میں مجھے بدستور ارتعاش محسوس ہو رہا تھا۔
میں نے جیسے ہی جھرجھری لی اسی لمحے کرسی کا سسٹم ایکٹیو ہو گیا جس
کے نتیجے میں راڈز کھل گئے''...... جولیا نے کہا تو مادام شیتل ایک
طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''یہ واقعی میری غلطی تھی لیکن تم اس قدر تیز اور پھرتیلی ثابت ہو
گی اس کا مجھے اندازہ نہیں تھا۔ تم نے جس تیزی سے یہاں موجود
میرے ساتھیوں پر حملہ کر کے انہیں ہلاک کیا ہے یہ میرے لئے

واقعی حیران کن ہے“...... مادام شیتل نے کہا۔ اس نے کافی حد تک خود کو سنبھال لیا تھا۔

”تم نے مجھے جس عذاب سے دوچار کرنے کا سوچا تھا کیا میں بھی تمہیں اسی عذاب سے دو چار کروں“...... جولیا نے فرش پر رینگتے سرخ کینچوؤں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم کیا سمجھتی ہو کہ تم نے میرے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے تو میں تمہارے سامنے بے بس ہو گئی ہوں“...... مادام شیتل نے جولیا کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں چاہوں تو تمہیں ابھی گولیوں سے چھلنی کر سکتی ہوں“۔ جولیا نے کہا۔

”تو کر دو۔ سوچ کیا رہی ہو“...... مادام شیتل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ جولیا کچھ سمجھتی مادام شیتل یکلخت حرکت میں آئی اور اس نے جولیا کے ہاتھوں میں موجود مشین گن کی پرواہ نہ کرتے ہوئے پوری قوت سے اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ یکلخت کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اڑتی ہوئی جولیا سے آ ٹکرائی۔ اس نے جولیا کے قریب آتے ہی اس کے ہاتھوں پر ٹانگ ماری اور جولیا کے ہاتھوں سے مشین گن نکل کر دور جا گری۔ مادام شیتل نے اچھل کر دوبارہ جولیا پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن جولیا فوراً پیچھے ہٹی اور اس نے مادام شیتل کو دونوں ہاتھوں سے اس انداز میں اچھال دیا کہ وہ کسی گیند کی طرح اڑتی ہوئی عقب میں موجود دیوار سے ٹکرائی اور

پھر دھب سے نیچے گر گئی۔

جولیا تیزی سے مادام شیتل کی طرف بڑھی اور اس نے اچھل کر مادام شیتل پر چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے جولیا چیختی ہوئی پشت کے بل فرش پر جا گری کیونکہ مادام شیتل نے اس بار بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر جولیا پر حملہ کر دیا تھا جس طرح کھلتا ہوا سپرنگ اچھلتا ہے دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر نیچے گریں لیکن گرتے ہی مادام شیتل بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور اس نے پوری قوت سے لات جولیا کے چہرے پر مار دی۔ جولیا کے حلق سے بے اختیار ہلکی سی چیخ نکلی لیکن جولیا نے پلک جھپکتے میں اپنے چہرے پر ہونے والے حملے کا بدلہ اس انداز میں لے لیا کہ مادام شیتل جس نے اٹھتے ہوئے جولیا کے چہرے پر لات ماری تھی ابھی اپنے آپ کو بیلنس کرنے کی کوشش کر رہی تھی کہ اسی لمحے جولیا نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھوں سے اس کی ٹانگ پکڑی اور اس کے ساتھ ہی الٹی قلابازی کھا کر وہ نہ صرف خود کھڑی ہو جانے میں کامیاب ہو گئی بلکہ مادام شیتل کو بھی اس نے مکمل طور پر ناکارہ کر دیا۔

مادام شیتل کی ٹانگ ہاتھوں میں پکڑے جولیا نے قلابازی کھائی تو مادام شیتل چیختی ہوئی نہ صرف منہ کے بل نیچے گری بلکہ اس کا جسم بری طرح تڑ مڑ گیا تھا جبکہ جولیا نے پوری قوت سے اس کی ٹانگ کو پکڑ کر اوپر کی طرف اٹھا رکھا تھا جبکہ مادام شیتل کا جسم یکلخت اس طرح تڑ مڑ گیا کہ اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے

لگیں۔ لیکن اس نے قریب آتی ہوئی جولیا کی ٹانگ پر زور دار پنچ مار کر اسے نیچے گرایا اور خود تیزی سے اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

ادھر جولیا جیسے ہی چیختی ہوئی نیچے گری تو مادام شیتل نے یکلخت قلابازی کھائی اور وہ تیزی سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن جولیا کو نہ صرف سنبھلنے کا بلکہ اس پر بیک وقت حملہ کرنے کا موقع بھی مل گیا۔ چنانچہ اس نے نیچے گر کر تیزی سے اٹھنے کی کوشش کرتی ہوئی مادام شیتل کے چہرے پر جوتوں کی ضربیں پوری قوت سے لگائیں اور وہ خود قلابازی کھا کر اس پیچھے جا کھڑی ہوئی لیکن اس سے پہلے کہ جولیا دوبارہ اس پر حملہ کرتی اسی لمحے مادام شیتل تیزی سے قریب پڑی ایک مشین گن پر جھپٹی اور اس نے مشین گن اٹھا کر یکلخت جولیا پر فائرنگ کر دی۔ گولیاں جولیا کے قریب سے گزرتی چلی گئیں۔

''بس اب رک جاؤ ورنہ......'' مادام شیتل نے سرد لہجے میں کہا اور جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''تھک گئی ہو یا مجھ سے لڑنے کی ہمت نہیں ہے جو مشین گن اٹھا کر میرے سامنے کھڑی ہو گئی ہو''...... جولیا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تم خطرناک فائٹر ہو۔ میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ میں تم سے زیادہ دیر تک فائٹ نہیں کر سکوں گی۔ اس لئے اب تمہارا کھیل ختم''...... مادام شیتل نے غراتے ہوئے کہا اور اس نے مشین گن

کے ٹریگر پر دباؤ ڈالا۔ اس سے پہلے کہ وہ مشین گن کا ٹریگر دباتی اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھولا اور دو افراد اندرد داخل ہوئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹلز تھے۔ دروازہ کھلتے دیکھ کر جولیا اور مادام شیتل نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ اسی لمحے کمرے میں داخل ہونے والے افراد نے جیسے سارا معاملہ ایک ہی نظر میں بھانپ لیا۔ ایک نوجوان نے مشین پسٹل کا ٹریگر دبایا۔ فائر ہوا اور مادام شیتل کے ہاتھوں سے مشین گن نکلتی چلی گئی۔

''یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ تم نے مجھ پر فائر کیوں کیا ہے''...... مادام شیتل نے آنے والوں کو دیکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اگر میں ایسا نہ کرتا تو آپ اسے گولی مار دیتیں''...... نوجوان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اسے گولی مارنے ہی والی تھی کیونکہ اس نے ان سب کو اور مکران کو بھی ہلاک کر دیا ہے۔ اگر میں اسے ہلاک نہ کروں تو یہ مجھے ہلاک کر دے گی اور تم۔ تم یہاں کیا کر رہے ہو اور روہت تمہیں تو پاکیشیائی ایجنٹ اغوا کر کے لے گئے تھے۔ وکرم کیا تم نے روہت کو تلاش کیا ہے''...... مادام شیتل نے پہلے تیز تیز بولتے ہوئے کہا پھر وہ اچانک چونک پڑی۔

''آپ سے کس نے کہا کہ مجھے پاکیشیائی ایجنٹوں نے اغوا کیا ہے''...... روہت نامی نوجوان نے کہا۔

’’اوہ سوری مادام۔ میں بھی آپ کا ساتھی وکرم نہیں ہوں‘‘۔ دوسرے نوجوان نے کہا۔ جولیا انہیں آپس میں باتیں کرتے دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے کھسک رہی تھی تاکہ وہ کوئی مشین گن اٹھا کر موقع کا فائدہ اٹھا سکے۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔ تم وکرم نہیں ہو‘‘...... مادام شیتل نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ نہ تو یہ وکرم ہے اور نہ ہی میں روہت‘‘...... وکرم نامی شخص نے مسکرا کر بدلی ہوئی آواز میں کہا تو یہ آواز سن کر نہ صرف مادام شیتل بلکہ جولیا بھی چونک پڑی اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ان دونوں کی طرف دیکھنے لگی۔

’’یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ تم دونوں روہت اور وکرم نہیں ہو تو کون ہو‘‘...... مادام شیتل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’مجھ خاکسار کو علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں‘‘...... وکرم نے کہا تو اس کا نام سن کر مادام شیتل تو جیسے گنگ سی ہو کر رہ گئی جبکہ جولیا کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

’’تو تم یہاں پہنچ ہی گئے‘‘...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھی جبکہ مادام شیتل آنکھیں پھاڑے رہ گئی۔

’’کیا کرتا۔ تمہیں چھوڑ کر کسی اور کے پیچھے جانے کو دل ہی نہیں

کرتا‘‘...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

’’یہ کون ہے۔ این تو نہیں لگتا‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’یہ این کا وہی ساتھی ہے جسے مجھ سے ملنے اور میرے ساتھ کام کرنے کا بے حد شوق تھا‘‘...... عمران نے کہا تو جولیا نے سمجھ جانے والے انداز میں سر ہلا دیا کہ یہ ریحان ہے۔

’’ہاں تو مادام شٹل کاک۔ اوہ میرا مطلب ہے مادام شیتل آپ سنائیں۔ آپ کے مزاج کیسے ہیں۔ آپ کے بال بچے سب ٹھیک ہیں نا‘‘...... عمران نے مادام شیتل کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا جو اسے اب کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی تھی۔

’’تم یہاں کیسے پہنچے اور روہت اور وکرم کا کیا ہوا‘‘...... مادام شیتل نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا غصیلے لہجے میں پوچھا۔

’’وہی جو ہر ایجنٹ کا دوسرے ایجنٹ کے ہاتھوں انجام ہوتا ہے۔ وہ دونوں اس دنیا میں نہیں ہیں اسی لئے تو ان کی جگہ ہم نے لے لی ہے تاکہ آپ تنہائی کا شکار نہ ہو سکیں‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تو تم نے انہیں ہلاک کر دیا ہے‘‘...... مادام شیتل نے کہا۔

’’انجام تک پہنچانے کا یہی مطلب ہو سکتا ہے محترمہ حیرت زدہ خاتون‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیا چاہتے ہو اب‘‘...... مادام شیتل نے خود کو سنبھالتے ہوئے

کہا۔

''سیدھی سی بات ہے۔ ہم ٹاپ سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا چاہتے تھے سو ہم پہنچ گئے ہیں۔ اب ہماری اگلی منزل سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہاں تک تو تم پہنچ گئے ہو لیکن سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر پہنچنا تمہارے لئے ناممکن ہے۔ تم مر بھی جاؤ تو تمہاری روحیں بھی وہاں نہیں پہنچ سکیں گی''...... مادام شیتل نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے کہا۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ پیروں کے پاس رینگتے ہوئے سرخ کینچوؤں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

''ریڈ پانگرز۔ یہ تو ریڈ پانگرز ہیں''...... عمران نے فرش پر رینگتے ہوئے سرخ کینچوؤں کی طرف دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ شیتل انہیں مجھ پر آزمانا چاہتی تھی۔ اس کا خیال تھا کہ یہ میرے جسم پر ریڈ پانگرز ڈالے گی اور جب ریڈ پانگرز میرا خون چوستے ہوئے میرے گوشت کے اندر اتریں گے تو میری قوت ارادی جواب دے جائے گی اور یہ مجھ سے جو پوچھے گی میں اسے بتا دوں گی''...... جولیا نے کہا۔

''یہ شاید تم سے میرے بارے میں پوچھنا چاہتی تھی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کیسے بچایا تم نے ان سے خود کو اور یہ ساری سچوئیشن کیسے

بدل گئی''...... عمران نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''ٹھیک ہے۔ میں سب کچھ سمجھ گیا۔ مادام شیتل اب ذرا آپ اپنا منہ دوسری طرف کر لیں۔ مجھے اپنے ساتھیوں سے اشاروں میں کچھ باتیں کرنی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ میرے اشارے دیکھ کر ان کا کوئی غلط مطلب نکالیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب''...... مادام شیتل نے چونک کر کہا۔

''کوئی مطلب نہیں۔ آپ بس ذرا منہ پھیر لیں''...... عمران نے مشین پسٹل کا رخ اس کی جانب کرتے ہوئے کہا تو مادام شیتل جولیا کو عمران کے قریب دیکھ کر نجانے کیا سمجھی کہ اس نے منہ بناتے ہوئے دوسری طرف منہ کر لیا۔ عمران نے ریحان کو اشارہ کیا تو ریحان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دبے قدموں مادام شیتل کی طرف بڑھا۔ اس سے پہلے کہ مادام شیتل کو اپنے عقب میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوتا، ریحان نے اچانک مشن پسٹل کا دستہ اس کے سر کے پچھلے حصے پر مار دیا۔ مادام شیتل کے حلق سے زور دار چیخ نکلی۔ اس نے مڑنے کی کوشش کی لیکن دوسری ضرب نے اسے ہوش و حواس سے بے گانہ کر دیا اور وہ الٹ کر گرتی چلی گئی۔

''اب اسے اسی راڈز والی کرسی پر جکڑ دو''...... عمران نے کہا تو ریحان نے مشین پسٹل اپنی جیب میں ڈالا اور پھر اس نے مادام شیتل کو اٹھا کر اسی کرسی پر بٹھا دیا جس پر پہلے جولیا جکڑی ہوئی

تھی۔ ریحان، مادام شیتل کو کرسی پر بٹھا کر کرسی کے عقب میں آیا تو اسے وہاں چند بٹن لگے دکھائی دیئے۔ ریحان نے ایک بٹن پریس کیا تو مادام شیتل کے جسم کے گرد راڈز پھیلتے چلے گئے اور مادام شیتل راڈز والی کرسی پر جکڑی دکھائی دی۔

''تم یہاں کیسے پہنچ گئے''...... جولیا نے پوچھا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''روہت اور وکرم کے روپ میں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونا ہمارے لئے کچھ مشکل نہ تھا۔ یہاں آتے ہی ہمیں پتہ چلا کہ مادام شیتل تہہ خانے میں ہے اور تم پر تشدد کر کے تمہاری زبان کھلوانے کی کوشش کر رہی ہے تو ہم فوراً یہاں آ گئے''...... عمران نے کہا۔

''تم اسی کیپسول کی وجہ سے یہاں پہنچے ہو جو ناٹران نے مجھے نگلنے کے لئے دیا تھا اور جس میں ڈی۔ ایس ایم ڈیوائس لگی ہوئی تھی''...... جولیا نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ اسی ڈیوائس کی وجہ سے کام بنا ہے ورنہ روہت اور وکرم جیسے ایجنٹوں نے تو کچھ نہ بتانے کی قسم کھائی ہوئی تھی''۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مادام شیتل کی طرف بڑھا اور اس نے بے ہوش پڑی ہوئی مادام شیتل کا منہ کھولا اور اس کے کھلے ہوئے منہ میں انگلیاں ڈالنے لگا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو''...... جولیا نے اس کے قریب آ کر کہا۔ عمران نے اس کے دانتوں کو ٹٹولا پھر ایک کھوکھلی داڑھ سے اس

نے ایک چھوٹا سا کیپسول نکال لیا۔ کیپسول میں ہلکے سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔

''سائنائیڈ زہر سے بھرا ہوا کیپسول''...... جولیا نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

''ہاں۔ ٹاپ ایجنٹوں نے اپنے دانتوں میں سائنائیڈ سے بھرے کیپسول چھپائے ہوئے ہیں تاکہ اگر یہ کہیں پھنس جائیں اور ان کے پاس بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہ ہو تو کسی کے سامنے زبان کھولنے اور تشدد سے بچنے کے لئے اسے چبا کر آسان موت مر سکیں''...... عمران نے کہا۔

''تو تم نے اسے اسی لئے بے ہوش کرایا تھا تاکہ یہ کیپسول نہ چبا سکے''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہاں۔ اب تم اسے ہوش میں لاؤ۔ تب تک میں دو چار ریڈ پانگرز جمع کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس طرف بڑھ گیا جہاں فرش پر ریڈ پانگرز رینگ رہے تھے۔ عمران نے جار کا ایک بڑا سا ٹوٹا ہوا ٹکڑا اٹھا لیا۔ اس میں تین چار کینچوئے تھے۔ عمران اس ٹکڑے کو اٹھا کر مڑا اور واپس مادام شیتل کی طرف آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں ریڈ پانگرز دیکھ کر جولیا سمجھ گئی کہ عمران کیا کرنا چاہتا ہے وہ فوراً مادام شیتل کے عقب میں آ گئی اور اس نے مادام شیتل کے منہ پر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ناک پکڑ لیا۔ مادام شیتل کا دم گھٹا تو چند لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔

اس کے جسم میں حرکت ہوتے دیکھ کر جولیا نے فوراً اس کے ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ مادام شیتل کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور اس نے یکلخت آنکھیں کھول دیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی ہے۔

''کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم نے مجھے کرسی پر کیوں جکڑا ہے''...... مادام شیتل نے عمران اور جولیا کی طرف دیکھ کر چیختے ہوئے انداز میں کہا۔

''تم میرے ساتھی پر ریڈ پانگرز آزمانا چاہتی تھی۔ میں نے سوچا کہ تم تو اپنا کام پورا نہیں کر سکی تھی اس لئے یہ کام میں ہی کر لوں۔ میں نے بھی ریڈ پانگرز کا نام سنا ہوا ہے یہ انسانی خون کیسے چوستے ہیں اور انسانی جسم میں کیسے اترتے ہیں یہ میں نے بھی نہیں دیکھا''...... عمران نے کہا تو مادام شیتل کا رنگ بدل گیا۔ اس کی آنکھیں عمران کے ہاتھ میں جار کے ٹوٹے ہوئے شیشے کے ٹکڑے پر جم گئیں جس پر چار پانچ سرخ کینچوے موجود تھے۔ عمران انہیں لے کر آگے بڑھا تو مادام شیتل حلق کے بل چیخ اٹھی۔

''رک۔ رک۔ رک جاؤ۔ فار گاڈ سیک انہیں میرے قریب نہ لاؤ''...... مادام شیتل نے چیختے ہوئے کہا لیکن عمران نہ رکا اور اس نے شیشے کے ٹکڑے میں موجود ریڈ پانگرز مادام شیتل پر اچھال دیئے۔ مادام شیتل نے سر سائیڈ پر کیا تو ریڈ پانگرز اس کے دائیں

کاندھے اور گردن پر گرے۔ ریڈ پانگرز اس کی گردن پر اس طرح سے چپک گئے جیسے لوہا مقناطیس سے چپکتا ہے۔ مادام شیتل کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔

''ریڈ پانگرز۔ ریڈ پانگرز۔ یہ میری گردن میں گھس جائیں گے۔ یہ مجھے ہلاک کر دیں گے۔ فار گاڈ سیک میں یہ دردناک عذاب برداشت نہیں کر سکوں گی۔ انہیں ہٹاؤ۔ انہیں فوراً ہٹاؤ''۔ مادام شیتل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یہی تو میں چاہتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مادام شیتل کا چہرہ دہشت سے بگڑتا جا رہا تھا وہ بار بار گردن جھٹک رہی تھی لیکن ریڈ پانگرز اس بری طرح سے اس کی گردن سے چپکے ہوئے تھے جیسے ان کی ہزاروں نوکیلی ٹانگیں مادام شیتل کی گردن میں اتر گئی ہوں۔ تکلیف کی وجہ سے مادام شیتل کا چہرہ بری طرح سے بگڑ گیا تھا اور وہ بری طرح سے چیخ رہی تھی۔ پھر اچانک عمران اور جولیا نے مادام شیتل کی گردن سے خون کی لکیریں سی نکلتی دیکھیں۔ ریڈ پانگرز اس کی گردن کاٹتے ہوئے اس کی گردن کے اندر گھستے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ میری گردن میں گھس رہے ہیں۔ مجھے بچاؤ۔ فار گاڈ سیک مجھے بچا لو''...... مادام شیتل نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا پھر اسے جیسے کوئی خیال آیا اس نے زور سے منہ چلانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کا چہرہ حیرت سے مزید بگڑ گیا۔

''تم شاید اپنے دانتوں میں چھپے ہوئے سائنائیڈ کیپسول کو تلاش کر رہی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میرے دانتوں میں سائنائیڈ کیپسول ہے''...... مادام شیتل نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''نہ صرف تمہارے دانتوں میں بلکہ تمہارے تمام ساتھیوں نے جن کا تعلق ٹاپ سیکشن سے ہے اپنے دانتوں میں زہریلے کیپسول چھپائے ہوئے تھے اس لئے تمہیں بے ہوش کر کے سب سے پہلے میں نے تمہارے منہ سے کیپسول نکالا تھا تاکہ تم مجھے کچھ بتائے بغیر خود کو ہلاک نہ کر سکو''...... عمران نے کہا تو مادام شیتل کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

''یہ تم نے مجھ پر بہت بڑا ظلم کیا ہے عمران جو تم نے میرے منہ سے زہریلا کیپسول نکال لیا ہے۔ ریڈ پانگرز کی اذیت انتہائی خوفناک ہے۔ یہ میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ریڈ پانگرز مجھے ہلاک کریں گے لیکن آہستہ آہستہ۔ میں سلو لیکن دردناک موت نہیں مرنا چاہتی''...... مادام شیتل نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ ریڈ پانگرز آدھے اس کی گردن میں اتر چکے تھے اور اب مادام شیتل کی گردن سے خون کی دھاریں سی نکلنا شروع ہو گئی تھیں اور اس کا جسم بری طرح سے تھرتھرا رہا تھا۔

''میں تمہارے جسم میں گھسنے والے ریڈ پانگرز کو روک سکتا ہوں

لیکن اس کے بدلے میں تمہیں ہماری مدد کرنی پڑے گی''۔ عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیسی مدد''...... مادام شیتل نے چونک کر کہا۔

''تمہیں مجھے بلیک لارک پر موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کی اصل لوکیشن بتانی پڑے گی یا پھر کوئی ایسا راستہ جو سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں جاتا ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہیڈ کوارٹر کہاں ہے میں یہ تو نہیں جانتی لیکن ایک راستہ ہے جو ہیڈ کوارٹر تک جاتا ہے۔ میں تمہیں اس راستے کے بارے میں بتا دیتی ہوں''...... مادام شیتل نے کہا۔ ریڈ پانگرز کی اذیت نے اسے بے حال کر دیا تھا اور جہاں جہاں ریڈ پانگرز اس کی گردن میں گھس رہے تھے وہ حصہ تیزی سے نیلا پڑتا جا رہا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بھی بہت ہے''...... عمران نے کہا۔

''ریڈ پانگرز کو میری گردن سے نکالو۔ یہ ایک بار اندر گھس گئے تو پھر ان کو نکالنا ناممکن ہو جائے گا''...... مادام شیتل نے کہا۔

''یہاں نمک ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نمک۔ کیا مطلب''...... مادام شیتل نے چونک کر کہا۔

''کینچوؤں پر نمک ڈالا جائے تو یہ نیم مردہ ہو جاتے ہیں اور ان میں حرکت کرنے کی سکت باقی نہیں رہتی۔ میں ان پر نمک ڈال دیتا ہوں۔ ان کی حرکت رک جائے گی اور یہ تمہاری گردن میں نہیں گھسیں گے۔ جب تک تم ہمیں بلیک لارک میں موجود اس خفیہ

راستے تک نہیں پہنچاؤ گی میں تمہاری گردن سے انہیں الگ نہیں کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ وہ سامنے الماری میں شاید نمک پڑا ہوا ہو۔ نمک کی ایک شیشی میں نے ایک دشمن کے زخموں پر چھڑکنے کے لئے منگوا کر رکھی تو تھی''...... مادام شیتل نے کہا تو عمران نے ریحان کو اشارہ کیا تو ریحان اثبات میں سر ہلا کر تیزی سے سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور تھوڑی سی تلاش کے بعد اسے نمک سے بھری ہوئی ایک چھوٹی سی شیشی مل گئی۔ وہ شیشی لے کر واپس آ گیا۔

''نمک اس کی گردن میں دھنسے ہوئے ریڈ پانگرز پر چھڑک دو''...... عمران نے کہا تو ریحان آگے بڑھا۔ اس نے مادام شیتل کا سر ایک طرف کیا اور پھر شیشی کا ڈھکن کھول کر اس میں موجود نمک ریڈ پانگرز پر ڈالنے لگا جو اب آدھے سے زیادہ مادام شیتل کی گردن میں دھنس چکے تھے۔ نمک پڑتے ہی مادام شیتل کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکل گئیں۔ نمک اس کے زخموں پر بھی پڑا تھا جس نے تیزاب کا سا کام کیا تھا اور مادام شیتل کسی بھی طرح اپنی چیخیں نہ روک سکی تھی۔ نمک پڑتے ہی واقعی اس کی گردن میں اترتے ہوئے ریڈ پانگرز کی حرکت رک گئی تھی۔

''اب ٹھیک ہے۔ ریڈ پانگرز اب سمجھو مردہ ہو چکے ہیں۔ چار پانچ گھنٹوں بعد یہ پھر سے زندہ ہو جائیں گے اور ایک بار پھر

تمہارے گردن میں اترنا شروع کر دیں گے۔ اگر تم ہمیں بلیک لارک میں موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے خفیہ راستے تک پہنچا دو تو میں انہیں تمہاری گردن سے کھینچ نکالوں گا ورنہ......'' عمران نے کہا۔

''مم مم۔ مجھے اس عذاب سے بچنا ہے۔ ہر صورت میں بچنا ہے۔ تم جو کہو گے میں کروں گی۔ تم بس انہیں میری گردن سے کھینچ لو۔ میں اس اذیت کو مزید برداشت نہیں کر سکتی''...... مادام شیتل نے ادھر ادھر سر مارتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر بدستور تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کیا اس الماری میں کوئی پین کلر انجکشن موجود ہے''...... عمران نے مادام شیتل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''ہاں۔ اسی الماری میں ہو گا''...... مادام شیتل نے کہا تو اس بار ریحان کی بجائے جولیا الماری کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے الماری کھول کر چیک کی تو اسے وہاں زہر سے بچاؤ کے ساتھ ساتھ کئی پین کلر انجکشن بھی مل گئے۔ ان میں کچھ انجکشن ایسے بھی تھے جو زخموں کو فوری طور پر خشک بھی کر دیتے تھے۔ جولیا نے ایک زخم خشک کرنے والا اور ایک پین کلر انجکشن اٹھایا اور سائیڈ میں پڑی ہوئی ایک سرنج اٹھا کر لے آئی۔

''لگا دوں اسے''...... جولیا نے پوچھا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جولیا نے ایک ایک کر کے دونوں انجکشن مادام شیتل کو لگا

دیئے۔ کچھ ہی دیر میں مادام شیتل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات دکھائی دینے لگے۔

''اب جب میں تمہاری مدد کو آمادہ ہو گئی ہوں تو یہ ریڈ پانگرز بھی میری گردن سے نکال دو''...... مادام شیتل نے عمران سے مخاطب ہو کر منت بھرے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے تم بھی کیا یاد کرو گی۔ ریحان دستانے پہن کر اس کی گردن سے ریڈ پانگرز کھینچ کر باہر نکال دو''...... عمران نے کہا تو ریحان اثبات میں سر ہلا کر ایک بار پھر مادام شیتل کی طرف بڑھ گیا۔

ریحان نے جیب سے باریک دستانے نکال کر ہاتھوں میں پہنے اور پھر وہ بڑی احتیاط کے ساتھ ریڈ پانگرز کو پکڑ کر انہیں آہستہ آہستہ مادام شیتل کی گردن سے باہر کھینچنے لگا۔ ریڈ پانگرز لچکیلے اور بے حد نرم تھے انہوں نے مادام شیتل کی گردن کو کاٹ کر اپنے وجود سے بڑے سوراخ بنائے تھے تاکہ وہ آسانی سے اس کی گردن میں گھس سکیں۔ بڑے زخموں اور لچکیلے ہونے کی وجہ سے وہ آسانی سے اس کی گردن سے نکل بھی رہے تھے۔ یہ پانچ ریڈ پانگرز تھے جو مادام شیتل کی گردن کی دائیں سائیڈ میں گھسے ہوئے تھے۔ ریحان نے ایک ایک کر کے اس کی گردن سے پانچوں ریڈ پانگرز نکال کر پھینک دیئے۔ ریڈ پانگرز کے باہر آتے ہی مادام شیتل کی گردن کے زخموں سے تیزی سے خون بہنا شروع ہو گیا۔

''اوہ۔ دیکھو اگر الماری میں بینڈیج کا سامان ہے تو فوراً اس کی بینڈیج دو ورنہ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے یہ ہلاک ہو جائے گی''...... عمران نے کہا تو جولیا تیزی سے الماری کی طرف دوڑی۔ الماری کھول کر اس نے چیک کیا تو اسے ایک خانے میں فرسٹ ایڈ باکس مل گیا۔ جولیا فرسٹ ایڈ باکس لے کر مادام شیتل کے پاس آ گئی۔ اس نے فرسٹ ایڈ باکس کھولا اور مادام شیتل کی بینڈیج کرنے لگی۔ اب مادام شیتل کے چہرے پر مکمل سکون دکھائی دے رہا تھا۔

''شکریہ''...... مادام شیتل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم تمہارے اس شکریہ کا خیر مقدم کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تم بھی ہمیں اسی طرح ایک شکریہ ادا کرنے کا موقع ضرور دو گی اور ہم یہ شکریہ اس وقت ادا کریں گے جب تم ہمیں بلیک لارک پر موجود سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کے خفیہ راستے تک پہنچا دو گی''...... عمران نے کہا تو مادام شیتل بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم فکر نہ کرو۔ تم نے اور جولیا نے جس ہمت اور جس بہادری کا ثبوت دیا ہے اس سے میرے دل میں تمہارے لئے قدر پیدا ہو گئی ہے۔ تم واقعی اس تعریف کے قابل ہو جو تمہارے لئے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے کی جاتی ہے۔ تمہاری وجہ سے ٹاپ سیکشن کے ٹاپ ایجنٹ شکست سے دوچار ہوئے ہیں جو ناممکنات میں سے تھا۔ تمہارا اس طرح یہاں پہنچ جانا بھی کسی بڑے کارنامے

سے کم نہیں ہے۔ میں ٹاپ سیکشن کی انچارج ہوں لیکن اس کے باوجود میں کھلے دل سے اپنی شکست تسلیم کرتی ہوں اور چونکہ تم نے مجھے تکلیف سے نجات دلائی ہے اس لئے میں بھی اپنا وعدہ پورا کروں گی اور تمہیں اپنے ساتھ بلیک لارک ضرور لے جاؤں گی۔ تمہیں خفیہ راستے تک پہنچا کر میرا کام ختم ہو جائے گا اور میں واپس آ جاؤں گی۔ تم ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو کر کیا کرتے ہو۔ پکڑے جاتے ہو یا وہاں اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہو اس سے اب مجھے کوئی مطلب نہیں ہے۔ میں ابھی کوئی رٹ ہی جاری نہیں کروں گی کہ اس بات کا الزام مجھ پر یا میرے ٹاپ سیکشن پر آئے''...... مادام شیتل نے کہا تو عمران یہ دیکھ کر مطمئن ہو گیا کہ مادام شیتل جو کہہ رہی ہے وہ واقعی دل سے کہہ رہی ہے۔ اس کے چہرے پر مکاری یا انہیں دھوکہ دینے والا کوئی تاثر دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''گڈ۔ چلو دیر آئید درست آئید۔ تم نے ہماری قدر کی اس بات کا شکریہ۔ لیکن اصل شکریہ ہم تب ہی ادا کریں گے جب تم ہمارا کام کر دوں گی''...... عمران نے کہا۔

''ضرور کروں گی''...... مادام شیتل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ریحان اسے راڈز والی کرسی سے آزاد کر دو''...... عمران نے کہا تو ریحان اثبات میں سر ہلا کر مادام شیتل کی کرسی کے پیچھے آ گیا۔

''تم نے اتنی جلدی اس کی باتوں پر کیسے یقین کر لیا ہے۔ اگر اس نے ہمیں دھوکہ دیا تو''...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''فی الحال تو اس کا دھوکہ دینے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن اگر اس نے ایسا کچھ کیا تو اس کی موت ریڈ پانگرز کی اذیت سے زیادہ دردناک اور بھیانک ہو گی''...... عمران نے کہا۔ ریحان نے بٹن پریس کر کے مادام شیتل کو راڈز والی کرسی سے آزاد کیا تو مادام شیتل اطمینان بھرے انداز میں اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس نے لیدر کی لیڈیز جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس نے جیکٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔

''میں پائلٹ کو ہیلی کاپٹر تیار کرنے کا کہہ دوں تاکہ وہ ہمیں بلیک لارک پہنچا دے''...... مادام شیتل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مادام شیتل نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور دوسری طرف کال دینے میں مصروف ہو گئی۔

سپیشل ایجنسی کا چیف گھنشام جیسے ہی اپنے آفس میں داخل ہوا میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ وہ تیزی سے میز کی طرف لپکا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اپنے ساتھیوں اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک آدمی کی دھمکی بھری بات سن کر وہ اپنا ہیلی کاپٹر فوراً واپس جزیرے پر لے آیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے ذریعے وہ خفیہ راستے سے ہیڈ کوارٹر پہنچا اور پھر وہ کہیں رکے بغیر اپنے آفس میں آ گیا۔

''چیف بول رہا ہوں''...... چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

''ماسٹر سیکشن سے روشن بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس روشن۔ میں واپس آفس پہنچ گیا ہوں۔ ہیلی کاپٹر سے یہاں آتے ہوئے میں نے تم سے جو کام کرنے کا کہا تھا اس کا کیا ہوا ہے''...... چیف نے رسیور ہاتھ میں پکڑے میز کے گرد گھوم کر

اپنی کرسی پر آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یہی بتانے کے لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے چیف کہ میں نے تہہ خانے کو مکمل مانیٹر کر لیا ہے۔ وہاں واقعی صورتحال تشویش ناک ہے۔ ہمارے ساتھی ان چار افراد کے سامنے انتہائی بے بس اور لاچار دکھائی دے رہے ہیں۔ ان چاروں نے ہمارے ساتھیوں کو اپنے قبضے میں لیا ہوا ہے اور سرچنگ مشین نے یہ کاشن بھی دیا ہے کہ وہاں دس ایسے کین موجود ہیں جن میں انتہائی تباہ کن بلاسٹرز موجود ہیں۔ یہ بلاسٹرز کس شکل میں ہیں۔ ان میں مائیکرو نیوٹران موجود ہے یا نہیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکا ہے لیکن اتنا ضرور پتہ چلا ہے کہ اگر کین پھٹے تو ساتھ ہی یہ پورا جزیرہ بھی تباہ ہو جائے گا''...... روشن نے پریشانی کے عالم میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ کیا تم نے یہ چیک کیا ہے کہ ان بلاسٹر کا کنٹرول کس کے پاس ہے''...... چیف نے پوچھا۔

''یس چیف۔ سرچنگ پلس مشین سے پتہ چلا ہے کہ ان بلاسٹرز کا کنٹرول ایک مائیکرو ڈی چارجر میں ہے جو ان چاروں میں سے ایک آدمی کے منہ میں ہے اور اس نے چارجر کو دانتوں سے پریس کر رکھا ہے اگر وہ منہ کھول لے تو بلاسٹرز ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں بلاسٹ ہو جائیں گے''...... روشن نے کہا۔

''صورتحال تو واقعی انتہائی مخدوش ہے۔ کیا تم کسی طرح اس

سچوئیشن پر قابو پا سکتے ہو“...... چیف نے پوچھا۔

”چیف۔ میں چاہوں تو آپریشن روم میں بیٹھے بیٹھے بلاسٹرز سے ان کے پرخچے اُڑا سکتا ہوں اور انہیں بے ہوش بھی کر سکتا ہوں لیکن یہ سب کرنے کا مطلب آپ سمجھ سکتے ہیں۔ اس کا منہ ذرا سا بھی ڈھیلا ہوا تو اس کے منہ میں موجود ڈی چارجر آن ہو جائے گا اور اسی لمحے کینوں میں موجود بلاسٹر پھٹ پڑیں گے اور پھر......“ روشن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ تو انہیں بے ہوش بھی نہیں کیا جا سکتا ہے“...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس سچوئیشن میں تو نہیں“...... روشن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اپنا کمپیوٹر آن کرتا ہوں تم مجھے تہہ خانے کا منظر دکھاؤ جہاں وہ موجود ہیں“...... چیف نے کہا۔

”یس چیف“...... روشن نے کہا تو چیف نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھول کر ایک ریموٹ کنٹرول نکالا اور اس کا رخ سامنے دیوار پر لگی ایک بڑی سی سکرین کی طرف کر دیا جو آف تھی۔ بٹن پریس ہوتے ہی سکرین آن ہو گئی۔ اس پر لہریں سی چل رہی تھی۔ چند لمحوں بعد سکرین پر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ اسی تہہ خانے کا منظر تھا جہاں صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر کے علاوہ ٹاپ ایجنٹ شنکر اور وجے موجود تھے۔ وہاں مسلح افراد بھی موجود تھے۔ وہ سب کے ساتھ ان چاروں کے سامنے انتہائی لاچار اور بے بس

دکھائی دے رہے تھے۔ زمین پر چار تھیلے کھلے پڑے تھے۔ وہاں عام کولڈ ڈرنکس کے کین بھی دکھائی دے رہے تھے جن میں سے نیلے رنگ کی روشنی نکل رہی تھی۔ اسی لمحے سکرین پر ایک چھوٹی سی ونڈو بنی اور ایک نوجوان کا چہرہ دکھائی دی۔

”چیف۔ کیا آپ یہ منظر دیکھ رہے ہیں“...... ونڈو میں موجود نوجوان نے جیسے چیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں دیکھ رہا ہوں“...... چیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یہ ہیں وہ دس کین جن میں طاقتور بلاسٹر موجود ہے“۔ نوجوان نے کہا جو ٹاپ ایجنسی کے آپریشن روم کا انچارج روشن تھا۔

”میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ بتاؤ کہ ان میں سے ڈی چارجر کس کے منہ میں ہے“...... چیف نے پوچھا۔ اس کی نظریں ان چار افراد پر گڑی ہوئی تھیں جن کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ شنکر اور وجے کے سامنے سینہ تانے کھڑے تھے۔

”یہ جس نے جینز کی پتلون اور نیلے رنگ کی شرٹ پہن رکھی ہے“...... روشن نے کہا تو چیف ان چاروں میں سے صفدر کو گھورنے لگا جس نے ہونٹ بھینچ رکھے تھے۔

”کچھ سوچو روشن۔ کچھ سوچو۔ کسی طرح انہیں قابو کرو ورنہ یہ واقعی سارا جزیرہ تباہ کر دیں گے“...... چیف نے کہا۔

”میں کیسے روکوں انہیں چیف۔ میں تو خود اس سچوئیشن میں بے بس ہو گیا ہوں“...... روشن نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو کیا تم چاہتے ہو کہ میں ان کے سامنے ہتھیار ڈال دوں''...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نو چیف۔ میں بھلا ایسا کیوں چاہوں گا''...... روشن نے بوکھلا کر کہا۔

''تو پھر سوچو کچھ''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... روشن نے کہا اور پھر وہ سوچ میں پڑ گیا۔ چیف نے ریسٹ واچ دیکھی پھر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''انہوں نے مجھے دس منٹ کا وقت دیا تھا۔ دس منٹ پورے ہو چکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ سچ مچ یہاں تباہی پھیلا دیں۔ کیا تم میری ان سے بات کرا سکتے ہو''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں مائیک آن کر دیتا ہوں۔ آپ ان سے براہ راست بات کر سکتے ہیں''...... روشن نے کہا تو چیف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یس چیف۔ مائیک آن ہے۔ آپ ان سے بات کر سکتے ہیں''...... روشن نے کہا۔

''کیا تم میری آواز سن رہے ہو''...... چیف نے صفدر اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب چونک پڑے اور حیرت سے چاروں طرف دیکھنے لگے جیسے اس بات کا اندازہ کرنے کی کوشش کر رہے ہوں کہ آواز کہاں سے آ رہی ہے۔

''ہاں۔ ہمیں تمہاری آواز سنائی دے رہی ہے۔ کون ہو تم''۔ ایک نوجوان نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں سپیشل ایجنسی کا چیف ہوں''...... چیف نے کہا۔

''کہاں ہو تم۔ ہم نے تمہیں جزیرے پر واپس آنے کے لئے دس منٹ کا وقت دیا تھا۔ دس منٹ پورے ہو گئے ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم جزیرے کو مکمل طور پر تباہ کر دیں''...... اسی نوجوان نے کہا۔ یہ کیپٹن شکیل تھا۔

''نہیں۔ ایسا مت کرنا۔ میں واپس جزیرے پر پہنچ چکا ہوں''۔ چیف نے فوراً کہا۔

''جزیرے پر کہاں''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''میں اس وقت اپنے آفس میں موجود ہوں۔ تم براہ راست مجھ سے بات کر سکتے ہو۔ بولو تم کیا چاہتے ہو''...... چیف نے پوچھا۔

''ٹاپ زیرو میزائل کا فارمولا جو تمہارے قبضے میں ہے''۔ کیپٹن شکیل نے سخت لہجے میں کہا تو چیف بری طرح سے چونک پڑا۔

''ہونہہ۔ وہ فارمولا میرے پاس نہیں ہے۔ میں نے اسے اعلیٰ حکام کے حوالے کر دیا تھا''...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''غلط۔ تم نے فارمولا ڈی کوڈ کرنے کے لئے سپر لیبارٹری کے ڈاکٹر مہندر کو دیا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو چیف ایک بار پھر چونک پڑا۔

''یہ تمہیں کس نے بتایا ہے''...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''جس نے بھی بتایا ہے۔ بولو یہ سچ ہے یا نہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن اس فارمولے پر ڈاکٹر مہندر ہی کام کرے گا۔ فارمولے کو ڈی کوڈ کرنے اور اس پر کام کرنے کے لئے اعلیٰ حکام نے انہیں ہی چنا ہے''...... چیف نے کہا۔

''ہم جانتے ہیں کہ تم جب چاہو ڈاکٹر مہندر سے فارمولا واپس منگوا سکتے ہو اس لئے فضول باتیں چھوڑو اور جلد سے جلد ڈاکٹر مہندر سے رابطہ کر کے ٹاپ زیرو فارمولا منگواؤ۔ اگر تم نے ہمیں فارمولا نہ دیا تو پھر ہم اور کچھ کریں یا نہ کریں اس جزیرے کو ضرور تباہ کر دیں گے۔ تم نے اب تک اپنے مشینی اور سرچنگ سسٹم سے اس بات کی ضرور تصدیق کر لی ہو گی کہ ان کینوں میں کس قدر تباہ کن نیوٹران بلاسٹر موجود ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے۔ تم واقعی اپنی جانوں کے ساتھ ساتھ یہاں موجود سینکڑوں انسانوں کے دشمن بنے ہوئے ہو اور ان کینوں میں واقعی ایسا تباہ کن مواد موجود ہے جو اس جزیرے کو نیست و نابود کر سکتا ہے''...... چیف نے کہا۔

''تو چیف ان کی بات مان لیں اور انہیں فارمولا واپس کر دیں۔ ایک فارمولے کے لئے ہم اتنا بڑا اور قیمتی جزیرہ تباہ نہیں کر

سکتے اور ہمارے سینکڑوں ساتھی بھی مارے جائیں گے اس سے بہتر ہے کہ فارمولا انہیں واپس کر دیا جائے''...... وجے نے کہا جو اب تک خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ میں نے تم سے مشورہ نہیں مانگا ہے''...... چیف نے جیسے سارا غصہ وجے پر نکالتے ہوئے کہا تو چیف کی غصیلی آواز سن کر نہ صرف وجے بلکہ اس کا ساتھی شنکر بھی سہم کر رہ گیا۔

''یس۔ یس چیف۔ سوری چیف''...... وجے نے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

''اپنے ساتھیوں کو ڈانٹنے کی بجائے ہماری بات مان لو گھنشام، یہ غلط نہیں کہہ رہا ہے۔ ایک فارمولے کے لئے تم اپنے سینکڑوں ساتھیوں کی زندگیاں داؤ پر مت لگاؤ اور اگر تم یہاں سے نکل بھی جاؤ تو ہمارے ہاتھوں اس جزیرے کو تباہ ہونے سے نہیں بچا سکو گے۔ ہم تمہیں وقت دے سکتے ہیں۔ لیکن تمہیں ہر حال میں فارمولا لا کر ہمیں دینا ہی ہو گا۔ اس کے لئے تم کیا کرتے ہو اور کس طرح سے ڈاکٹر مہندر سے فارمولا واپس لاتے ہو یہ سر درد تمہارا ہے۔ ہمارا نہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کتنا وقت دے سکتے ہو تم مجھے''...... چیف نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''ایک گھنٹہ''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہیں۔ ایک گھنٹہ بہت کم ہے۔ اتنا وقت تو مجھے جانے اور آنے میں ہی لگ جائے گا''...... چیف نے کہا۔

''تو تم کتنا وقت چاہتے ہو''...... کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''یہ کام انتہائی مشکل ہے۔ تم مجھے کم از کم ایک دن کا وقت دو''...... چیف نے کہا۔

''نہیں۔ ایک دن بہت زیادہ ہے۔ ہم تمہیں زیادہ سے زیادہ دو گھنٹے دے سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں۔ اگر دو گھنٹوں میں فارمولا یہاں لا سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ دو گھنٹوں بعد تم تو شاید زندہ بچ جاؤ لیکن یہ جزیرے اور یہاں موجود تمہارا ہیڈ کوارٹر اور ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد یہ سب ختم ہو جائیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''صرف دو گھنٹے۔ یہ تو بہت کم وقت ہے''...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''دو گھنٹوں کا مطلب دو گھنٹے ہیں بس۔ اس سے زیادہ ہم تمہیں ایک منٹ بھی نہیں دیں گے۔ سمجھے تم''...... کیپٹن شکیل نے غرا کر کہا تو چیف نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے سکرین پر نظر آنے والے روشن کو اشارہ کیا کہ وہ مائیک آف کر دے تو روشن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''یس چیف۔ میں نے مائیک آف کر دیا ہے''...... روشن کی آواز سنائی دی۔

''یہ تو بہت زیادہ شاطر معلوم ہو رہے ہیں۔ اب اگر میں نے انہیں دو گھنٹوں میں فارمولا لا کر نہ دیا تو ان کے انداز سے صاف پتہ چل رہا ہے کہ یہ جزیرے کو تباہ کرنے کے لئے اپنی جانیں بھی قربان کر دیں گے''...... چیف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''یس چیف''...... روشن نے کہا۔

''تو کیا کیا جائے۔ کیا دو گھنٹوں میں ہم اپنے ساتھیوں کو یہاں سے نکال سکتے ہیں''...... چیف نے پوچھا۔

''نو چیف۔ دو گھنٹے بہت کم ہیں۔ ہماری لانچیں اور بوٹس جزیرے کی حفاظت کے لئے جزیرے سے پچیس سے تیس بحری میل کے فاصلے پر ہیں۔ اگر ہم انہیں کال بھی کریں تو جزیرے تک پہنچنے میں انہیں وقت لگ جائے گا اور پھر ان میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ ہم جزیرے پر موجود سارے ساتھیوں کو یہاں سے نکال سکیں۔ ہیڈ کوارٹر میں کام کرنے والے افراد کے ساتھ جزیرے پر جو حفاظتی فورس موجود ہے ان کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے۔ دو گھنٹوں میں ان سب کو نکالنا اور پھر یہاں سے ہمارا سارا مشینی سسٹم ہٹانا اور دوسرا سامان نکال کر لے جانا ناممکن ہے''...... روشن نے کہا۔

''ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ اچھا تم سکرین آف کرو۔ میں کچھ سوچتا ہوں پھر تم سے رابطہ کرتا ہوں''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... روشن نے کہا۔ اسی لمحے سکرین سے نہ صرف

منظر غائب ہو گیا بلکہ سکرین خود بخود آف بھی ہو گئی۔ چیف ابھی اس معاملے کا حل سوچ ہی رہا تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''چیف بول رہا ہوں''...... چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''مادام شیتل بول رہی ہوں چیف''...... دوسری طرف سے مادام شیتل کی آواز سنائی دی۔

''اوہ تم۔ کیوں فون کیا ہے اور تم کہاں ہو''...... چیف نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں سپیشل ہیلی کاپٹر میں موجود ہوں چیف اور جزیرے کی طرف آ رہی ہوں۔ میں نے آپ سے پوچھنے کے لئے کال کیا ہے کہ میں سپیشل وے کی طرف سے آؤں یا کسی اور وے کی طرف سے۔ مجھے آپ سے ملنا ہے۔ میرے پاس آپ کے لئے ایک اہم اطلاع ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''کیسی اطلاع''...... چیف نے پوچھا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اطلاع ملی ہے چیف کہ وہ بلیک لارک جزیرے پر پہنچ چکے ہیں اور......'' مادام شیتل نے کہا۔

''تمہیں ابھی صرف اطلاع ہی ملی ہے نانسنس۔ وہ جزیرے پر ہی نہیں بلکہ سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں بھی پہنچ چکے ہیں اور اس وقت سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ان کے قبضے میں ہے''...... چیف نے

اس کی بات کاٹ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ ہیڈ کوارٹر ان کے قبضے میں ہے۔ میں کچھ سمجھی نہیں''...... مادام شیتل کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو چیف نے اسے ساری سچویشن بتا دی۔

''اوہ۔ یہ تو انتہائی خوفناک صورتحال ہے''...... مادام شیتل کی پریشانی سے بھرپور آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ تم سپیشل وے سے میرے پاس آ جاؤ۔ ہم مل کر اس مسئلے کا حل سوچتے ہیں۔ تم ذہین ہو۔ ہو سکتا ہے کہ تم کوئی ایسا طریقہ بتا دو کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے اور ہم اس خوفناک سچویشن سے نکل جائیں''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ میں پہنچ رہی ہوں۔ زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں گی''...... مادام شیتل نے کہا۔

''اوکے۔ میں آپریشن روم کے انچارج روشن سے کہہ دیتا ہوں وہ تمہارے ہیلی کاپٹر کو یہاں آنے سے نہیں روکے گا۔ تم ہیلی کاپٹر سرخ پہاڑی کے پاس لے آنا۔ میں روشن سے کہہ کر وہاں کا راستہ اوپن کرا دیتا ہوں۔ تم سیدھی میرے پاس چلی آنا''...... چیف نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور پھر تیزی سے آپریشن روم کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھی سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ چکے ہیں''...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ انہوں نے اپنی صلاحیتوں اور ذہانت کو بروئے کار لا کر سپیشل ایجنسی کے چیف اور جزیرے پر موجود تمام فورس کو اپنے قابو میں بھی کر لیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ، جولیا اور ریحان اس وقت ایک تیز رفتار ہیلی کاپٹر میں موجود تھے۔ ہیلی کاپٹر کی پائلٹ سیٹ پر مادام شیتل بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے ابھی ابھی سپیشل ایجنسی کے چیف سے سیل فون پر بات کی تھی۔ عمران کے کہنے پر اس نے چونکہ لاؤڈر آن کر دیا تھا اس لئے ان سب نے اس کی چیف کے ساتھ ہونے والی باتیں سن لی تھیں۔ اس طرح انہیں علم ہو گیا تھا کہ ان کے چار ساتھی کس طرح جزیرے پر پہنچے تھے اور انہوں نے کیسے ان سب کو یرغمال بنایا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر

ایک جزیرے پر اُڑ رہا تھا اور ان سب کی نظریں وہاں پھیلے ہوئے مسلح افراد پر جمی ہوئی تھیں۔ کچھ فاصلے پر ایک سرخ رنگ کی پہاڑی دکھائی دے رہی تھی۔ مادام شیتل ہیلی کاپٹر اسی پہاڑی کی طرف لے جا رہی تھی۔ وہ چیف کی باتیں سن کر پریشان نظر آ رہی تھی۔

''کیا ہوا ہے شیتل۔ تم کیوں پریشان ہو''...... جولیا نے مادام شیتل کو پریشان اور خاموش دیکھ کر کہا۔

''میں یہ سوچ رہی ہوں کہ آخر تم سب کس مٹی کے بنے ہوئے ہو۔ ادھر تم نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو مات دے دی ہے اور مجھے اس حد تک مجبور کر دیا ہے کہ میں تمہیں خود بلیک لارک جزیرے پر لے آئی ہوں اور ادھر تمہارے چار ساتھی اس جزیرے کے تمام حفاظتی انتظامات کو مات دے کر نہ صرف جزیرے پر پہنچ گئے ہیں بلکہ انہوں نے سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو بھی اپنے قبضے میں کر لیا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ چیف نے مجھ سے اس طرح پریشانی اور خوف کے عالم میں بات کی ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''اونٹ اب پہاڑ کے نیچے آیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب''...... مادام شیتل نے چونک کر کہا۔

''مطلب یہ کہ چیف کو پہلے ایسی سچویشن کا سامنا نہیں کرنا پڑا

تھا۔ اور وہ خود کو اونٹ کی طرح قد آور سمجھتا تھا مگر اب اسے اپنی موت دکھائی دے رہی ہے اور یہ پورا جزیرہ تباہ ہوتا دکھائی دے رہا ہے تو اس کی جان نکل رہی ہے''...... عمران نے کہا تو مادام شیتل ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ وہ ہیلی کاپٹر پہاڑیوں کے درمیان لے آئی تھی اس طرف کوئی مسلح افراد نہ تھا اور چونکہ ہیلی کاپٹر کافی نیچے تھا اس لئے دور موجود مسلح افراد اس ہیلی کاپٹر کو دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔

''چیف نے تمہیں سرخ پہاڑی کی طرف آنے کا کہا ہے۔ تم ہیلی کاپٹر دوسری پہاڑیوں کی طرف کیوں لے جا رہی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ابھی معلوم ہو جائے گا''...... مادام شیتل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی کچھ سمجھتا اچانک مادام شیتل نے ایک عجیب حرکت کی۔ اس نے تیزی سے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور پھر ایک بٹن پریس کرتے ہی تیزی سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اس کے باہر چھلانگ لگاتے ہی ہیلی کاپٹر کو ایک جھٹکا سا لگا اور وہ تیزی سے بلند ہوتا چلا گیا۔

''ارے ارے۔ سنبھالو ہیلی کاپٹر''...... عمران نے چیخ کر کہا تو ریحان جو اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا فوراً اچھل کر پائلٹ سیٹ پر آ گیا اور تیزی سے ہیلی کاپٹر کا لیور پکڑ کر اسے سنبھالنے کی کوشش کرنے لگا۔ عمران نیچے دیکھ رہا تھا جہاں ایک ریتیلے میدان میں

مادام شیتل کودی تھی۔ ایک تو وہ ہیلی کاپٹر کی کم بلندی سے کودی تھی اور دوسرا یہ کہ وہ ریتیلے حصے پر کودی تھی اس لئے اسے کوئی چوٹ نہ آئی تھی۔ ریت پر گرتے ہی وہ اٹھی اور اس نے تیزی سے پہاڑیوں کی طرف دوڑ لگا دی اور دیکھتے ہی دیکھتے پہاڑیوں کے عقب میں غائب ہو گئی۔ ریحان نے فوراً ہیلی کاپٹر سنبھال لیا ورنہ وہ تھوڑا آگے جا کر ایک پہاڑی سے ٹکرا جاتا۔

''سرخ پہاڑی کی طرف چلو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہم سے پہلے سرخ پہاڑی میں داخل ہو جائے اور اندر جاتے ہی راستہ بند کر دے''۔ عمران نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا تو ریحان نے ہیلی کاپٹر اٹھایا اور اسے تیزی سے موڑ کر سرخ پہاڑی کی طرف بڑھاتا لے گیا۔ عمران کی نظریں پہاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے راستوں پر جمی ہوئی تھیں جس طرف اس نے مادام شیتل کو جاتے دیکھا تھا لیکن اب وہ کہیں دکھائی نہ دے رہی تھی۔

''میں نے کہا تھا کہ اس پر بھروسہ نہ کرو۔ اب دے گئی نہ وہ ڈاج''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''وہ کمال کی ایکٹرس ہے۔ اس کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر ہی نہیں دکھائی دیا تھا کہ وہ ہمیں ڈاج دینے والی ہے''...... عمران نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔ ریحان نے ہیلی کاپٹر سرخ رنگ کی پہاڑی کے پاس لینڈ کیا تو انہیں وہاں ایک دہانہ کھلا ہوا دکھائی دیا۔ دہانہ دیکھ کر عمران کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ جیسے ہی ہیلی کاپٹر

کھلی جگہ پر اترا عمران فوراً ہیلی کاپٹر کا دروازہ کھول کر باہر کودا اور تیزی سے سرخ پہاڑی کے دہانے کی طرف دوڑا۔ جولیا بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر باہر آئی اور عمران کے پیچھے دوڑنے لگی۔ جلد ہی وہ دہانے کے قریب پہنچ گئے۔ عمران نے فوراً جیب سے مشین پسٹل نکالا اور عقابی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اسے جیب سے مشین پسٹل نکالتے دیکھ کر جولیا نے بھی جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا اور چاروں طرف دیکھنے لگی لیکن مادام شیتل انہیں کہیں دکھائی نہ دی۔

''ہم شاید اس سے پہلے یہاں آ گئے ہیں''...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ریحان بھی ہیلی کاپٹر کا انجن بند کر کے ہیلی کاپٹر سے نکل کر ان کے پاس پہنچ گیا۔

''ریحان تم یہاں رکو۔ مادام شیتل اس طرف نظر آئے تو اسے فوراً گولی مار دینا۔ ہم جب تک واپس نہ آئیں تم یہاں سے نہیں ہلو گے۔ سمجھ گئے تم''...... عمران نے ریحان سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جی ہاں۔ میں سمجھ گیا ہوں''...... ریحان نے کہا تو عمران نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر وہ جولیا کے ساتھ سرخ پہاڑی کے دہانے میں داخل ہو گیا۔

''میرا خیال ہے کہ میں اندر اکیلا ہی جاتا ہوں۔ مادام شیتل بے حد خطرناک ہے۔ وہ کچھ بھی کر سکتی ہے۔ وہ پہاڑیوں میں چھپی ہوئی ہے۔ ریحان سرخ پہاڑی کے پاس موجود ہے تم

پہاڑیوں میں جا کر اسے تلاش کرو اور وہ جہاں بھی دکھائی دے اسے گولیاں مار دینا۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی وجہ سے ساری سچوئیشن ہی خراب ہو جائے البتہ جانے سے پہلے اپنا واچ ٹرانسمیٹر آن کرو اور اس پر فری فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دو تاکہ ہم ایک دوسرے سے بات کر سکیں''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے اپنے واچ ٹرانسمیٹر کو آن کیا اور اسے فری فریکوئنسی پر ایڈجسٹ کرنے لگی۔ عمران نے بھی ایسا ہی کیا اور پھر اس نے جولیا کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر واپس پلٹ گئی اور پھر وہ رکے بغیر ان پہاڑیوں کی طرف بڑھتی چلی گئی جہاں مادام شیتل ہیلی کاپٹر سے کود کر غائب ہوئی تھی۔

مادام شیتل چیف کی باتیں سن کر انتہائی پریشان ہو گئی تھی۔ وہ عمران، جولیا اور ان کے ساتھی کو بلیک لارک جزیرے پر لے تو آئی تھی لیکن اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان تینوں کو ہلاک کر دے۔ اسے اپنے چہرے کے تاثرات چھپانے اور اپنی قوت ارادی پر ناز تھا۔ اس سے بات کرنے والا کسی صورت میں اس بات کا اندازہ نہ لگا سکتا تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے یا سچ۔ وہ اپنی اداکاری سے دوسروں کو آسانی سے ڈاج دینے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

یہی وجہ تھی کہ اس نے اپنے چہرے پر معصومیت طاری کر لی تھی اور وہ اس انداز میں عمران اور اس کے ساتھیوں سے باتیں کر رہی تھی کہ عمران جیسا انسان بھی دھوکہ کھا گیا اور اسے بھی یہ پتہ نہ چل سکا تھا کہ مادام شیتل کے دل و دماغ میں کیا ہے۔ مادام شیتل نے سوچ لیا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر نیچے لے جاتے ہی اس میں سے

اچانک باہر کود پڑے گی اور ساتھ ہی وہ ہیلی کاپٹر کا لیور اٹھا دے گی تاکہ اس کے باہر کودتے ہی ہیلی کاپٹر اوپر اٹھے اور تیزی سے سامنے موجود کسی پہاڑی سے ٹکرا جائے۔ اس طرح ہیلی کاپٹر بھی تباہ ہو جاتا اور ہیلی کاپٹر میں موجود وہ تینوں بھی مارے جاتے۔ اس نے اپنے پروگرام پر عمل کیا اور ایک جگہ ریت دیکھ کر وہ فوراً باہر کود گئی۔ ریت پر گرتے ہی اس نے خود کو سنبھالا اور سر اٹھا کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھنے لگی۔ باہر کودتے ہوئے اس نے لیور پوری قوت سے اوپر اٹھا دیا تھا۔ ہیلی کاپٹر اوپر اٹھتا ہوا تیزی سے ایک پہاڑی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ مادام شیتل کو یقین تھا کہ ہیلی کاپٹر پہاڑی سے ٹکرا جائے گا لیکن وہ وہاں رکنا نہیں چاہتی تھی۔ ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھتے اور پہاڑی کی طرف جاتے دیکھ کر وہ مڑی اور تیزی سے پہاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے راستوں کی طرف دوڑتی چلی گئی۔ ایک پہاڑی کے پاس رک کر اس نے ایک چٹان پر ٹھوکر ماری تو اچانک پہاڑی میں ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ چٹان فوراً گھومتی ہوئی سائیڈ پر ہٹتی چلی گئی جس پر اس نے ٹھوکر ماری تھی۔

چٹان کے پیچھے ایک بڑا خلا تھا۔ مادام شیتل رکے بغیر اندر داخل ہو گئی۔ سامنے ایک تنگ سرنگ تھی۔ وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی اسی لمحے گڑگڑاہٹ کے ساتھ چٹان گھوم کر دوبارہ دہانے پر آ گئی اور اندر یکلخت گھپ اندھیرا سا چھا گیا۔ مادام شیتل نے فوراً جیکٹ کی

جیب سے ایک چھوٹی ٹارچ نکالی اور اسے روشن کر لیا۔ ٹارچ چھوٹی ضرور تھی لیکن انتہائی پاور فل تھی اس لئے اس کی روشنی خاصی تیز تھی۔ ٹارچ کی روشنی میں تنگ سرنگ دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ مادام شیتل اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھنے لگی۔ آگے جاتے ہی سرنگ گہرائی میں جاتی دکھائی دی۔ وہ اس ڈھلان پر اترتی چلی گئی۔ اس کے کان کسی زور دار دھماکے کے منتظر تھے لیکن باہر ابھی تک کوئی دھماکہ نہیں ہوا تھا۔

''ہونہہ۔ لگتا ہے انہوں نے ہیلی کاپٹر کو کنٹرول کر لیا ہے ورنہ اب تک ہیلی کاپٹر کو پہاڑی سے ٹکرا کر تباہ ہو جانا چاہئے تھا''۔ مادام شیتل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ رکے بغیر آگے بڑھ رہی تھی۔ آگے جا کر ڈھلانی راستہ کئی جگہ مڑ رہا تھا پھر اچانک سامنے ایک دیوار آ گئی۔ سرنگ آگے بند تھی۔ مادام شیتل آگے بڑھی اور اس نے بند چٹان پر ہاتھ پھیرا اور پھر ایک جگہ ابھار محسوس کرتے ہی اس نے اس ابھار کو ہتھیلی سے پریس کیا تو ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ سامنے ایک اور دہانہ کھل گیا۔ دہانہ کھلتے ہی سرنگ میں روشنی کا سیلاب آ گیا۔ سامنے ایک بہت بڑا ہال دکھائی دے رہا تھا جہاں بے شمار انسان دکھائی دے رہے تھے۔ وہ سب کے سب مسلح تھے اور مختلف کاموں میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔ اس دہانے کے قریب بھی تین مسلح افراد مشین گنیں ہاتھوں میں لئے مستعد کھڑے تھے۔ دہانہ کھلتے اور اندر سے مادام

شیتل کو باہر نکلتے دیکھ کر انہوں نے فوراً مشین گنوں کے رخ مادام شیتل کی جانب کر دیئے لیکن پھر مادام شیتل کو پہچان کر ان کی نالیں نیچے کر لیں۔

''میں تمہیں تین افراد کے حلیئے بتاتی ہوں ان کے حلیئے غور سے سنو اور باہر جاؤ اور ان حلیوں والا کوئی بھی شخص دکھائی دے اسے فوراً ختم کر دو''...... مادام شیتل نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور عمران، جولیا اور ریحان کا حلیہ انہیں تفصیل سے بتا دیا۔

''یس مادام۔ آپ کہیں تو ہم اپنے ساتھ اور مسلح آدمی لے جائیں''...... ایک آدمی نے کہا۔

''نہیں۔ زیادہ افراد لے جانے سے نقصان ہو گا۔ تم تینوں ہی جاؤ''...... مادام شیتل نے کہا تو ان تینوں نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر دہانہ کھول کر تیزی سے اندر داخل ہو گئے۔

''ہونہہ۔ چیف نے ان کے سامنے سرخ پہاڑی کا نام لیا تھا۔ وہ یقیناً سرخ پہاڑی کی طرف آئیں گے۔ مجھے دوسرے راستے سے سرخ پہاڑی کے غار میں جانا چاہئے تا کہ وہ اس کھلے راستے سے چیف تک نہ پہنچ جائیں''...... مادام نے کہا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھی اس نے وہاں موجود ایک آدمی سے مشین پسٹل لے کر جیکٹ کی جیب میں ڈالا اور پھر سامنے سے ایک آدمی کو آتے دیکھ کر وہ چونک پڑی۔ یہ بلیک لارک کی ٹاپ فورس کا سیکورٹی چیف منوج تھا۔ وہ انتہائی طاقتور، مضبوط اور کسرتی جسم کا مالک نوجوان

تھا جس کے چہرے پر زخموں کے پرانے نشان تھے۔ جسے دیکھ کر لگتا تھا جیسے اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزری ہو۔

''مادام۔ آپ یہاں''...... سیکورٹی چیف نے اسے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بھاری چہرے کا مالک تھا اور اس کی تھوڑی آگے کی طرف کسی ہتھوڑے کی طرح نکلی ہوئی تھی۔

''ہاں۔ یہ بتاؤ کہ شنکر اور وجے کہاں ہیں''...... اس نے پوچھا۔

''وہ تہہ خانے میں ہیں مادام اور چاروں دشمن ایجنٹ بھی وہیں ان کے ساتھ ہیں۔ انہوں نے شنکر اور وجے کو بے بس کیا ہوا ہے''...... سیکورٹی چیف نے کہا۔

''ان سب کو چھوڑو۔ تم فوری طور پر سرخ پہاڑی راستے کی طرف جاؤ۔ اس طرف چیف نے میرے لئے خصوصی طور پر راستہ کھولا تھا لیکن میں وہاں سے آنے کی بجائے تھرڈوے سے آ گئی ہوں۔ سرخ پہاڑی سے تین افراد داخل ہونے کی کوشش کریں گے۔ باہر جاؤ اور جاتے ہی انہیں ہلاک کر دو۔ انہیں کسی بھی صورت میں چیف تک نہیں پہنچنا چاہئے''...... مادام شیتل نے کہا۔

''اوہ۔ کون ہیں وہ''...... سیکورٹی چیف نے چونک کر کہا۔

''جو بھی ہیں پہلے جو کہہ رہی ہوں وہ کرو اور باہر جا کر ان تینوں کو ہلاک کرو۔ اپنے ساتھ مزید سیکورٹی لے جاؤ''...... مادام شیتل نے کہا۔

''مزید سیکورٹی کی ضرورت نہیں ہے مادام۔ اگر ان کی تعداد

تین ہے تو ان تینوں کے لئے میں اکیلا ہی کافی ہوں''۔ سیکورٹی چیف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ پھر''...... مادام شیتل نے منہ بنا کر کہا۔

''یس مادام۔ آپ مجھے ان کے حلیئے بتا دیں''...... سیکورٹی چیف نے کہا تو مادام شیتل نے اسے عمران، جولیا اور ان کے ساتھی ریحان کے حلیئے بتا دیئے۔

''اوہ۔ تو ان کے ساتھ ایک لڑکی بھی ہے''...... سیکورٹی چیف نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ تم سرخ پہاڑی غار کے راستے باہر جاؤ۔ میں نے سب وے سے تین مسلح افراد بھی باہر بھیجے ہیں۔ ان تین افراد کا ہلاک ہونا بے حد ضروری ہے۔ میں بھی دوسرے راستے سے باہر آتی ہوں''...... مادام شیتل نے کہا اور پھر سیکورٹی چیف کی بات سنے بغیر تیزی سے ایک طرف دوڑتی چلی گئی اور پھر مختلف راستوں سے ہوتی ہوئی ایک اور دہانے میں داخل ہو گئی۔ یہ دہانہ پہلے جیسا تنگ تھا وہ تیزی سے اس راستے پر چلتی ہوئی ایک اور پہاڑی سے نکل کر باہر آ گئی۔ باہر آتے ہی وہ پہاڑیوں سے ہوتی ہوئی چٹانی علاقے کی طرف آئی اور پھر چٹانوں کو پھلانگتی ہوئی تیزی سے آگے بڑھنے لگی لیکن ابھی وہ کچھ ہی دور گئی تھی کہ اسے اپنے عقب سے کسی کی چیخ کی آواز سنائی دی۔ چیخ مردانہ تھی۔ وہ یکلخت ٹھٹھک کر رکی اور پھر بجلی کی سی تیزی سے پلٹ کر واپس اس طرف بڑھنے لگی جدھر سے

وہ آئی تھی۔ اب اس کے کانوں میں ایسی آوازیں پڑیں جیسے کوئی لمبے لمبے سانس لے رہا ہو۔ چند لمحوں بعد وہ ایک جھٹکے سے اونچی چٹان پر چڑھی تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔ سامنے اس کا ایک ساتھی مڑے تڑے انداز میں پڑا ہوا تھا جبکہ دوسرا ساتھی عمران کی ساتھی جولیا کے ہاتھوں میں اٹھا ہوا بری طرح پھڑ پھڑا رہا تھا۔ جبکہ تیسرا غائب تھا۔ یہ اس کے وہی تین ساتھی تھے جنہیں اس نے سرنگ سے باہر بھیجا تھا۔

اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل نکالنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب سے باہر آتا اس کا وہ ساتھی جو اس جولیا نے ہاتھوں میں اٹھا رکھا تھا چیختا ہوا پوری قوت سے آ کر مادام شیتل سے ٹکرایا جیسے توپ سے نکلنے والا گولہ پوری قوت سے آ ٹکراتا ہے اور مادام شیتل اس سے ٹکرا کر چیختی ہوئی نیچے گری۔ وہ چونکہ چٹان کے کنارے پر موجود تھی اس لئے اس کا آدھا جسم تو چٹان سے ٹکرایا اور باقی آدھا جسم فضا میں لہراتا ہوا نیچے جھکتا چلا گیا جبکہ اس سے ٹکرانے والا اس کا ساتھی اس کے نیچے گرتے ہی اس کے عقب میں چٹان سے نیچے نجانے کہاں جا گرا کہ اس کی چیخ کہیں گہرائی میں ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئی۔ مادام شیتل بھی الٹ کر نیچے گرنے سے بال بال بچی تھی۔ اس نے فوراً خود کو سنبھالا اور پھر ایک جھٹکے سے وہ سائیڈ پر ہو گئی تاکہ اٹھتے ہوئے اس کا جسم کنارے سے نیچے نہ جا گرے اور

سائیڈ پر ہوتے ہوئے اس نے جولیا کو تیزی سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا۔ اس کا انداز بے حد جارحانہ تھا۔

”مجھے اب اپنی بقاء کی جنگ لڑنا ہو گی۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی جولیا“...... جولیا کو جارحانہ انداز میں اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر مادام شیتل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ یکلخت اچھل کر نہ صرف کھڑی ہو گئی بلکہ اس نے یکلخت قریب آتی ہوئی جولیا کے سینے پر دونوں پیر جوڑ کر زوردار ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن جولیا اس کی توقع سے کہیں زیادہ پھرتیلی تھی۔

جولیا کا جسم یکلخت بائیں طرف گھوم گیا اور مادام شیتل کا نہ صرف وار خالی گیا بلکہ وہ ایک دھماکے سے پشت کے بل سخت زمین سے ٹکرائی اور اس کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی لیکن ساتھ ہی اس کی لاشعوری تربیت نے کام دکھایا۔ نیچے گرتے ہی اس کے جسم نے تیزی سے کروٹ بدلی اور اس اچانک کروٹ بدل لینے کی وجہ سے وہ جولیا کی لات کی ضرب سے بچ گئی جو اس کے جسم پر پڑ جاتی تو یقیناً اس کی ہڈیاں چورا ہو کر رہ جاتیں لیکن اچانک کروٹ بدل لینے کی وجہ سے نہ صرف مادام شیتل بچ گئی بلکہ جولیا کا جسم بھی بے اختیار پوری طرح گھوم گیا اور اس سے مادام شیتل نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور اس کی لات تیزی سے گھومی اور ایک ٹانگ پر گھومتی ہوئی جولیا کی ٹانگ پر پڑنے والی اچانک ضرب کی وجہ سے جولیا بھی گھومتے ہوئے انداز میں ایک

دھماکے سے نیچے جا گری اور اس کے گرتے ہی مادام شیتل بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور اس نے پاس ہی پڑا ہوا ایک بڑا پتھر دونوں ہاتھوں سے اٹھایا اور بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر اس نے وہ پتھر اٹھتی ہوئی جولیا کے سینے پر پوری قوت سے مار دیا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار اچھل کر پیچھے ہٹی۔ کیونکہ جولیا نے فوراً اپنی جگہ چھوڑ دی اور پتھر ٹھیک اس جگہ گرا جہاں ایک لمحہ قبل جولیا موجود تھی۔ جولیا فوراً اچھل کر کھڑی ہو گئی۔

''تم نے ہمیں دھوکہ دیا ہے شیتل۔ اب تم میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچ سکو گی''...... جولیا نے غرا کر کہا۔

''محبت اور جنگ میں سب جائز ہے اور میرا بھی اب تمہیں زندہ چھوڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے''...... مادام شیتل نے کہا۔ اس نے تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پلک جھپکنے میں مشین پسٹل جیب سے باہر نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پسٹل سیدھا کرتی جولیا ایک قدم آگے بڑھی۔ اس کا ایک بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور مشین پسٹل مادام شیتل کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا۔ مادام شیتل اب واقعی غصے میں آ گئی تھی اور اس غصے میں اس نے کسی لڑاکا شیرنی کی طرح اچھل کر جولیا کی ناک پر ٹکر مارنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے ایک بڑی چٹان پوری قوت سے اس کے چہرے سے ٹکرائی ہو۔ یہ جولیا کے دوسرے ہاتھ کا زور دار تھپڑ تھا جس نے مادام شیتل کو کئی فٹ سائیڈ

پر اچھال دیا تھا اور مادام شیتل زور دار تھپڑ کھا کر چیختی ہوئی اور کسی پتنگ کی طرح اڑتی ہوئی ایک دھماکے سے زمین پر گری۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جبڑا ٹوٹ گیا ہو اور اس کے منہ میں موجود تمام دانت باہر نکل گئے ہوں۔ اس کے منہ سے خون بہنے لگا تھا۔ ایک لمحے کے لئے اس پر یہ کیفیت طاری رہی لیکن دوسرے لمحے اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا اور پھر اس نے یکلخت الٹی قلابازی کھائی اور اس کا جسم جیسے ہی الٹی قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اس نے اپنی طرف تیزی سے بڑھتی ہوئی جولیا کے پیٹ پر پوری قوت سے دونوں پیر جوڑ کر بھرپور ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ اس کے جڑے ہوئے پیر جولیا کے پیٹ پر لگتے جولیا کے بازو کی زور دار ضرب کھا کر مادام شیتل کا جسم تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے اس کی گردن جیسے کسی شکنجے میں پھنس گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم فضا میں اٹھتا چلا گیا۔ اس نے بے اختیار لمبی سانس لینے کی کوشش کی لیکن اس کی گردن کے گرد موجود شکنجہ اور بھی تنگ ہوتا چلا گیا اور پھر جیسے غبارے میں سے اچانک ہوا نکلنے سے مخصوص آواز نکلتی ہے اس طرح مادام شیتل کے منہ سے آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی جیسے اس کا سانس اس کے گلے میں پتھر بن کر اٹک گیا اور اس کا ذہن انتہائی تیزی سے دبیز تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

ریحان، عمران کی ہدایت پر سرخ پہاڑی کے پاس ہی رک گیا تھا اور عمران اور جولیا دہانے سے اندر چلے گئے تھے لیکن تھوڑی دیر بعد جولیا واپس آ گئی تھی اور اس سے کوئی بات کئے بغیر ان پہاڑیوں کی طرف بڑھ گئی تھی جہاں مادام شیتل نے اُڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر سے اچانک باہر چھلانگ لگا دی تھی۔ ریحان کو وہاں رکے ہوئے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک کسی نے عقب سے اس پر چھلانگ لگائی اور ریحان بے ساختہ انداز میں چیختا ہوا اچھل کر اس چٹان سے کافی نیچے موجود ایک دوسری چٹان پر گرا اور پھر قلابازی کھا کر وہ اس چٹان سے بھی نیچے مسطح زمین پر گر گیا۔ اس اچانک افتاد اور پھر بلندی سے ٹھوس چٹان پر گرنے اور پھر نیچے زمین پر گرنے کی وجہ سے اس کے ذہن میں تارے سے ناچنے لگ گئے تھے لیکن وہ چونکہ تربیت یافتہ ایجنٹ تھا اس لئے اس نے فوری طور پر اپنے ذہن کو کنٹرول کرتے ہوئے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی

لیکن اسی لمحے اس کے سر کے قریب ایک زور دار دھماکہ ہوا۔

اسے ایسے لگا جیسے کوئی بڑی چٹان اس کے سر کے قریب پوری قوت سے آ گری ہو اور پھر جب اس چٹان کے گرنے سے اس کے چند ریزوں نے اس کے جسم پر زخم ڈالے تو اسے معلوم ہو گیا کہ واقعی اوپر سے اس پر چٹان پھینکی گئی ہے اور اگر وہ ایک لمحہ پہلے کروٹ نہ بدل لیتا تو اس کے سر کا قیمہ بن چکا ہوتا۔ یہ خیال آتے ہی ریحان کو احساس ہوا کہ اس کا دشمن اسے ہر حالت میں ختم کرنا چاہتا ہے تو زندگی کی بقاء کے لئے اس کے جسم میں جیسے یکلخت طاقتور الیکٹرک کرنٹ سا دوڑ گیا اور وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ یکلخت کوئی بڑا سا سایہ اس پر آ گرا۔ یہ دھکا اس قدر اچانک اور زور دار تھا کہ ریحان کے پیر اکھڑ گئے اور وہ ایک دھماکے سے زمین پر جا گرا۔ اسی لمحے کسی نے یکلخت اس کی ناک پر زور دار ٹکر ماری اور ریحان کو ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں محسوس ہوا کہ اس کا ذہن خوفناک دھماکوں کی زد میں آ گیا ہے لیکن جیسے ہی اس پر چھا جانے والا سایہ اس کی ناک پر ٹکر مار کر اچھل کر سائیڈ پر ہوا ریحان کا جسم یکلخت الٹی قلابازی کھا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک انسانی چیخ سنائی دی۔ ریحان الٹی قلابازی کھا کر سیدھا ہوا تو اس نے ایک ہتھوڑے جیسی تھوڑی والے نوجوان کو دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھے زمین پر لوٹن کبوتر کی طرح پھڑپھڑاتے ہوئے دیکھا اور ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ صورتحال کو سمجھ

جانے میں کامیاب ہوگیا۔ ریحان کا جسم لاشعوری طور پر صرف اپنی تربیت کی بنیاد پر یکلخت الٹی قلابازی کھا گیا تھا جبکہ اس کے مخالف نے اچھل کر دونوں گھٹنے اس کے سینے پر پوری قوت سے مارے تھے لیکن ریحان کے وہاں موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں گھٹنے پوری قوت سے چٹانی زمین سے ٹکرائے جس کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو رہی تھی۔

ریحان لاشعوری طور پر الٹی قلابازی کھا کر لڑکھڑاتا ہوا کھڑا ہو گیا تھا لیکن پے در پے اور مسلسل خوفناک حملوں کی زد میں رہنے کی وجہ سے اس کا توازن پوری طرح قائم نہ ہو رہا تھا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے۔

اسے محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی ناک سے خون نکل کر اس کی گردن تک پھیل چکا ہے اور ابھی ریحان سنبھل ہی رہا تھا کہ زمین پر گھٹنے پکڑے جھومتا ہوا ہتھوڑے جیسی ٹھوڑی والا اس کا دشمن یکلخت کسی بندر کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح سیدھا ریحان کی طرف آیا گو ریحان پوری طرح نہ سنبھل سکا تھا لیکن بہرحال وہ کسی حد تک تو سنبھل چکا تھا اس لئے وہ یکلخت اچھل کر ایک جھٹکے سے نیچے بیٹھ گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس پر چھلانگ لگانے والا اس سے ٹکرانے کی بجائے اس کے سر کے اوپر پہنچ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اس کے عقب میں جا گرتا ریحان ایک جھٹکے سے اٹھا اور دوسرے لمحے وہ آدمی اس کے

دونوں ہاتھوں میں جکڑا ہوا گھوم کر بائیں طرف کچھ فاصلے پر موجود چٹان سے ایک دھماکے سے ٹکرایا اور اس کے ساتھ ہی فضا اس آدمی کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھی۔

چٹان سے ٹکرا کر وہ آدمی نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی ریحان تیزی سے آگے بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ ریحان اس کے قریب پہنچتا وہ آدمی زمین پر گر کر اس طرح تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا جیسے چابی والا کھلونا چابی بھر جانے سے اچانک حرکت میں آ جاتا ہے اور اٹھتے ہی اس نے یکلخت سائیڈ پر چھلانگ لگا کر ریحان کے حملے سے بچنے کی کوشش کی لیکن ریحان اب پوری طرح سنبھل چکا تھا اس لئے اس کا ایک بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور سائیڈ پر چھلانگ لگاتا ہوا وہ آدمی اس کے بازو کی ضرب کھا کر اچھل کر مخالف سمت کی طرف گیا ہی تھا کہ ریحان کا دوسرا بازو پہلے سے بھی زیادہ تیزی سے حرکت میں آیا اور وہ آدمی پسلیوں پر زور دار ضرب کھا کر ایک دھماکے سے نیچے گرا تو اسی لمحے ریحان نے یکلخت اچھل کر دونوں پیر پوری قوت سے اس کے سینے پر مارے اور پھر اچھل کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ اس آدمی کے منہ سے اس بار چیخ کی بجائے خون کسی فوارے کی طرح نکلا۔ اس آدمی نے جھٹکا کھا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن یہ جھٹکا اس کی زندگی کی آخری حرکت ثابت ہوا اور اس کا اٹھنے کے لئے سکڑتا ہوا جسم یکلخت ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں۔

ریحان کی مخصوص انداز کی ضرب کھا کر شاید اس آدمی کا دل پھٹ گیا تھا اور خون اس کے منہ سے فوارے کی طرح نکلنے کی اصل وجہ بھی یہی تھی۔ ریحان نے اس کے ہلاک ہوتے ہی بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑ رہی تھیں۔ ذہن میں دھماکے ہو رہے تھے لیکن اس نے اس آدمی سے یہ لڑائی اپنی بقاء کی خاطر لڑی تھی۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ لڑائی ان دونوں میں سے کسی ایک کی موت ہی پر ختم ہو سکتی ہے اور یہ ریحان کی خوش قسمتی تھی کہ موت اس کے مخالف کو اور زندگی اسے مل گئی تھی ورنہ اس آدمی نے اپنی طرف سے اسے ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی اور ویسے بھی وہ لڑائی کے فن میں خاصا ماہر بھی تھا اور پھر اسے ریحان پر اچانک حملہ کرنے کی مہلت بھی مل گئی تھی لیکن شاید خوش قسمتی اس کے ساتھ نہ تھی جبکہ ریحان سوچ رہا تھا کہ اس آدمی نے تمام لڑائی کسی ہتھیار کے بغیر لڑی ہے جبکہ اسے اس دوران اتنا وقفہ بہرحال مل سکتا تھا کہ وہ جیب سے کوئی ہتھیار نکال کر ریحان پر فائر کھول سکتا تھا۔ اب اسے عمران کی واپسی کا انتظار تھا اس لئے اس کی نظریں اب اس چٹان پر جمی ہوئی تھیں جہاں سرنگ کا دہانہ تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ عمران اس دہانے سے ہی باہر آئے گا لیکن اس کا ذہن مسلسل گھوم رہا تھا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔

سپیشل ایجنسی کا چیف آفس میں بیٹھا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے فوراً ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''چیف بول رہا ہوں''...... چیف نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''روشن بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے آپریشن روم کے انچارج روشن کی آواز سنائی دی۔

''بولو کیوں فون کیا ہے''...... چیف نے کہا۔ اس کے لہجے میں پریشانی اور قدرے خوف کا عنصر تھا۔ تہہ خانے میں موجود سیکرٹ سروس کے افراد سے بات کئے بیس منٹ گزر چکے تھے اور ابھی تک اس نے یہ فیصلہ نہیں کیا تھا کہ وہ کیا کرے اور کیا نہ کرے۔ آیا وہ واقعی سپر لیبارٹری جا کر ڈاکٹر مہندر سے ٹاپ زیرو فارمولا واپس لے آئے یا ان دشمنوں پر اس طرح قابو پانے کی کوشش کرے کہ جس سے سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ لیکن مسلسل اور کافی دیر سوچنے کے باوجود سے کوئی طریقہ سمجھ نہ آ رہا تھا۔

''چیف۔ میں نے ان چاروں پر قابو پا لیا ہے''...... دوسری طرف سے روشن کی پرجوش آواز سنائی دی تو چیف یکلخت اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا کہا تم نے۔تم نے ان چاروں پر قابو پا لیا ہے۔ یہی کہا ہے نا تم نے یا میرے کان بجے ہیں''...... چیف نے حیرت لہجے میں کہا۔

''نو چیف۔ میں نے واقعی ان چاروں کو بے بس کر دیا ہے۔ اب وہ کسی بھی طرح سے کینوں میں موجود بم بلاسٹ نہیں کر سکتے۔شنکر اور وجے نے وہاں سے بم اٹھا لئے ہیں اور وہ ان بموں کو باہر لے گئے ہیں تاکہ انہیں سمندر برد کر سکیں''۔ روشن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو چیف کے چہرے پر موجود حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔

''کیسے۔ کیسے ہو گیا یہ سب۔ یہ ناممکن کام تم نے کیسے سرانجام دیا ہے بولو۔ مجھے ساری تفصیل بتاؤ''...... چیف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کی ہدایات پر میں مسلسل ان پر قابو پانے کا کوئی فول پروف طریقہ سوچتا رہا تھا چیف۔ پھر مجھے اچانک یاد آیا کہ تہہ خانے میں ایک دیوار کے پیچھے ریڈ لائٹ گن موجود ہے۔ میں یہاں سے اس گن کو آپریٹ کر سکتا تھا۔ بس ریڈ گن استعمال کرنے کے لئے مجھے تہہ خانے کی ایک دیوار ہٹانی تھی۔ میں نے یہی کیا۔

میں نے تہہ خانے میں موجود افراد پر نظر رکھتے ہوئے اس دیوار کو ہٹایا۔ دیوار ہٹتے دیکھ کر وہ چاروں افراد چونک پڑے۔ ان میں سے دو وہیں کھڑے رہے اور دو افراد دیوار ہٹتے ہی اس طرف بڑھے۔ دیوار ہٹانے سے پہلے میں نے دوسرے کمرے میں اندھیرا کر دیا تھا اور ریڈ گن کو بھی آن کر لیا تھا۔ جو دو افراد اس کمرے کی طرف آ رہے تھے ان میں ایک آدمی وہ بھی تھا جس کے منہ میں ڈی چارجر موجود ہے۔ میں نے فوری طور پر اس آدمی کا نشانہ لیا اور اس پر ریڈ گن سے ریڈ لائٹ فائر کر دی۔ جیسے ہی اس آدمی پر ریڈ لائٹ فائر ہوئی وہ آدمی وہیں ساکت ہو گیا۔ میں نے تیزی سے کام لیتے ہوئے دوسرے پھر تیسرے اور پھر چوتھے آدمی کو بھی ریڈ لائٹ کا نشانہ بنایا اور انہیں وہیں ساکت کر دیا۔ اس ریڈ لائٹ سے نکلنے والی ریز ایک بار کسی جاندار پر پڑ جائیں تو وہ ایک لمحے میں ساکت ہو جاتا ہے۔ وہ سن سکتا ہے۔ دیکھ سکتا ہے لیکن نہ تو حرکت کر سکتا ہے اور نہ ہی بول سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اس میں منہ ہلانے کی بھی سکت باقی نہیں رہتی۔ جس آدمی کے منہ میں ڈی چارجر موجود ہے وہ بھی اسی حالت میں ساکت ہو گیا ہے۔ اب وہ کچھ بھی کر لے وہ کسی بھی صورت میں اپنا منہ ہلا کر ڈی چارجر کو ایکٹیو نہیں کر سکتا۔ ان کے ساکت ہوتے ہی میں نے وجے اور شنکر کو بتا دیا تو انہوں نے سکون کا سانس لیا اور پھر وہ میرے کہنے پر دس کے دس کین اٹھا کر باہر لے گئے تاکہ وہ انہیں سمندر میں دور

لے جا کر پھینک دیں۔ ریڈ لائٹ کا اثر کئی گھنٹوں تک برقرار رہتا ہے۔ جب تک وہ اپنی اصل حالت میں واپس آئیں گے تب تک شنکر اور وجے بلاسٹر لے جا کر دور سمندر میں پھینک چکے ہوں گے پھر ڈی چارجر آن ہو بھی گیا تو دس کے دس کین سمندر میں ہی بلاسٹ ہوں گے جس سے جزیرے کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکے گا''...... روشن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو چیف کے منہ سے ایسا اطمینان بھرا طویل سانس نکلا جیسے اس نے نجانے کب سے سانس روک رکھا ہو۔ اس کے چہرے پر اطمینان کی لہریں دوڑتی چلی گئیں۔

''اوہ اوہ۔ تھینک گاڈ۔ ریئلی تھینک گاڈ۔ تم نے مجھے اور اس جزیرے کو بہت بڑی تباہی سے بچا لیا ہے روشن۔ تم گریٹ ہو۔ ریئلی گریٹ''...... چیف نے کہا۔

''تھینک یو چیف۔ آپ کی یہ تعریف میرے لئے کسی اعزاز سے کم نہیں ہے''...... روشن نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ تم نے جو کچھ کیا ہے یہ انتہائی قابل ستائش ہے تمہاری وجہ سے نہ صرف یہ جزیرے اور سپیشل ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہونے سے بچ گیا ہے بلکہ تم نے یہاں موجود سینکڑوں زندگیاں بھی بچا لی ہیں جس کے لئے تم بڑے بلکہ بہت بڑے انعام کے حقدار ہو''...... چیف مسرت بھرے انداز میں بولتا چلا گیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد کے قابو آنے کا سن کر وہ اس قدر خوش ہو رہا تھا

کہ اگر روشن اس کے سامنے ہوتا تو وہ اسے گلے لگا کر اس کا منہ ہی چوم لیتا۔

''یہ سب کرنا میرا فرض ہے چیف''...... روشن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بہرحال۔ یہ باتیں بعد میں ہوں گی۔ یہ بتاؤ کہ وہ چاروں کہاں ہیں اب''...... چیف نے پوچھا۔

''شنکر اور وجے تو بم لے کر باہر چلے گئے ہیں اس لئے میں نے سیکنڈ سیکورٹی انچارج راہول سے کہہ کر انہیں بلیک روم میں قید کرا دیا ہے۔ آپ سے اجازت ملتے ہی انہیں بلیک روم میں ہی گولیوں سے بھون دیا جائے گا''...... روشن نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی انہیں ہلاک نہ کراؤ۔ ان سب نے مجھے جو ذہنی اذیت دی ہے اور مجھ سے جس انداز میں بات کی تھی اس سے میرے دل میں ان کے لئے نفرت اور غصہ بڑھ گیا ہے۔ ایک بار شنکر اور وجے بم دور پھینک کر واپس آ جائیں تو پھر میں خود بلیک روم میں جاؤں گا اور انہیں اپنے ہاتھوں سے بھیانک اذیتیں دوں گا۔ ان کی جب تک میں اپنے ہاتھوں سے بوٹیاں نہیں اڑا لیتا مجھے سکون نہیں ملے گا''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ ان کی وجہ سے واقعی یہاں ہر کوئی ذہنی اذیت اور خوف میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اگر بلاسٹر پھٹ جاتے تو شاید اب تک یہ جزیرہ مکمل طور پر ختم ہو کر سمندر برد ہو گیا ہوتا اور یہاں ہونے والی

تباہی سے نجانے ہمارا کیا حشر ہوتا''...... روشن نے جیسے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم سب کی ذہنی اذیت کا بدلہ میں ان سے لوں گا''۔ چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... روشن نے کہا۔

''وجے اور شنکر کس ہیلی کاپٹر میں گئے ہیں''...... چیف نے پوچھا۔

''بلیک برڈ میں گئے ہیں چیف۔ میں نے ہی انہیں کہا تھا کہ بلیک برڈ میں جائیں۔ تیز رفتار ہیلی کاپٹر میں وہ جتنی دور جا کر ان بلاسٹر کو سمندر برد کریں گے اتنا ہی اچھا ہوگا''...... روشن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ وہ واپس آئیں تو مجھے بتا دینا''...... چیف نے کہا۔

''یس چیف''...... روشن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو چیف نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''تھینک یو روشن۔ تم نے واقعی مجھے بہت بڑی ذہنی اذیت سے نجات دلائی ہے۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں۔ ان چاروں ایجنٹوں نے جزیرے اور جزیرے پر موجود تمام سیکورٹی کو جیسے منجمد کر دیا تھا۔ مجھے لگ رہا تھا جیسے اب یہ جزیرے کسی بھی صورت میں سلامت نہیں رہے گا یا پھر مجھے ان چاروں ایجنٹوں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑیں گے اور انہیں ٹاپ سیکرٹ سپر لیبارٹری

سے ٹاپ ... یرو فارمولا واپس لا کر دینا پڑے گا۔ اگر ایسا ہو جاتا تو سپیشل ایجنسی کی پوری دنیا میں ایسی رسوائی اور ایسی ذلت ہوتی جسے نہ میں برداشت کر سکتا تھا اور نہ ٹاپ سیون ایجنٹ۔ ہمیں اس ذلت کی وجہ سے اپنے ہی ہاتھوں خود کو گولیاں مارنی پڑ جاتیں''۔ چیف نے ایک طویل اور سکون بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سائیڈ کی دیوار سرر کی آواز کے ساتھ کھلی۔ چیف نے سر گھما کر دیکھا۔ دوسری طرف ایک خلاء تھا جہاں اندھیرا تھا۔

''آ جاؤ مادام شیتل۔ میں تمہارا ہی منتظر ہوں۔ اندر آ جاؤ''...... چیف نے خلاء کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اندھیرے سے ایک نوجوان نکل کر اندر آیا اور مادام شیتل کی بجائے ایک اجنبی کو اندر آتے دیکھ کر چیف اس بری طرح سے اچھلا جیسے اس کی کرسی میں زبردست برقی رو دوڑ گئی ہو اور اسے زور دار شاک لگا ہو۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو اور وہ مادام شیتل''...... چیف نے کہا ساتھ ہی اس کا ہاتھ میز کی دراز کی طرف بڑھا لیکن اسی لمحے تڑتڑاہٹ ہوئی اور بے شمار گولیاں چیف کے سر کے قریب سے گزرتی چلی گئیں اور چیف کا ہاتھ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

''ہاتھ پاؤں ہلائے تو کھوپڑی کے ٹکڑے اُڑ جائیں گے''۔ نوجوان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا اور وہ بڑے اطمینان بھرے انداز میں آگے آ گیا۔ اس کے

اندر آتے ہی اس کے عقب میں پیدا ہونے والا خلاء برابر ہو گیا۔

''کک کک۔ کون ہو تم''...... چیف نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''خاکسار کو علی عمران، ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کہتے ہیں''...... نوجوان نے کہا اور یہ نام سن کر چیف ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ حیرت سے بگڑ گیا اور اس کی آنکھیں اس حد تک پھیل گئیں جیسے ابھی حلقے توڑ کر باہر آ گریں گی۔

''تت۔ تت۔ تم یہاں''...... چیف نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

''ہاں۔ اب تم میز کے پیچھے سے نکل کر باہر آ جاؤ تاکہ تم سے چند باتیں کی جا سکیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو چیف فوراً میز کے پیچھے سے نکل آیا۔

''یہاں آؤ۔ میرے قریب''...... عمران نے کہا تو چیف آگے بڑھ آیا۔ جیسے ہی وہ آگے آیا عمران یکبارگی کسی لٹو کی طرح گھوما اور اس کا گھومتا ہوا ایک ہاتھ پوری قوت سے چیف کی کنپٹی پر پڑا۔ چیف کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر نیچے گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کی ٹانگ چلی اور چیف اٹھتے اٹھتے دوبارہ گرا اور ساکت ہوتا چلا گیا۔

''خس کم جہاں پاک''...... عمران نے کہا۔ اس نے فوراً مشین

پسٹل جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے جھک کر چیف کو اٹھایا اور اسے لا کر میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک باریک رسی کا گچھا نکالا اور اسے کھول کر وہ چیف کو کرسی پر باندھنا شروع ہو گیا۔ وہ شاید اسی کام کے لئے رسی اپنے ساتھ لایا تھا۔

ابھی وہ اسے باندھ کر فارغ ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران چونک پڑا۔ وہ تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''چیف بول رہا ہوں''...... عمران نے چیف کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''روشن بول رہا ہوں چیف''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیوں فون کیا ہے''...... عمران چونکہ روشن کو نہ جانتا تھا اس لئے اس نے سادہ سے لہجے میں بات کی تھی۔

''چیف۔ میں نے آپ کو ابھی تھوڑی دیر پہلے بتایا تھا کہ چاروں دشمن ایجنٹوں کو میں نے ریڈ لائٹ سے مفلوج کر دیا تھا اور سیکنڈ سیکورٹی آفیسر راہول سے کہہ کر انہیں بلیک روم میں بند کرا دیا تھا''...... روشن نے کہا تو عمران چونک پڑا۔ اسے اس سچوئیشن کا علم نہ تھا۔

''ہاں۔ تو اب کیا ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

”ان میں سے ایک کے جسم میں حیرت انگیز طور پر حرکت کے آثار پیدا ہو گئے ہیں چیف۔ یہ وہ آدمی تو نہیں ہے جس نے منہ میں ڈی چارجر رکھا ہوا ہے لیکن جس طرح اس آدمی کے جسم میں حرکت پیدا ہو رہی ہے مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے وہ جلد ہی ریڈ لائٹ کے اثر سے آزاد ہو جائے گا۔ اگر وہ ریڈ لائٹ کے اثر سے نکل آیا تو اس کے باقی ساتھی اور وہ آدمی بھی ریڈ لائٹ کے اثر سے نکل آئے گا جس کے منہ میں ڈی چارجر ہے۔ ایسی صورت میں اس نے منہ کھول دیا تو ڈی چارجر آن ہو جائے گا اور شنکر اور وجے سے میری ابھی بات ہوئی ہے۔ وہ ابھی جزیرے پر ہی ہیں۔ بلیک برڈ جزیرے کے اردگرد سمندر میں لانگ راؤنڈ لگانے گیا ہوا تھا۔ اسے واپس آنے میں کچھ وقت لگ رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ بلیک برڈ کے آنے سے پہلے اس آدمی کے جسم سے ریڈ لائٹ کا اثر ختم ہو جائے اور کینوں میں موجود بلاسٹر اسی جزیرے پر تباہ ہو جائیں جس کے نتیجے میں جزیرہ مکمل طور پر تباہ ہو جائے گا“...... روشن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”تو تم چاہتے کیا ہو یہ بتاؤ“...... عمران نے کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو ان سب کو اسی حالت میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیا جائے بلکہ جس آدمی نے منہ میں ڈی چارجر رکھا ہوا ہے اس کی تلوار سے گردن اُڑا دی جائے تاکہ اس کا منہ کسی حالت میں کھل ہی نہ سکے“...... روشن نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا کچھ نہ کرو۔ بلکہ تم ایسا کرو کہ راہول سے کہو کہ وہ ان چاروں کو اسی حالت میں میرے آفس میں لے آئے۔ میں خود ان سب کو ہلاک کروں گا“...... عمران نے کہا۔

”آپ کے آفس میں۔ یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں چیف۔ آپ نے تو کہا تھا کہ بلیک روم میں جا کر آپ انہیں اپنے ہاتھوں سے اذیت ناک موت ماریں گے“...... روشن نے کہا۔

”ہاں کہا تھا۔ لیکن مجھے ایک اہم کال کا انتظار ہے اس لئے میں آفس سے نہیں نکل سکتا۔ لیکن ان سب کو میں اپنے ہاتھوں سے ہی ہلاک کروں گا۔ تم وقت ضائع نہ کرو اور انہیں فوراً میرے آفس میں بھجواؤ۔ میں ان کے سروں میں گولیاں ماروں گا تو انہیں تڑپنے کا بھی موقع نہیں ملے گا اور نہ ہی ان میں سے کسی کا منہ کھل سکے گا“...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھ کر عمران تیزی سے چیف کی طرف بڑھا اس نے دونوں ہاتھوں سے چیف کو کرسی سمیت اٹھایا اور اسے سائیڈ میں پڑے ہوئے صوفوں کی طرف لے گیا۔ صوفے دروازے سے ہٹ کر ایک سائیڈ پر دیوار کے ساتھ پڑے ہوئے تھے۔ دروازے سے کوئی داخل ہوتا تو جب تک وہ مڑ کر نہ دیکھتا اسے صوفے دکھائی نہ دے سکتے تھے۔ چیف کو وہاں چھوڑ کر عمران نے ادھر ادھر دیکھا پھر وہ تیزی سے دوسری دیوار کی طرف بڑھا جہاں ایک واش روم کا

دروازہ تھا۔ عمران نے دروازہ تھوڑا سا کھول دیا تا کہ کوئی اندر آئے تو اسے ایسا ہی لگے کہ چیف کرسی پر نہیں ہے تو یقیناً واش روم میں ہو گا اور پھر وہ خود صوفوں کی طرف آیا اور ایک صوفے کے پیچھے چھپ گیا۔ اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ اس کی نظریں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا آدمی اندر آ گیا۔ اندر آ کر اس نے سامنے میز کی طرف دیکھا۔ کرسی خالی دیکھ کر اس کی نظریں بے اختیار واش روم کے دروازے کی طرف اٹھ گئیں۔

''لے آؤ انہیں اندر''...... آنے والے آدمی نے کہا تو دروازے سے آٹھ افراد اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے دو دو افراد نے ساکت صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور ٹائیگر کو ان کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر اٹھایا ہوا تھا۔

''چیف واش روم میں ہیں۔ تم انہیں یہاں فرش پر لٹا دو''۔ پہلے آنے والے شخص نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ آگے بڑھے اور انہوں نے ان چاروں کو فرش پر لٹا دیا۔ ان چاروں کو لٹا کر وہ جیسے ہی سیدھے ہوئے عمران یکلخت اچھل کر صوفے کے پیچھے سے نکل آیا۔

''خبردار''...... عمران نے کڑکدار لہجے میں کہا تو اس کی آواز سن کر وہ اچھل پڑے اور پھر جیسے ہی ان کی نظریں عمران اور اس کے ہاتھوں میں موجود مشین پسٹل پر پڑیں تو وہ حیرت بھرے انداز میں

اسے دیکھنے لگے۔ صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر کو لانے والے افراد نے مشین گنیں اپنے کاندھوں پر لٹکا رکھی تھیں۔ انہوں نے فوراً کاندھوں سے مشین گنیں اتارنی چاہیں تو عمران نے یکلخت مشین پسٹل کا ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز ابھری اور کمرہ آنے والے آٹھ افراد کی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ پہلے آنے والا آدمی فوراً اچھل کر سائیڈ میں ہو گیا تھا۔

عمران نے ایک ہی ہلے میں ان آٹھ افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ پہلے آنے والا آدمی سائیڈ میں کھڑا عمران کی طرف انتہائی خوف بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''دروازہ بند کرو''...... عمران نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے خوف کے باعث اس کا دماغ ماؤف ہو گیا ہو اور اس کی ہلنے جلنے اور سننے بولنے کی طاقت سلب ہو گئی ہو۔

''میں کہہ رہا ہوں دروازہ بند کرو''...... عمران نے چیخ کر کہا تو وہ آدمی بری طرح سے اچھل پڑا۔ پھر وہ مڑا اور تیزی سے دروازے کی طرف گیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔

''لاکڈ کرو اسے''...... عمران نے کہا تو اس آدمی نے دروازہ لاکڈ کر دیا۔ دروازہ لاکڈ کرتے ہی وہ مڑا تو اس کی نظریں صوفوں کے پاس رسی سے بندھے ہوئے چیف پر پڑیں تو وہ یکلخت ٹھٹھک گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ تو چیف ہے۔ کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ چیف کو کیا ہوا ہے اور انہیں کس نے باندھا ہے"...... نوجوان نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرے علاوہ تمہیں یہاں کوئی اور نظر آ رہا ہے نانسنس"۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"نن نن۔ نہیں"...... اس آدمی نے کہا۔

"کیا تمہارا نام راہول ہے اور تم ٹاپ فورس کے سیکنڈ انچارج ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"اب میں جیسا کہتا ہوں ویسا کرو ورنہ تمہارے لاش بھی تمہارے ساتھیوں کے ساتھ پڑی ہو گی"...... عمران نے کہا۔

نن نن۔ نہیں مجھے مت مارنا پلیز۔ میں مرنا نہیں چاہتا ہوں"...... اس نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مرنا نہیں چاہتے تو اپنا منہ دوسری طرف کر لو۔ فوراً"۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا تو راہول فوراً دوسری جانب گھوم گیا۔ اسے گھومتے دیکھ کر عمران دبے قدموں اس کی طرف بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ راہول کچھ سمجھتا عمران نے پوری قوت سے اس کے سر پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا۔ راہول کے منہ سے زوردار چیخ نکلی وہ لہرایا۔ عمران نے ایک بار پھر اس کے سر پر ضرب لگائی تو وہ خالی ہوتے ہوئے ریت کے بورے کی طرح گرتا چلا گیا۔ راہول کے

بے ہوش ہوتے ہی عمران تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھا۔

"یہ تم چاروں نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے"...... عمران نے ان کے قریب جا کر اپنے اصل لہجے میں کہا۔ چاروں کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔ وہ دیکھ سکتے تھے۔ سن سکتے تھے لیکن نہ حرکت کر سکتے تھے اور نہ ہی بول سکتے تھے۔ عمران کو پہچان کر ان کی آنکھوں میں بے پناہ چمک آ گئی۔ عمران چند لمحے غور سے انہیں دیکھتا رہا پھر وہ جھکا اور اس نے کیپٹن شکیل کے منہ پر ہاتھ رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کا ناک پکڑ لیا۔

"تمہیں ٹھیک کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ میں کچھ دیر کے لئے تمہارا سانس روک دوں۔ دم گھٹنے سے تمہارے جسم کو جھٹکے لگیں گے تو تمہارے ساکت جسم خود ہی متحرک ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا۔ کیپٹن شکیل کا کچھ دیر سانس رکا تو واقعی اس کے جسم کو جھٹکے سے لگنا شروع ہو گئے۔ اس کے جسم کو جھٹکے لگتے دیکھ کر عمران نے فوراً اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹا لئے اور صفدر کے پاس آ گیا۔ اس نے صفدر کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کا ناک پکڑ لیا۔ ادھر کیپٹن شکیل چند لمحے تیز تیز سانس لیتا رہا پھر وہ یوں اٹھ کر بیٹھ گیا جیسے گہری نیند سے جاگا ہو۔

"کھڑے ہو کر وارم اپ کر لو۔ تمہارے جسم کی قوت بحال ہو جائے گی"...... اسے اٹھ کر بیٹھتے دیکھ کر عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر اس نے خود کو وارم اپ کرنا

شروع کر دیا۔ اسی لمحے صفدر کے جسم کو بھی دم گھٹنے کی وجہ سے جھٹکے لگے تو عمران نے اس کے ناک اور منہ سے بھی ہاتھ ہٹا لئے اور اٹھ کر تنویر کی طرف بڑھ گیا۔ تنویر کے بعد اس نے ٹائیگر کا بھی سانس روکا اور پھر جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو عمران اسے چھوڑ کر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے عمران صاحب کہ آپ یہاں پہنچ گئے ورنہ اس بار تو انہوں نے ہمیں واقعی بے بس کر کے رکھ دیا تھا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔ اب وہ مکمل طور پر نارمل دکھائی دے رہا تھا۔ صفدر، تنویر اور ٹائیگر بھی اٹھ کر وارم اپ کرنے لگے۔

”تمہیں کس پاگل حکیم نے مشورہ دیا تھا کہ ریڈ لائٹ دیکھ کر بھی تم آنکھیں کھلی رکھتے۔ جب انہوں نے تم پر ریڈ لائٹ فائر کی تھی تو تم اسی وقت آنکھیں بند کر لیتے۔ ریڈ لائٹ کا تم پر اثر ہی نہ ہوتا۔ ریڈ لائٹ صرف اور صرف آنکھوں کے راستے جسم میں سرایت کر کے جسم کو مفلوج کرتی ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہمیں اس ریڈ لائٹ کی نوعیت کا پتہ نہ تھا۔ اچانک ہی ہمارے سامنے ایک دیوار کھلی تھی اور ہم جیسے ہی اس طرف بڑھے اسی لمحے وہاں سے ہم پر ریڈ لائٹ فائر کر دی گئی اور اس ریڈ لائٹ نے ایک لمحے میں، ہماری آنکھیں چکا چوند کر دی تھیں“...... صفدر نے کہا۔

”اللہ کا شکر ادا کرو کہ میں بروقت یہاں پہنچ گیا ہوں ورنہ ان

لوگوں نے تمہاری گردنیں اُڑانے کا پروگرام بنا لیا تھا اور یہ کینوں میں کون سے بم موجود ہیں جن کا ریموٹ تم میں سے کسی نے اپنے دانتوں میں چھپایا ہوا ہے“...... عمران نے کہا تو صفدر نے ہنستے منہ سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اپنی ہتھیلی پر رکھ کر عمران کے سامنے کر دیا۔

”کیا ہے یہ“...... عمران نے کہا۔

”یہ سارا چکر آپ کے شاگرد ٹائیگر کا چلایا ہوا ہے۔ سامان کے ساتھ یہ چند کولڈ ڈرنکس کے کین بھی لایا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ اس نے ان کینوں میں ایسی ڈیوائسز لگا دی ہیں جن کا کنٹرول اس چھوٹے سے آلے میں ہے۔ اس آلے کو اگر دانتوں کے نیچے رکھ کر پریس کیا جائے تو کینوں میں موجود ڈیوائسز آن ہو جاتی ہیں اور اگر کہیں سرچنگ کی جا رہی ہو تو سائنسی آلات کو ان کینوں میں موجود ڈیوائسز سے ایسے کاشن موصول ہوتے ہیں جیسے ان کینوں میں نیوٹران بم ہوں۔ ٹائیگر کا خیال تھا کہ ہم ضرورت پڑنے پر ان کینوں کو اپنے بچاؤ کے لئے استعمال کریں گے اور ہم نے ایسا ہی کیا تھا“...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران ٹائیگر کی طرف دیکھنے لگا۔

”سوری باس۔ جزیرے پر خطرہ زیادہ ہونے کی وجہ سے میں اپنے ساتھ یہ سب کچھ لے آیا تھا تاکہ اگر ہمیں گھیر لیا جائے یا پکڑ لیا جائے اور ہمارے پاس بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو تو میں یہ گیم کھیل

کر ان لوگوں کو الجھا سکوں“...... ٹائیگر نے سر جھکاتے ہوئے کہا تو
عمران بے اختیار ہنس پڑا۔
”تمہاری اس گیم نے یہاں کا پانسہ ہی پلٹ دیا تھا۔ سپیشل
ایجنسی کا چیف یہی سمجھ رہا تھا کہ ان کینوں میں واقعی نیوٹران بم ہیں
جو اگر بلاسٹ ہو گئے تو ان سے پورا جزیرہ تباہ ہو جائے گا اس لئے
انہوں نے ابھی تک تمہیں ہلاک نہیں کیا تھا۔ تم نے انہیں اچھا احمق
بنایا ہے۔ ویل ڈن“...... عمران نے کہا تو اپنی تعریف سن کر ٹائیگر کا
چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔
”تو آپ میری اس حرکت پر ناراض نہیں ہیں“...... ٹائیگر نے
مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
”تم نے اپنے چھوٹے سے کھیل تماشے سے کافرستان کی سب
سے بڑی اور فعال ایجنسی کے چھکے چھڑا دیئے تھے اس پر ناراضگی
کیسی“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر کا رنگ مسرت سے قندھاری انار
کی طرح سرخ ہو گیا۔
”آپ یہاں کیسے پہنچے ہیں اور یہ کون ہے“...... صفدر نے کرسی
پر بندھے چیف کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو عمران نے انہیں
ساری تفصیل بتا دی۔
”یہ اچھا ہوا ہے کہ آپ نے چیف کو قابو کر لیا ورنہ اتنا بڑا
ڈرامہ کرنے کے باوجود ہم ٹاپ زیرو فارمولے سے دور تھے۔
یہاں دو ٹاپ ایجنٹ موجود تھے۔ ان کے کہنے کے مطابق سپیشل

ایجنسی کے چیف نے ٹاپ زیرو کا فارمولا کسی سپر لیبارٹری میں
ڈاکٹر مہندر کے پاس بھیج دیا ہے“...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔
”ہاں۔ مجھے بھی یہی علم ہوا ہے۔ خیر یہاں تک پہنچ گئے ہیں تو
فارمولے تک بھی پہنچ جائیں گے۔ تم یہ بتاؤ کہ جن راستوں سے
تمہیں یہاں لایا گیا ہے وہاں مزید کتنے مسلح افراد موجود ہیں“۔
عمران نے کہا۔
”یہ تہہ خانہ ہے اور باہر ایک طویل راہداری ہے جہاں مختلف
کمرے ہیں۔ کمروں کے دروازے بند تھے البتہ باہر راہداری میں
کوئی نہیں تھا“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
”تب ٹھیک ہے ورنہ میں نے جس طرح ان سب کو فائرنگ کر
کے ہلاک کیا تھا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ تہہ خانے میں یہ کمرہ ساؤنڈ
پروف ہے اس لئے امید ہے کہ دوسرے کمرے بھی اسی طرح
ساؤنڈ پروف ہوں گے ورنہ یہاں جتنی فائرنگ ہوئی تھی اب تک
کسی نہ کسی کو یہاں آ جانا چاہئے تھا۔ بہرحال اب تم سب ٹھیک
بلکہ تندرست ہو چکے ہو۔ اس لئے یہ اسلحہ اٹھاؤ اور باہر چلے جاؤ۔
کمروں میں یا یہاں جو بھی دکھائی دے اسے اُڑا دو۔ تب تک میں
چیف کی زبان کھلواتا ہوں اور اس کے ذریعے سپر لیبارٹری سے
فارمولا واپس منگوانے کی کوشش کرتا ہوں۔ جب سب کچھ ختم ہو
جائے تو یہیں آ جانا۔ یہاں ایک خفیہ راستہ ہے جو سیدھا باہر جاتا
ہے۔ باہر ناٹران کا ایک ساتھی ریحان اور جولیا موجود ہیں۔ ہم

ایک ساتھ ہی یہاں سے نکلیں گے“...... عمران نے کہا تو ان چاروں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے ہلاک ہونے والے افراد کی مشین گنیں اور ان کے پیٹیوں میں بندھے ہوئے میگزین نکالے اور دروازہ کھول کر باہر خالی راہداری دیکھ کر اطمینان بھرے انداز میں باہر نکلتے چلے گئے۔

ان کے باہر جاتے ہی عمران نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ تیزی سے چیف کی طرف بڑھا۔ ابھی وہ چیف کی طرف آیا ہی تھا کہ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران ٹھٹھک گیا۔ وہ کچھ سوچ کر دوبارہ میز کی طرف بڑھا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... عمران نے چیف کی آواز میں انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”سپر لیبارٹری سے ڈاکٹر مہندر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں جناب“...... دوسری جانب سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”کراؤ بات“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”ڈاکٹر مہندر بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد دوسری جانب سے ایک کھردری اور سخت آواز سنائی دی۔

”چیف آف سپیشل ایجنسی گھنشام بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”تم نے مجھے پاکیشیا سے حاصل کی ہوئی ایک فائل بھیجی تھی۔ ٹاپ زیرو فارمولے کی فائل“...... ڈاکٹر مہندر نے کہا۔

”ہاں۔ فائل آپ کو ڈی کوڈ کے لئے بھیجی گئی تھی اور اعلیٰ حکام کے احکامات کے تحت اس فارمولے پر بھی آپ نے ہی کام کرنا تھا“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن میں نے اعلیٰ حکام کو اس فارمولے پر کام کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اب میں نہ تو اس فارمولے کو ڈی کوڈ کروں گا اور نہ ہی اس فارمولے پر کام“...... ڈاکٹر مہندر نے سنجیدگی سے کہا تو عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں“...... عمران نے چیف کے انداز میں انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں کچھ عرصے کے لئے لیبارٹری سے رخصت پر جا رہا ہوں۔ اس دوران میں کوئی کام نہیں کر سکتا اور چونکہ اعلیٰ حکام نے مجھے فوری طور پر اور تیزی سے فائل ڈی کوڈ کرنے کا کہا تھا اس لئے میرے نزدیک اس فارمولے کی اہمیت زیادہ ہو گئی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری رخصت کا اثر اس فائل پر پڑے اور یہ فائل اسی طرح پڑے پڑے گرد آلود ہوتی رہے۔ اس لئے میں نے اعلیٰ حکام سے اجازت لے لی ہے کہ یہ فائل میں بلیک لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر بھیم کو بھجوا دوں۔ وہ بھی میری طرح کوڈ ایکسپرٹ ہیں اور جہاں تک میں اس فارمولے کو سمجھ پایا ہوں اس پر وہ مجھ سے

زیادہ بہتر طریقے سے کام کر سکتے ہیں۔ میری ڈاکٹر بھیم سے اس سلسلے میں بات بھی ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر بھیم نے فوری طور پر فائل منگوائی ہے۔ اب چونکہ میں خود انہیں فائل نہیں پہنچا سکتا اس لئے فائل آفیشل طریقے سے ہی انہیں بھجوائی جا سکتی ہے۔ اس سلسلے میں میری پرائم منسٹر صاحب سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے مجھے آپ کو کال کرنے کے لئے کہا ہے کہ یہ فائل چونکہ آپ نے مجھے لا کر دی تھی اس لئے یہ فائل میں آپ کو ہی واپس کروں تا کہ آپ فائل بلیک لیبارٹری لے جا کر ڈاکٹر بھیم کو اپنے ہاتھوں سے ہینڈ اوور کر سکیں''...... ڈاکٹر مہندر نے کہا تو عمران اس قدرتی امداد پر واقعی حیران رہ گیا۔ جس فارمولے کے لئے اس نے اور اس کے ساتھیوں نے اتنی بھاگ دوڑ کی تھی وہ اس آسانی سے اس کے ہاتھ آ رہا تھا کہ اس کا انہوں نے تصور بھی نہ کیا تھا۔

''کیا آپ نے فائل کو تھوڑا سا بھی ڈی کوڈ نہیں کیا ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے اسے ہاتھ لگانے کا بھی موقع نہیں ملا ہے۔ بہرحال آپ فکر نہ کریں۔ ڈاکٹر بھیم جلد سے جلد اسے ڈی کوڈ کر لیں گے اور پھر جلد ہی وہ اس فارمولے پر کام بھی شروع کر دیں گے''...... ڈاکٹر مہندر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو کیا آپ سے فائل لینے میں خود آؤں''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ آپ لیبارٹری نہ آئیں۔ میں اپنے اسسٹنٹ ڈاکٹر جسونت سنگھ کو اسی ہوٹل میں بھیج دیتا ہوں۔ جہاں آپ نے اسے فائل دی تھی۔ ہوٹل فلاور تھرڈ فلور، روم نمبر زیرو سکس''...... ڈاکٹر مہندر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں وہاں پہنچ جاؤں گا''...... عمران نے مختصر انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر جسونت سنگھ سے مل کر آپ ٹاپ زیرو کہیں گے تو جواب میں وہ آپ کو ڈبل زیرو کہے گا اس کے بعد وہ فائل آپ کے حوالے کر دے گا''...... ڈاکٹر مہندر نے کہا۔

''اوکے۔ وہ کب تک ہوٹل فلاور پہنچے گا''...... عمران نے پوچھا۔

''دو گھنٹے بعد وہ آپ کو وہیں ملے گا''...... ڈاکٹر مہندر نے کہا اور پھر اس نے مزید کوئی بات کئے بغیر رابطہ ختم کر دیا۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے پلٹ کر چیف گھنشام کی طرف دیکھا جو ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

''تھینک یو گھنشام۔ تمہاری وجہ سے مجھے نہ صرف فارمولے کا پتہ چل گیا ہے بلکہ فائل مجھ تک پہنچ بھی رہی ہے۔ اب مجھے تم سے سوال و جواب کرنے اور تمہاری زبان کھلوانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ضرورت ہے تو بس اس بات کی کہ تمہاری اس حالت کا ابھی کسی کو علم نہ ہو۔ میں تمہارے میک اپ میں ہوٹل فلاور جاؤں اور

وہاں سے ڈاکٹر جسونت سنگھ سے مل کر فائل حاصل کر لوں''۔ عمران نے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے آگے بڑھ کر چیف گھنشام کی گردن پر ہاتھ رکھا اور پھر اس کی انگلیاں تیزی سے اس کی گردن پر حرکت کرنے لگیں۔ ایک مخصوص رگ کو تلاش کرتے ہی اس نے چٹکی سی بھری اور ساتھ ہی انگلیوں کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو چیف کے جسم کو ایک زور دار جھٹکا لگا اور پھر وہ ساکت ہوتا چلا گیا۔ عمران نے اس کی مخصوص رگ دبا کر اسے طویل مدت کے لئے بے ہوش کر دیا تھا۔ اگر اس کی ٹریٹمنٹ بھی کی جاتی تو اسے دو روز تک کسی بھی صورت میں ہوش نہ آ سکتا تھا اور اتنا وقت عمران کے لئے کافی تھا۔

آدھے گھنٹے بعد اس کے ساتھی واپس آ گئے۔ وہاں تقریباً چالیس افراد موجود تھے جنہیں انہوں نے ہلاک کر دیا تھا اور آپریشن روم میں بھی داخل ہو کر انہیں نے روشن اور اس کے کئی ساتھیوں کو ہلاک کر دیا تھا اور وہاں موجود مشینی سسٹم کو بھی گولیوں سے ناکارہ کر دیا تھا۔ عمران نے جب انہیں ڈاکٹر مہندر کی کال کے بارے میں بتایا تو ان کے چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران نے انہیں ساتھ لیا اور اسی خفیہ راستے سے باہر آ گیا جس کے ذریعے وہ چیف کے آفس تک پہنچا تھا۔

عمران سرنگ کے دہانے سے باہر آیا تو دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ کچھ نیچے ریحان کھڑا اس طرح لہرا رہا

تھا جیسے نشے میں ہو اور اس کے ساتھ ہی ایک ہتھوڑے جیسی ٹھوڑی والے لمبے تڑنگے اور مضبوط جسامت والے آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اس صورتحال کو دیکھ کر اسے ایک لمحے میں اندازہ ہو گیا کہ ریحان اور اس آدمی کے درمیان انتہائی خوفناک فائٹ ہوئی ہے۔

''ریحان''...... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باہر چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیر زمین سے لگے تو اس نے دوڑ کر ریحان کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔

''ویل ڈن ریحان۔ ویل ڈن''...... عمران نے اسے جھنجھوڑتے ہوئے کہا تو ریحان کا ڈھیلا پڑتا ہوا جسم یکلخت تن سا گیا۔ اس کی بند ہوتی ہوئی آنکھیں پوری طرح کھل گئیں اور ان میں چھا جانے والی دھند یکلخت چھٹ گئی۔

''عمران صاحب اس نے مجھ پر اچانک حملہ کر دیا تھا اور......'' اس بار ریحان نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا ڈوبتا ہوا ذہن عمران کی طرف سے ادا کئے گئے تعریفی فقرے نے ہوشیار کر دیا تھا۔ عمران نے اسے جس انداز میں ویل ڈن کہا تھا اس نے اس کے جسم میں جیسے سینکڑوں لیٹر تازہ خون بھر دیا تھا۔ اس کے چہرے پر تیز چمک ابھر آئی تھی۔

''ویل ڈن ریحان۔ تم نے واقعی ہمت کی ہے۔ مجھے اس آدمی کی حالت اور تمہاری حالت دیکھ کر اندازہ ہو رہا ہے کہ تم نے کیسی لڑائی لڑی ہو گی۔ ویل ڈن''...... عمران نے ریحان کے کاندھے پر

تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو عمران صاحب''...... ریحان نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس آدمی کے اچانک حملہ کرنے سے لے کر آخر تک ہونے والی تمام کارروائی تفصیل سے بتا دی۔ عمران کے ساتھی بھی اس کی جانب تعریفانہ نظروں سے دیکھ رہے تھے جس نے اپنے سے دوگنے بلکہ چوگنی طاقت کے مالک نوجوان سے فائٹ کی تھی اور اسے مار گرایا تھا۔

''گڈ شو۔ تم نے واقعی ہمت کی ہے۔ آؤ اب جولیا کو تلاش کریں۔ وہ پتہ نہیں کس حال میں ہو۔ میں نے واچ ٹرانسمیٹر پر اس کی چند آوازیں سنی تھیں جیسے وہ ایک ساتھ کئی دشمنوں سے برسر پیکار ہو گئی ہو پھر میرا اس سے رابطہ ختم ہو گیا تھا''...... عمران نے کہا تو ریحان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وہ سب آگے پیچھے چلتے ہوئے پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگے۔

پہاڑی چٹانیں پھلانگتے ہوئے وہ جیسے ہی ایک اونچی چٹان پر چڑھے تو بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ جولیا وہاں موجود تھی لیکن اس حالت میں کہ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر ایک مرد اس طرح تڑے مڑے انداز میں پڑا ہوا تھا جیسے دھوبی کپڑے دھونے کے بعد نچوڑ کر سکھانے کے لئے رکھ دیتے ہیں جبکہ سائیڈ پر مادام شیتل کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ عمران اور اپنے ساتھیوں کو دیکھ کر جولیا نے اس طرح سانس لیا جیسے اب تک وہ صرف اس لئے

سانس روکے کھڑی تھی کہ عمران اور ریحان کے آنے کے بعد ہی سانس لے گی۔

''کیا ہوا جولیا''...... عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''یہاں تین مرد موجود تھے۔ میں نے اچانک ان پر حملہ کیا اور ایک مرد کو اٹھا کر چٹانوں سے نیچے پھینک دیا۔ باقی دو میرے مقابلے پر آ گئے تو ایک کو میں نے اٹھا کر یہیں نیچے چٹان پر پٹخ دیا۔ یہ سامنے پڑا ہوا ہے۔ یہ بھی ہلاک ہو گیا۔ تیسرے کو بھی میں نے دونوں ہاتھوں سے اٹھا لیا تاکہ اسے بھی نیچے پھینک دوں کہ اچانک مادام شیتل چٹان پر چڑھ آئی۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ میں نے اس آدمی کو براہ راست نیچے پھینکنے کی بجائے مادام شیتل پر پھینک دیا تاکہ وہ فوری طور پر مجھ پر گولی نہ چلا سکے۔ وہ آدمی مادام شیتل سے ٹکرا کر نیچے کہیں جا گرا۔ البتہ مادام شیتل خاصی تیز اور لڑاکا ثابت ہوئی۔ مجھے اسے ہلاک کرنے کے لئے واقعی کافی جدوجہد کرنا پڑی ہے۔ بہرحال یہ بھی ہلاک ہو گئی۔ اب میں تمہارا انتظار کر رہی تھی''...... جولیا نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اگر خود مادام شیتل کی تعریف کر رہی ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے واقعی تمہیں ٹف ٹائم دیا ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ یکلخت اس انداز میں اچھلا جیسے

اچانک اس کا پیر کسی کھلتے ہوئے سپرنگ پر پڑ گیا ہو اور اس کے ساتھ ہی فضا فائرنگ اور انسانی چیخ سے گونج اٹھی۔

عمران نے اپنی طرف سے کوشش کی تھی کہ اچھل کر جولیا اور اپنے سارے ساتھیوں کو ایک ساتھ نیچے گرا دے کیونکہ اس نے مڑتے ہوئے ایک مشین پسٹل کی نال کو چٹان کے کنارے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور اس نال کا رخ ان کی طرف ہی تھا لیکن عمران بروقت سب کو گرانے یا فائرنگ کی زد سے ہٹانے میں کامیاب نہ ہو سکا اور فائرنگ ہوتے ہی ریحان ہٹ ہو کر چیختا ہوا نیچے گرا اور پھر اس سے پہلے کہ دوسری بار فائرنگ ہوتی عمران اور اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے نیچے گر گئے۔ ریحان کے سینے میں گولیاں لگی تھیں اس لئے وہ بری طرح پھڑک رہا تھا لیکن کچھ دیر تک جب دوبارہ فائرنگ نہ ہوئی تو جولیا اور وہ چاروں اٹھ کر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے اس طرف گئے جہاں ابھی تک مشین پسٹل کی نال چٹان سے باہر نکلی ہوئی نظر آ رہی تھی جبکہ عمران نے ریحان کو سیدھا کیا۔ ریحان بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کے سینے میں دو گولیاں لگی تھیں اور اس کی حالت واقعی بے حد مخدوش تھی۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے لیکن احتیاط سے اس کی جیکٹ اتاری۔ اس کی شرٹ زخموں سے پھاڑی۔ گولیاں اندر دھنسی ہوئی تھیں جنہیں آپریشن کے بغیر نہیں نکالا جا سکتا تھا۔ ریحان کو طبی امداد کی ضرورت تھی لیکن وہاں اسے کوئی طبی امداد نہیں دی جا سکتی

تھی۔

''عمران۔ وہ مر چکا ہے۔ یہ وہی آدمی تھا جسے میں نے نیچے پھینکا تھا۔ وہ شاید مرا نہیں تھا بلکہ شدید زخمی تھا۔ اس کے باوجود وہ اوپر چڑھتا ہوا یہاں تک پہنچ گیا لیکن ایک بار ہی فائرنگ کر سکا پھر وہ ہلاک ہو گیا''...... جولیا نے قریب آ کر تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا تا کہ عمران اس طرف سے بے فکر ہو جائے۔ اس کے باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے چلے آ رہے تھے۔

''ہمیں پانی تلاش کرنا ہے ورنہ ہم ریحان کو نہیں بچا سکیں گے''...... عمران نے سیدھا ہوتے ہوئے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''ادھر ایک چھوٹا سا چشمہ ہے۔ اس کے قریب ریحان کو لے چلتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میں اسے اٹھاؤں گا۔ تم اس کی جیکٹ اٹھا لو اور آگے چلو۔ جلدی۔ فوراً''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر ریحان کو دونوں ہاتھوں میں اٹھا کر اس نے اسے اس انداز میں ایڈجسٹ کیا کہ اسے وہ ہاتھوں میں ہی اٹھائے چشمے تک پہنچنا چاہتا تھا۔ جولیا نے جھک کر ریحان کی جیکٹ اٹھائی اور پھر چشمے تک رہنمائی کرتی ہوئی آگے آگے دوڑنے لگی۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ عمران، ریحان کو دونوں ہاتھوں میں اٹھائے اس انداز میں چٹانیں پھلانگتا جا رہا تھا کہ جیسے اس کے ہاتھوں پر ریحان کی

بجائے پلاسٹک کی بنی ہوئی گڑیا ہو لیکن عمران جانتا تھا کہ ریحان کے زخموں کی نوعیت کیا ہے اور معمولی سی غفلت کی وجہ سے ریحان ہلاک ہو سکتا تھا اس لئے ایک لحاظ سے عمران اس وقت شدید رسک کی حالت میں تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ چشمے تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے ریحان کو چشمے کے قریب لٹایا۔ اس کی نبض چیک کی اور پھر اس نے پانی دونوں ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اس کے زخموں پر ڈالنا شروع کر دیا تاکہ زخموں سے مسلسل بہتا ہوا خون بند ہو سکے کیونکہ خون کا مسلسل اخراج بھی ریحان کی موت کا باعث بن سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب زخموں سے خون بہنا بند ہو گیا تو عمران نے ٹائیگر سے ریحان کے جبڑے بھینچ کر منہ کھولنے کے لئے کہا اور پھر اس نے دونوں ہاتھوں کے پیالے سے چشمے کا پانی بھر کر ریحان کے حلق میں ڈالنا شروع کر دیا۔ پہلے پہلے تو بہت کم پانی حلق سے نیچے اتر رہا تھا اور اس کے منہ کے سائیڈوں سے باہر بہہ جاتا تھا لیکن آہستہ آہستہ پانی کی خاصی مقدار ریحان کے حلق سے نیچے اترنے لگی اور اس کے ساتھ ہی ریحان کے جسم میں بہتری کے آثار تیزی سے پیدا ہوتے چلے گئے اور تھوڑی دیر بعد ریحان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

''اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے یہ چشمہ یہاں بنایا اور تو ہی اپنے بندوں پر کرم کرنے والا ہے''...... عمران نے انتہائی خلوص

بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے اپنی شرٹ کو کھینچ کر باہر نکالا اور اس کی ایک سائیڈ جھٹکے سے پھاڑی اور پھر اس کی پٹیاں بنانا شروع کر دیں۔ ریحان کے دونوں زخموں پر پٹیاں تہہ کر کے رکھیں اور باقی پٹیاں ان پر باندھ کر اس نے زخموں کو بینڈیج کر دی۔ ریحان اب ہوش میں تھا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اسے منع کر دیا۔

''تمہاری حالت اس وقت خاصی نازک ہے اس لئے اٹھو مت۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ گولیاں دل کے قریب پہنچ کر رک گئی تھیں ورنہ تم موقع پر ہی ہلاک ہو سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا تم پر خاص کرم ہوا ہے۔ پھر بھی تمہارا علاج باقی ہے۔ آپریشن کے بغیر تمہاری گولیاں نہیں نکالی جا سکتی ہیں''...... عمران نے اسے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو ریحان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ٹائیگر کی مدد سے اس نے ریحان کو اٹھا کر اس انداز میں کاندھے پر ڈالا کہ اس کے زخموں پر دباؤ نہ آ سکے اور پھر وہ اس طرف بڑھ گیا جہاں مادام شیتل کا ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ ایک تو وہ ہیلی کاپٹر ٹاپ سیکشن کا تھا اور پہاڑیوں میں چھپا ہوا تھا اور دوسرا صفدر اور اس کے ساتھیوں نے آپریشن روم میں سب کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ مشینیں بھی ناکارہ کر دی تھیں اس لئے جزیرے پر موجود فورس اس ہیلی کاپٹر کو نہ روک سکتی تھی اور نہ نشانہ بنا سکتی تھی۔ عمران نے احتیاط سے ریحان کو ہیلی کاپٹر کی ایک سیٹ

پر لیٹا دیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے کا کہا اور خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کے ساتھی ریحان کے پاس پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور جولیا عمران کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ عمران نے ہیلی کاپٹر اسٹارٹ کیا اور پھر کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر اٹھتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کے چہرے پر سنجیدگی اور تشویش کے تاثرات نمایاں تھے جو ظاہر ہے ریحان کے لئے تھے جس کی حالت انتہائی خراب تھی۔

عمران نے شہر پہنچتے ہی سب سے پہلے ریحان کو ناٹران کے سپرد کیا تاکہ وہ اسے جلد سے جلد کسی ہسپتال لے جا سکے۔ اس کے بعد وہ سیدھا فلاور ہوٹل پہنچ تھا۔ یہ شہر کولام تھا جو دارالحکومت سے زیادہ دور نہ تھا۔

فلاور ہوٹل کے تھرڈ فلور پر کمرہ نمبر زیرو سکس میں ڈاکٹر مہندر کے اسسٹنٹ ڈاکٹر جسونت سنگھ سے ملا۔ پاس ورڈ کے تبادلے کے بعد اس نے فائل عمران کو دے دی۔ عمران نے فائل وہیں چیک کی اور ٹاپ زیرو کے اوریجنل فارمولے کو دیکھ کر اس نے سکون کا سانس لیا اور پھر وہ ہوٹل سے نکل آیا۔ عمران کے ساتھی باہر موجود تھے۔ اسے دیکھ کر وہ فوراً اس کے قریب آ گئے۔

"کیا ہوا مل گیا فارمولا"...... جولیا نے بے تابی سے پوچھا۔

"ہاں مل گیا ہے۔ میں اسے محفوظ کر کے آتا ہوں اب تم لوگ آگے بڑھتے جاؤ۔ تم نے ہوٹل رین بو جانا ہے۔ وہاں کمرے لے

لینا میں وہاں پہنچ جاؤں گا“...... عمران نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کیا اصل نام سے کمرے لیں گے“...... صفدر نے پوچھا۔

”ہاں اب چھپنے کی ضرورت نہیں ہے“...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم کہاں جا رہے ہو“...... جولیا نے پوچھا۔

”میں نے ایک انتہائی ضروری کام کرنا ہے“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر ایک شاپنگ سنٹر میں داخل ہوا اور پھر تیزی سے آگے بڑھتا ہوا وہ اس کے عقبی دروازے سے باہر نکل گیا۔ اس شاپنگ سنٹر کا فرنٹ چونکہ مکمل طور پر شیشے کا بنا ہوا تھا اس لئے عمران کو اس کا عقبی دروازہ باہر سے ہی نظر آ گیا تھا۔ دوسری طرف بھی سڑک تھی۔

عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر کافی دور آنے کے بعد اسے جب ایک اور ایسا شاپنگ سنٹر نظر آیا جس کا دروازہ اس سڑک پر ہی تھا جس پر وہ پہلے اپنے ساتھیوں کے ساتھ گزرا تھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ اس شاپنگ سنٹر میں موجود ایک کوریئر سروس کے آفس میں داخل ہو گیا۔

”جی فرمایئے“...... کاؤنٹر پر موجود نوجوان لڑکی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں پاکیشیا میں اپنے پارٹنر کو ایک ضروری فائل بھیجنا چاہتا

ہوں“...... عمران نے کہا۔

”او کے۔ فائل مجھے دے دیں میں پیک کر دیتی ہوں“۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ پیکنگ میٹریل یہاں لے آئیں اور میرے سامنے اسے پیک کریں“...... عمران نے کہا تو لڑکی سر ہلاتی ہوئی واپس مڑ گئی اور چند لمحوں بعد وہ پیکنگ میٹریل لے کر آ گئی تو عمران اس دوران کوٹ کی اندرونی جیب سے وہ فائل نکال چکا تھا جس پر واٹر پروف غلاف موجود تھا۔

”کوئی خاص فائل ہے جناب“...... لڑکی نے پوچھا۔

”ہاں۔ کچھ بینکنگ سٹیٹ منٹس ہیں جو مجھے فوری بھجوانی ہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا“...... لڑکی نے کہا اور پھر اس نے فائل کو عمران کی مرضی کے مطابق پیک کر دیا۔ عمران دیکھتا رہا۔ لڑکی واقعی پیکنگ میں ماہر تھی۔

”پاکیشیا بھجوانا ہے اسے“...... لڑکی نے پوچھا۔

”ہاں لیکن یہ پیکٹ کب وہاں پہنچے گا“...... عمران نے پوچھا تو لڑکی نے سامنے دیوار پر لگے ہوئے وال کلاک کو دیکھا۔

”اوہ۔ آپ جلدی سے اس پر پتہ لکھ دیں جناب۔ ہماری ڈیلیوری جانے والی ہے اس طرح آدھ گھنٹے بعد یہ فلائٹ پر شوگران چلا جائے گا اور وہاں سے پاکیشیا ورنہ پھر یہ کل یہاں سے

جائے گا''......لڑکی نے کہا تو عمران نے لڑکی سے مارکر لے کر اس پر جوزف کا نام اور رانا ہاؤس کا پتہ لکھا اور پیکٹ لڑکی کو دے دیا۔ لڑکی نے پتہ پڑھا اور پھر کاؤنٹر کے نیچے سے اس نے رسید بک نکالی اور جلدی سے اس پر رسید بنانے لگی۔

عمران نے اسی جیب میں سے جس میں اس نے فائل محفوظ کی ہوئی تھی، کرنسی بھی رکھی ہوئی تھی اس لئے اس نے ایک بڑا نوٹ نکال کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔ لڑکی نے رسید بک، پیکٹ اور نوٹ اٹھایا اور ایک کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں بقایا رقم اور رسید موجود تھی۔

''جناب اب یہ چار گھنٹے بعد پاکیشیا پہنچ جائے گا''......لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر رسید اور بقایا رقم لے کر وہ اس آفس سے باہر آ گیا۔ باہر آتے ہی وہ فٹ پاتھ کے ایک خالی حصے کی طرف آیا۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور پھر رانا ہاؤس کے نمبر تیزی سے پریس کرنے لگا۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں جوزف کافرستان سے۔ میں نے یہاں سے ایک پیکٹ ایک انٹرنیشنل کوریئر سروس کے ذریعے تمہارے پتے پر بھجوایا ہے۔ چار گھنٹوں کے بعد تمہیں مل جائے گا جیسے ہی یہ پیکٹ ملے تم نے اسے فوری طور پر سر سلطان کو پہنچا دینا ہے''......

عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا۔ تو عمران نے گڈ بائی کہہ کر رابطہ ختم کیا اور پھر اس نے سر سلطان کے آفس کے نمبر پریس کرنا شروع کر دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس وقت سر سلطان آفس میں موجود ہوں گے۔

''جی صاحب''...... رابطہ ملتے ہی سر سلطان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''میں علی عمران بول رہا ہوں سر سلطان سے بات کراؤ''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ ایک منٹ میں بات کراتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاۃ۔ بڑے عرصے بعد آپ کی آواز دلکشا سن کر دل داغ داغ اوہ سوری۔ میرا مطلب ہے کہ دل باغ باغ ہو گیا ہے۔ امید ہے آپ بمعہ سٹاف بخیریت ہوں گے''۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''وعلیکم السلام۔ کہاں سے بول رہے ہو بیٹے''......سر سلطان کی آواز سنائی دی لیکن لہجے سے ہی لگتا تھا کہ وہ مسکرا رہے ہیں۔

''دیار غیر سے۔ یا یہ سمجھ لیں کہ حسینوں کے دیس سے اور آپ

یقین کریں یہاں اس قدر حسن بکھرا پڑا ہے۔ حسن فطری بھی اور غیر فطری بھی جسے دیکھ کر مجھ جیسا بوڑھا کھوسٹ بھی آپ کی طرح جوان بن جاتا ہے''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے سر سلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

''اچھا بتاؤ کس لئے فون کیا ہے''...... سر سلطان نے کہا۔

''میں نے جوزف کو کافرستان سے ایک پارسل بھجوا دیا ہے۔ وہ آپ کو پہنچا دے گا۔ بس یہی بتانا تھا باقی سب باتیں کل آپ کی رہائش گاہ میں ناشتے کی ٹیبل پر ہوں گی۔ امید ہے آپ میرے لئے اچھا خاصا اور صحت افزا بلکہ تگڑے ناشتے کا بندوبست کر کے رکھیں گے۔ خدا حافظ''...... عمران نے کہا اور سیل فون کان سے ہٹا کر رابطہ منقطع کر دیا۔

سیل فون جیب میں رکھ کر اس نے ایک خالی ٹیکسی لی اور ہوٹل رین بو روانہ ہو گیا۔ کاؤنٹر پر اسے صفدر اور اس کے ساتھیوں کے کمرے نمبروں کا علم ہو گیا تھا اس لئے وہ سیدھا اس کمرے میں پہنچا جس کے باہر صفدر کا کارڈ لگا ہوا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سب یہیں موجود ہوں گے اور پھر واقعی اس کا اندازہ درست ثابت ہوا کیونکہ سارے ممبرز کمرے میں موجود تھے۔

''واہ۔ اسے کہتے ہیں عقلمندی کہ صفدر نے جیسے ہی خطبہ نکاح یاد کیا ساتھ ہی گواہوں کا بندوبست بھی کر لیا''...... عمران نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تمہاری گواہی تو قبر کے فرشتے ہی دے سکتے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو اس بار عمران سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''میرا خیال ہے تمہاری موجودگی میں قبر کے فرشتوں کی ضرورت ہی نہیں رہے گی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ ان سب نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے پر ایک مقامی نوجوان موجود تھا۔ اس کا ہاتھ گھوما اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے قریب پٹاخہ سا چھوٹا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔

یہ سب کچھ اس قدر اچانک ہوا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی سنبھل ہی نہ سکے تھے لیکن عمران نے لاشعوری طور پر سانس روک لیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کا ذہن یکلخت کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھومنے لگا اور پھر جس طرح کیمرے کا شٹر بند ہوتا ہے اس طرح اس کا ذہن یکلخت تاریک پڑ گیا اور اس کے حواس جیسے کسی تاریک کنویں میں اترتے چلے گئے پھر جس طرح تاریکی میں روشنی کا کوئی نقطہ سا اچانک چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کا نقطہ سا چمکا اور پھر آہستہ آہستہ روشنی اس کے تاریک ذہن پر پھیلتی چلی گئی اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔

اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن جب اس کا جسم

صرف کسمسا کر رہ گیا تو اس کا شعور پوری طرح جاگ اٹھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں وہ منظر گھوم گیا جب وہ ہوٹل کے کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ اچانک ایک دھماکے سے کھلا اور ایک مقامی نوجوان نے کوئی چیز پھینکی اور پھر اس کا ذہن تاریک ہو گیا تھا۔ اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا تو اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔

وہ راڈز والی کرسی میں جکڑا ہوا بیٹھا تھا اور نہ صرف وہ بلکہ اس کے سارے ساتھی بھی اس کی طرح کرسیوں پر راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور ایک مقامی آدمی عمران سے چوتھی کرسی پر جکڑے ہوئے ٹائیگر کو انجکشن لگانے میں مصروف تھا۔ عمران نے دیکھا کہ وہ ایک بڑے سے کمرے میں موجود تھا۔ اس نے راڈز سے آزادی حاصل کرنے کے لئے اپنے پیروں کو حرکت دی لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے ذہن کو جھٹکا لگا کہ کرسی کے پایوں کے ساتھ اس کے پیر بھی جکڑے ہوئے تھے اور اس کے دونوں ہاتھ بھی کرسی کے بازو پر رکھ کر انہیں بھی فولادی کڑوں میں جکڑ دیا تھا۔

''یہ کس کی حرکت ہو سکتی ہے''...... عمران نے سوچا اور پھر جب وہ شخص آخر میں موجود صفدر کو انجکشن لگا کر مڑا تو عمران بے اختیار چونک پڑا کیونکہ وہ آدمی کافرستانی سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کا قریبی ساتھی میجر شیکھر تھا۔

''خود ہی بے ہوش کرتے ہو میجر شیکھر اور پھر خود ہی ہوش میں

بھی لے آتے ہو۔ تم ویسے ہی کہہ دیتے تو ہم تمہارے ساتھ چل کر آ جاتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس آفر کا شکریہ مسٹر علی عمران''...... میجر شیکھر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا یہاں ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم اس وقت شاگل کی حفاظتی تحویل میں ہیں''...... عمران نے کہا تو میجر شیکھر ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑا۔

''حفاظتی تحویل والی بات آپ نے خوب کہی۔ میں نے آپ کے متعلق بہت سنا ہوا ہے۔ کاش آپ سے کسی اچھے ماحول میں ملاقات ہوتی''...... میجر شیکھر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ اچھے ماحول میں بھی ملاقات ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب مجھے افسوس ہے کہ اب آپ سے آئندہ ملاقات کا کوئی سکوپ نہیں رہا کیونکہ آپ سب کو موت کی سزا دی جا چکی ہے۔ صرف اس پر عمل درآمد ہونا ہے اور یہ عمل درآمد کسی بھی وقت ہو سکتا ہے''...... میجر شیکھر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کس عدالت نے سزا دی ہے۔ کم از کم انصاف کے بین الاقوامی اصولوں کے تحت ہم سے صفائی تو مانگ لیتے بھلے آدمی''...... عمران نے کہا۔

''شاگل کی عدالت نے۔ وہ آ رہے ہیں اور آپ سے صفائی بھی لے لی جائے گی لیکن بہرحال یہ سزا برقرار رہے گی''...... میجر شیکھر نے کہا۔

''شاگل یہاں کولام میں موجود ہے۔ کب آیا ہے وہ''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''مجھے تفصیل تو معلوم نہیں ہے لیکن بہرحال وہ یہاں موجود ہیں''...... میجر شیکھر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

''یہ شاگل نے ہمیں کیسے کور کر لیا اور وہ بھی اتنی جلدی۔ کیا وہ پہلے سے یہاں موجود تھا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ تمام ساتھی ہوش میں آ چکے تھے لیکن عمران اور میجر شیکھر کے درمیان ہونے والی بات چیت میں انہوں نے مداخلت نہیں کی تھی۔

''ہاں لگتا تو ایسے ہی ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور شاگل اور اس کے پیچھے چار مسلح افراد اور میجر شیکھر اندر داخل ہوئے۔ چاروں افراد کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ شاگل جس کے چہرے پر مسرت اور کامیابی کی چمک موجود تھی اور وہ فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا جیسے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ کر اس نے دنیا کا سب سے بڑا اور ناممکن کارنامہ سرانجام دیا ہو۔ وہ آگے بڑھا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں عمران کے سامنے پڑی

کرسی پر بیٹھ گیا۔ میجر شیکھر اور اس کے ساتھیوں نے کاندھوں سے مشین گنیں اتار کر ہاتھوں میں لیں اور پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے۔

''تو تم لوگ حفاظتی انتظامات کے باوجود جزیرہ بلیک لارک میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مگر کیسے''...... شاگل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اس سے زیادہ حیرت انگیز بات تو میں تم سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے ہمیں کب اور کیسے چیک کر لیا اور تم دارالحکومت میں ہوتے ہو پھر تم یہاں کیسے پہنچ گئے اور تم نے ہمیں کور کیسے کر لیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو شاگل بے اختیار فاتحانہ انداز میں مسکرا دیا۔

''تم نے سیٹلائٹ سیل فون سے سیکرٹری خارجہ کے آفس اور پاکیشیا میں موجود رانا ہاؤس میں جو کالیں کی تھیں وہ کولام میں کیچ کر لی گئی تھیں لیکن تم نے دونوں جگہوں پر کوڈ میں بات کی تھی جو ہماری سمجھ سے بالاتر تھا البتہ ان کالز میں چونکہ تم نے اپنا نام لیا تھا اس لئے میری ہدایت کے مطابق دونوں کالز کی ٹیپ میرے ڈیپارٹمنٹ کو ٹرانسفر کر دی گئی اور انہیں سن کر میں سمجھ گیا کہ یہ تم ہو چنانچہ تمہیں ٹریس کرنے کا کام شروع کر دیا گیا۔ تم نے وہ سیل فون اپنے پاس ہی رکھا ہوا تھا جس سے تم نے پاکیشیا کالز کی تھیں۔ جدید ٹیکنالوجی سے ہم نے اس سیل فون کے سم کارڈ کو ٹریک کیا اور

یہاں پہنچے تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اصل حلیوں میں موجود ہو۔ تیز رفتار ہیلی کاپٹر میں مجھے یہاں پہنچنے میں بھلا کتنا وقت لگ سکتا تھا اور یہ بھی اتفاق تھا کہ میری سپیشل ایجنسی کے چیف گھنشام سے گہری دوستی ہے۔ اس نے مجھے خود کال کیا تھا اور ساری تفصیل بتائی تھی کہ تم اور تمہارے ساتھی کس طرح سے یہاں پہنچے تھے اور تم نے کس طرح جزیرے میں داخل ہو کر سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر میں کارروائی کی تھی۔ چنانچہ ہم کولام پہنچ گئے۔ ہمارا پلان تھا کہ جب تم پوری طرح مطمئن ہو جاؤ تو تم پر ہاتھ ڈالا جائے گا اور اس کے بعد تمہیں بے ہوش کر کے یہاں لایا جائے گا اور اس بات کا خیال رکھا کہ تمہیں اس طرح بے بس کیا جائے کہ تم کسی صورت بھی اپنے آپ کو چھڑا نہ سکو“...... شاگل نے کہا۔

”تم نے خواہ مخواہ اتنی بھاگ دوڑ کی۔ ہمارا مشن تو ناکام ہو گیا تھا اور ہم تو اب واپس پاکیشیا جا رہے تھے تاکہ اپنی ناکامی کی رپورٹ دے سکیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسی رپورٹ کے باعث تو تم لوگ ابھی تک زندہ ہو ورنہ میں تم لوگوں کو ہوش میں لانے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ تم بہرحال بلیک لارک جزیرے میں داخل ہو گئے تھے لیکن تمہاری تلاشی لینے سے تمہارے پاس سے کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی اور اب تم ہی بتاؤ گے کہ تم اس قدر حفاظتی انتظامات کے باوجود وہاں داخل کیسے ہو گئے تھے“...... شاگل نے کہا۔

”تمہیں یہ یقین کیسے ہے کہ ہم جزیرے میں داخل ہو گئے تھے اگر ایسا ہوتا تو پھر تم جانتے کہ ہم اس طرح خالی ہاتھ تو واپس نہ آ سکتے تھے“...... عمران نے کہا۔

”مجھے گھنشام نے یہ تو بتا دیا ہے کہ تم وہاں گئے تھے اور تم نے وہاں بھرپور کارروائی بھی کی تھی اور گھنشام کو بھی بے بس کر دیا تھا تم نے اسے جس طرح سے بے ہوش کیا تھا اسے شاید جلد ہوش نہ آتا لیکن اس کے ٹاپ ایجنٹ نے اس کی گردن کی دبی ہوئی رگ دیکھ لی جسے تم نے دبا دیا تھا تاکہ وہ طویل مدت تک بے ہوش رہے لیکن اس ایجنٹ نے چیف کو فوراً ہوش دلا دیا اور ہوش میں آتے ہی چیف گھنشام نے مجھے کال کر کے تمہارے بارے میں بتا دیا کہ تم جزیرے سے ٹاپ سیکشن کا ہیلی کاپٹر لے کر نکلے ہو۔ اس ہیلی کاپٹر کا بھی ہمیں پتہ چل گیا تھا کہ تم نے اسے کولام کے نواح میں لینڈ کیا تھا اور پھر وہاں سے تم بسوں اور ٹیکسیوں سے سفر کر کے یہاں آئے تھے“...... شاگل نے کہا۔

”ہم وہاں ضرور گئے تھے۔ چیف گھنشام نے تمہیں یقیناً یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ ہم اس سے پاکیشیا سے حاصل کئے ہوئے ایک فارمولے کی فائل واپس لینے گئے تھے لیکن وہاں جا کر ہمیں پتہ چلا کہ چیف گھنشام نے فائل اعلیٰ حکام کے حوالے کر دی ہے تو پھر ہمارے وہاں رکنے کا کیا مقصد باقی رہ جاتا تھا“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ میں تم سے بخوبی واقف ہوں عمران۔ اگر تمہارا مشن مکمل نہ ہوا ہوتا تو تم یہاں اس طرح اطمینان سے نہ بیٹھے ہوتے''...... شاگل نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ فارمولا واقعی مجھے چیف گھنشام سے نہیں ملا ہے اور نہ ہی اس سے ملنے کی مجھے کوئی توقع تھی۔ میں فارمولا تو واپس نہیں لا سکا ہوں لیکن ہم وہاں ایک ایسا کام کر آئے ہیں کہ کسی بھی وقت اس پورے جزیرے کو ایک لمحے میں تباہ کیا جا سکتا ہے اور یہ بات تم بھی جانتے ہو گے اور میں بھی کہ ہم چند افراد کی موت سے تو پاکیشیا کو کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ افراد کبھی اور کسی ملک کے لئے ناگزیر نہیں ہوتے البتہ اس جزیرے کے تباہ ہونے سے کافرستان کو ایسا نقصان ہو گا جس کی تلافی کبھی نہیں ہو سکتی''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''تم مجھے شاید ایک عام ایجنٹ سمجھ کر اس انداز میں چکر دینے کی کوشش کر رہے ہو جبکہ میں شاگل ہوں۔ گریٹ شاگل۔ میں بھلا تمہاری اس احمقانہ بات پر کیسے یقین کر سکتا ہوں اور یہ بات بھی میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ بات کیوں کی ہے تاکہ میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو فوری طور پر ہلاک نہ کر سکوں''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''چلو تم آزما کر دیکھ لو۔ ہم بے بس بیٹھے ہوئے ہیں اور تمہارے ساتھیوں کے پاس مشین گنیں ہیں''...... عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

''جب تم ہلاک ہو جاؤ گے تو پھر یہ جزیرہ کیسے تباہ ہو گا جبکہ ہم نے تمہاری مکمل تلاشی لی ہے۔ تمہارے پاس کسی قسم کی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی''...... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''ابھی تو تم نے خود کہا ہے کہ ہم نے چیف گھنشام کو قابو کیا تھا اور وہاں خاصی بڑی کارروائی کی تھی اور ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا تھا۔ صرف وہی لوگ زندہ بچے تھے جو ہیڈ کوارٹر سے باہر موجود تھے۔ ہمارے پاس کافی وقت تھا۔ ہم نے سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا مکمل راؤنڈ لگایا تھا۔ وہاں اسلحے کے ڈپو بھی ہیں اور چند ایسی مشینیں بھی جو ایٹمی بیٹریوں سے چلتی ہیں۔ اب تم خود سوچ سکتے ہو کہ ہم ان کے ساتھ کیا کر سکتے ہیں۔ مجھے شک تھا کہ کافرستان سے واپس جانے سے پہلے تم یا سپیشل ایجنسی کے زندہ بچ جانے والے ٹاپ ایجنٹ ہمارے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔ یا پھر شاید میری کال کیچ ہو سکتی ہے اس لئے میں نے احتیاطاً ترپ کا پتہ اپنے پاس ہی رکھا ہوا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر اسے استعمال کر سکوں اور اس کا فائدہ اٹھا سکوں۔ میں نے ایسا کام کیا ہوا ہے کہ میری ہلاکت کے بعد بھی یہ جزیرہ تباہ ہو جائے گا۔ اب یہ تمہاری اپنی مرضی ہے کہ تم ہمارے ساتھ سودا کر کے کافرستان کو ناقابل تلافی نقصان سے بچا لو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے

کہا۔

’’کیسا سودا‘‘...... شاگل نے کہا۔

’’سپر لیبارٹری سے ہمیں ٹاپ زیرو فارمولے کی فائل منگوا دو تو ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں گے اور اس سے تمہیں یا کافرستان کو کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ ہمارے میزائلوں نے بہرحال کافرستان پر تو حملہ نہیں کرنا۔ ہم تو یہ میزائل کافرستان سے تحفظ کے لئے بنا رہے ہیں جبکہ یہ جزیرہ تباہ ہو گیا تو اس میں موجود وہ مشینری بھی تباہ ہو جائے گی جس کے ذریعے کافرستان نے شوگران کو نظروں میں رکھا ہوا ہے اور اس کی وجہ سے شوگرانی حکام پریشان ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ بہرحال تمہیں ہر صورت میں لاشوں مین تبدیل ہونا ہے۔ اگر تم بتا دیتے کہ تم کیسے حفاظتی انتظامات کے باوجود ہیڈ کوارٹر کے اندر داخل ہوئے تو بہتر تھا نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ‘‘...... شاگل نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

’’مشین گن مجھے دو‘‘...... شاگل نے پیچھے کھڑے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نے آگے بڑھ کر مشین گن شاگل کے ہاتھ میں دے دی۔

’’مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ علی عمران‘‘...... شاگل نے مشین گن کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت اور سفاکانہ

لہجے میں کہا۔

’’ٹھیک ہے اگر تم واقعی کافرستان کے ساتھ غداری کرنا چاہتے ہو تو ٹھیک ہے‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’غداری کیسی غداری‘‘...... شاگل نے چونک کر کہا۔

’’تم مجھے ہلاک کر کے دیکھ لو۔ پھر دیکھنا ایک گھنٹے کے اندر اندر جزیرہ بلیک لارک کا کیا حشر ہوتا ہے۔ میرے یا میرے ساتھیوں کی ہلاکت سے پاکیشیا کو اتنا نقصان نہیں پہنچے گا جتنا جزیرہ بلیک لارک کے تباہ ہونے سے کافرستان کو پہنچے گا اور یہ بھی سن لو شاگل تمہاری اس حماقت کا علم بہرحال سپیشل ایجنسی کے چیف گھنشام اور کافرستان کے اعلیٰ حکام کو ہو جائے گا اس کے بعد کیا ہو گا یہ تم بہتر سمجھ سکتے ہو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے تم ٹریگر دباؤ‘‘...... عمران نے مطمئن سے لہجے میں کہا۔

’’تم نے وہاں کیا کیا ہے‘‘...... شاگل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’یہ بات تو تمہیں اس وقت بتائی جا سکتی ہے جب تم ہم سے سودا کر لو گے ورنہ نہیں۔ چیف گھنشام کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ تم گھنشام سے بے شک پوچھ لو کہ ہم وہاں کتنی دیر رکے رہے تھے اور وہ کتنی دیر تک بے ہوش رہا تھا۔ اس سے تمہیں خود ہی میری بات کا یقین آ جائے گا‘‘...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ میرا خیال ہے کہ گھنشام سے بات کر ہی لی جائے''۔ شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''وہ کبھی بھی یہ بات تسلیم نہیں کرے گا''...... میجر شیکھر نے کہا۔

''چلو وہ تسلیم نہ کرے لیکن وہ ان مشینوں کو جو ایٹمی بیٹریوں پر چل رہی ہیں چیک کر کے بتا تو سکتا ہے کہ ان کے تباہ ہونے سے کیا نقصان پہنچے گا۔ ویسے یہ عمران انتہائی شیطانی ذہن کے آدمی ہے اور اب جبکہ یہ بات طے ہوگئی ہے کہ یہ لوگ اس جزیرے پر جا کر واپس آئے ہو تو پھر یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں چیف۔ یہ لازماً وہاں سے خالی واپس نہیں آ سکتا''...... میجر شیکھر نے کہا۔

''اوکے۔ تم ان سب کے ساتھ یہاں رک کر ان پر نظر رکھو۔ میں گھنشام کو کال کر کے ابھی آتا ہوں''...... شاگل نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ مشین گن شاگل نے واپس اسی آدمی کو دے دی تھی۔

''میجر شیکھر تمہارا سیکرٹ سروس میں کیا عہدہ ہے''...... عمران نے میجر شیکھر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میں چیف کے حفاظتی گروپ کا انچارج ہوں اور بس''۔ میجر شیکھر نے کہا۔

''مجھے تمہاری موت پر بہرحال افسوس رہے گا''...... عمران نے کہا تو میجر شیکھر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم کوئی نیا کھیل کھیلنا چاہتے ہو''...... میجر شیکھر نے کہا۔

''کھیل تو ختم ہو چکا ہے میجر شیکھر''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے۔

''کیسا کھیل''...... میجر شیکھر نے چونک کر پوچھا۔

''پہلے یہ بتاؤ کہ شاگل کا نمبر ٹو کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''میجر نثور چیف کا نمبر ٹو ہے''...... میجر شیکھر نے کہا۔

''اگر شاگل کے نمبر ٹو بننا چاہتے ہو تو میرے قریب آؤ اور کان میں میری بات سن لو۔ فکر مت کرو میرے تو ہاتھ اور پیر دونوں راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''میں تم سے کیوں ڈروں گا''...... میجر شیکھر نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ عمران کے بالکل سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

''اور آگے آ جاؤ۔ ڈرو نہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو میجر شیکھر اور آگے ہو گیا اب وہ عمران کے بالکل قریب تھا کہ یکلخت کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی عمران کا جسم حرکت میں آیا اور پلک جھپکنے میں میجر شیکھر ہوا میں بلند ہو کر دیوار کے

ساتھ کھڑے چاروں مسلح آدمیوں کے ساتھ ایک دھماکے سے ٹکرایا اور وہ پانچوں ہی چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر ایک کے ہاتھ سے نکل کر فرش پر گرنے والی مشین گن جھپٹی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کمرہ میجر شیکھر اور اس کے ساتھیوں کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے دروازہ کھولا اور باہر نکل آیا۔

یہ ایک راہداری تھی جس کا آخری سرا آگے جا کر مڑ گیا تھا۔ عمران جیسے ہی اس موڑ پر پہنچا اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں اسے نظر آئیں۔ سیڑھیوں پر ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا۔ عمران سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچا۔ اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو یہ ایک اور راہداری تھی جس کے ایک دروازے سے شاگل کی تیز آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ یہ ایک کمرہ تھا۔ شاگل ٹرانسمیٹر پر کسی سے بات کر رہی تھی۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو گھنشام۔ یہ عمران ہے جو اپنے کسی بھی مشن میں کامیاب ہوئے بغیر نہیں لوٹتا۔ مجھے سچ سچ بتاؤ کیا اس نے واقعی تم سے ٹاپ زیرو فارمولا حاصل کر لیا ہے۔ اوور"...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

"جب میں کہہ رہا ہوں ایسا نہیں ہے تو ایسا نہیں ہے"۔ گھنشام

کی آواز سنائی دی۔

"اب مجھے پرائم منسٹر سے بات کرنی پڑے گی"...... شاگل نے کہا۔ اس کے ساتھ دو مشین گن بردار کھڑے تھے۔

"پرائم منسٹر سے بات کرنے سے پہلے مجھ سے بات کر لو"۔ عمران نے دروازے کے سامنے آتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائر کھول دیا۔ دوسرے لمحے دونوں مشین گن بردار چیختے ہوئے اچھلے اور گولیوں سے چھلنی ہو کر نیچے فرش پر گر کر تڑپنے لگے اور چند لمحوں بعد ہی ساکت ہو گئے۔ شاگل کو جیسے سکتہ سا ہو گیا تھا البتہ اس کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی جا رہی تھیں۔

"تم۔ تم یہ۔ یہ کیسے ممکن ہو گیا۔ یہ۔ یہ"...... شاگل کے منہ سے نکلا وہ تیزی سے آگے بڑھا تو عمران نے ایک زقند سی بھری اور فوراً اس کے اوپر سے ہوتا ہوا اس کے عقب میں آ گیا۔ اس سے پہلے کہ شاگل اس کی طرف مڑتا عمران کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور شاگل کے منہ سے چیخ نکلی۔

عمران نے اس کی کنپٹی پر وار کیا تھا۔ شاگل لہرایا ہی تھا کہ عمران نے اس کے سر پر ایک اور ضرب لگائی اور اس کے ساتھ ہی شاگل لہرا کر دھڑام سے فرش پر جا گرا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس کا بازو پکڑا اور اس کی نبض دیکھ کر اندازہ لگایا کہ اس کی بے ہوشی کا وقفہ کتنا ہو گا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

اس نے پوری عمارت کا چکر لگایا۔ یہ ایک عام سی عمارت تھی جسے عارضی طور پر قابل استعمال بنایا گیا تھا۔ پوری عمارت کو اچھی طرح چیک کر لینے کے بعد جب اسے وہاں اور کوئی نظر نہ آیا تو وہ واپس اس کمرے میں آیا جہاں شاگل ابھی تک بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر میز پر پڑا ہوا ٹرانسمیٹر اس نے دوسرے ہاتھ میں پکڑا اور تیزی سے واپس سیڑھیاں اتر کر اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں میجر شیکھر اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کے ساتھ ہی اس کے سارے ساتھی ابھی تک کرسیوں پر جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔

عمران نے کاندھے پر لدے ہوئے شاگل کو نیچے فرش پر ڈالا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ٹرانسمیٹر اس نے کرسی پر رکھا اور ساتھ ہی کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن بھی اتار کر ایک طرف رکھ دی اور پھر وہ تیزی سے صفدر کی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے صفدر کی کرسی کے دونوں پایوں کے درمیان پیر رکھا تو کٹاک کٹاک کی آوازوں کے ساتھ ہی صفدر کے دونوں بازو اور دونوں پیر آہنی کڑوں سے آزاد ہو گئے۔

''یہ کیسا سسٹم ہے عمران صاحب''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ کرسی کے عقبی پائے میں لگنے والے بٹن سے پہلے کا سسٹم تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے

باقی ساتھیوں کو بھی آزاد کرانا شروع کر دیا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ مل گیا اور چند لمحوں بعد وہ سب کرسیوں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔ عمران نے شاگل کو اٹھا کر اپنے والی کرسی پر بٹھایا اور پھر صفدر کے ساتھ مل کر اس نے اس کے دونوں بازو اور پیر کڑوں میں جکڑ دیئے۔

''عمران صاحب کیا اس میجر شیکھر کو اس سسٹم کا علم نہیں تھا جو اس نے اتنی آسانی سے آپ کے قریب آ کر سسٹم آن کر دیا''...... صفدر نے پوچھا۔

''یہی دیکھنے کے لئے تو میں نے اسے اپنے قریب بلایا تھا اور جب وہ آ گیا تو میں سمجھ گیا کہ اسے واقعی علم نہیں ہے۔ بہرحال اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی تو نہیں تھا''...... عمران نے کہا۔

''یہ سسٹم میں نے تو پہلے کبھی نہیں دیکھا''...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سسٹم سب سے پہلے ایکریمیا میں آزمایا گیا تھا لیکن بعد میں یہ متروک ہو گیا البتہ اب بھی گریٹ لینڈ اور یہاں کے علاقوں میں یہ سسٹم کامیاب ہے کیونکہ اس سسٹم کو کرسی پر بندھا ہوا آدمی کسی بھی صورت آف نہیں کر سکتا۔ وہ واقعی بے بس ہو کر رہ جاتا ہے اور اب بھی کافرستان میں زیادہ تر یہی سسٹم رائج ہے''۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تنویر، شاگل کو ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے کہا تو تنویر

تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے پوری قوت سے شاگل کے منہ پر تھپڑ جڑ دیا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''ارے یہ کیا کر رہے ہو''...... عمران نے حیران ہو کر پوچھا۔

''اس نے ہم پر مشین گن تان لی تھی اور اس کے چہرے پر موجود سرد مہری اور سفاکی دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا تھا کہ یہ ہمیں لازماً گولی مار دے گا یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا کہ اس نے ہمیں بچا لیا ورنہ اس نے ہمیں زندہ نہیں چھوڑنا تھا''...... تنویر نے دوسرا تھپڑ رسید کرتے ہوئے پھنکار کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دو تین تھپڑ مسلسل اور مار دیئے تو شاگل چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ اس کے چہرے پر تنویر کے تھپڑوں کے نشانات ابھر آئے تھے۔

''عمران صاحب تنویر درست کہہ رہا ہے۔ شاگل کے چہرے کے تاثرات یہی بتا رہے تھے کہ یہ ہم پر فائر کھول دے گا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان حالات میں بھی آپ کا اطمینان واقعی قابل رشک تھا''...... صفدر نے کہا۔

''میرا ایمان ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے اس لئے میرے دل سے موت کا خوف حقیقتاً اٹھ چکا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تت۔ تم۔ یہ۔ یہ کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسے آزاد ہو گئے تھے۔ اس سسٹم کے تحت تو تم کسی صورت بھی آزاد نہیں ہو سکتے تھے''۔ شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''میجر شیکھر میری بات سننے کے لئے میرے قریب آ گیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ اس کا پیر دونوں پایوں کے درمیان پڑ گیا اور میں آزاد ہو گیا۔ کیا تم نے اپنے میجر شیکھر کو نہیں بتایا تھا کہ ہمیں کس طرح جکڑا گیا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے سامنے موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''نہیں میجر شیکھر اور اس کے ساتھی میرے ساتھ آئے تھے تمہیں دوسرے آدمیوں نے یہاں جکڑا تھا۔ یہ جگہ مقامی پولیس کی ملکیت تھی جس سے میں نے ہائر کر لی تھی اور اس کی وجہ یہ سسٹم تھا۔ مجھے ذاتی طور پر یہ معلوم تھا۔ کاش مجھے خیال آ جاتا تو میں میجر شیکھر کو اس بارے میں بریف کر دیتا''...... شاگل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میں اب بھی تم سے سودا کرنے پر تیار ہوں۔ بولو کیا کہتے ہو''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیسا سودا''...... شاگل نے چونک کر کہا۔

''یہی کہ اگر تم ٹاپ زیرو فارمولے کی فائل مجھے منگوا دو تو میں جزیرہ بلیک لارک کو تباہ نہیں کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''کیا تم نے واقعی وہاں سے وہ فائل حاصل نہیں کی تھا۔ کیا تم واقعی خالی ہاتھ واپس آ گئے تھی۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اگر میں فائل لے آتا تو لامحالہ وہ مجھ سے تم برآمد کر چکے ہوتے۔ ہم وہاں داخل ہو جانے میں ضرور کامیاب ہو گئے تھے جب فائل وہاں تھی ہی نہیں تو ہم اسے حاصل کیسے کر سکتے تھے۔ جب مجھے وہاں سے کچھ نہ ملا تو میں نے سپیشل ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کو بلیک لارک سمیت تباہ کرنے کا پروگرام بنا لیا اور مشینوں کے ساتھ لگی ایٹمی بیٹریوں کے ساتھ ایسا کام کر آیا ہوں کہ اب ہم جب چاہیں صرف ایک ٹرانسمیٹر کال کر کے اس پورے جزیرے کو صفحہ ہستی سے مٹا سکتے ہیں لیکن ہمیں اس جزیرے کی تباہی سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ہمارا فارمولا مل جائے اور بس''...... عمران نے کہا۔

''گھنشام مجھے یہ بات بتانے کے لئے تیار ہی نہیں ہے کہ فارمولا کہاں ہے تو پھر میں تمہیں وہ فارمولا کہاں سے واپس لا کر دے سکتا ہوں''...... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''پھر اس کی ایک اور صورت بھی ہے کہ ہم واپس چلے جاتے ہیں۔ تم پرائم منسٹر کو رپورٹ دے دو کہ ہم ناکام واپس چلے گئے ہیں اور جزیرے میں داخل ہی نہیں ہو سکے۔ تم نے ہمیں واپسی پر کولام میں گھیرنے کی کوشش کی لیکن ہم تمہارے ساتھیوں کو ہلاک کر کے نکل گئے اور ہم جا کر اپنے چیف کو بھی یہی رپورٹ دیں گے کہ جزیرہ بلیک لارک میں فائل نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کام تو میں کر سکتا ہوں اور اس میں ظاہر ہے میری ساکھ

بنے گی لیکن تم نے اگر وہاں پاکیشیا پہنچ کر جزیرہ تباہ کر دیا تب''۔ شاگل نے کہا۔

''میں نے تمہیں بتایا ہے کہ جزیرے کی تباہی سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہمیں تو صرف اپنے فارمولے سے دلچسپی تھی اور بس۔ ویسے بھی جو کچھ میں نے کیا ہے وہ دس گھنٹے گزرنے کے بعد خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد ہم یہ جزیرہ کسی طرح بھی تباہ نہیں کر سکیں گے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ہم تمہیں استعمال کر کے وہاں سے فائل منگوا لیں گے لیکن میں نے تمہاری ٹرانسمیٹر پر گھنشام سے ہونے والی بات چیت سن لی ہے۔ گھنشام اپنی جان بچانے کے لئے یہ قبول ہی نہیں کرے گا کہ ہم جزیرے پر گئے تھے اور اس کے خلاف کارروائی کی تھی۔ تمہاری باتوں سے بھی لگ رہا ہے کہ تم فائل کسی صورت بھی حاصل کر کے ہمیں نہیں دے سکتے اس لئے مشن تو بہرحال ناکام ہو ہی گیا ہے پھر ہم کیوں مزید کارروائی کریں۔ چلو اس بہانے تم پر بھی احسان ہو جائے گا جو شاید زندگی میں پھر کبھی کام آ جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے تم مجھے رہا کر دو میں تمہاری واپسی میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالوں گا''...... شاگل نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

''تمہارا گروپ یہاں موجود ہے اس لئے تم ہمارے سامنے اپنے گروپ کو ہدایت دو کہ ہماری واپسی میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے کیونکہ ہم مشن میں ناکام ہو گئے ہیں اس لئے اب ہماری ناکام

واپسی پر تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرو میں اپنے نمبر ٹو نٹور سے بات کرتا ہوں''...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فریکوئنسی بتا دی تو عمران نے ساتھ والی کرسی پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر شاگل کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

''تمہارے ساتھ یہاں تمہارے گروپ کے کتنے افراد آئے تھے''...... عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد ٹرانسمیٹر آن کرنے سے پہلے شاگل سے پوچھا۔

''میرے ساتھ تیس آدمی تھے جن میں سے میجر شیکھر سمیت سات ہلاک ہو چکے ہیں۔ اب تیئس موجود ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''تمہارے یہ تیئس آدمی کہاں کہاں موجود ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیوں تم یہ بات کیوں پوچھ رہے ہو''...... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

''میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی سیکورٹی چاہتا ہوں۔ ہمیں بہرحال یہاں سے جانے میں کچھ دن لگ جائیں گے۔ ہم نے کاغذات بھی تیار کرانے ہیں اس لئے تمہیں اور تمہارے گروپ کے سب افراد کو اس وقت تک کسی ایک جگہ اکٹھا رہنا ہوگا جہاں میرے

آدمی نگرانی کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''اس کی ضرورت نہیں ہے۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ تم اس کی فکر مت کرو میں نٹور سے کہہ کر یہاں کے چیف پولیس آفیسر سے تمہیں سپیشل اجازت نامہ منگوا دوں گا اور تم طیارہ چارٹرڈ کرا کر فوری جا سکو گے''...... شاگل نے کہا۔

''ٹھیک ہے تم نٹور کو کہہ دو کہ وہ یہ اجازت نامہ حاصل کر کے تابات کے لئے جیٹ طیارہ چارٹرڈ کرا کر خود یہاں آ جائے اس کے بعد ہم تم دونوں کو ساتھ لے کر ائیرپورٹ جائیں گے اور پھر ہم وہاں سے واپس چلے جائیں گے لیکن بہرحال باقی گروپ کو ہدایات دے کر ہی یہ کام ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے نٹور میرا نمبر ٹو ہے اس پر مجھے مکمل اعتماد ہے۔ تم میری اس سے بات کراؤ''...... شاگل نے کہا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور ساتھ کھڑے ہوئے صفدر کو دے دیا۔ صفدر نے اسے لے جا کر شاگل کے منہ کے قریب کر دیا۔

''ہیلو ہیلو چیف شاگل کالنگ۔ اوور''...... شاگل نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

''لیس نٹور اٹنڈنگ یو چیف۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''نٹور۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں مجھے پوری تسلی ہوگئی ہے کہ وہ اپنے مشن پر ناکام ہو گئے ہیں لیکن انہوں نے

جزیرہ تباہ کرنے کے لئے کوئی پراسرار چکر چلا رکھا ہے اس لئے میرا
عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ معاہدہ ہو گیا ہے اور میں نے
انہیں کولام سے زندہ واپس جانے کی اجازت دے دی ہے اب وہ
بلیک لارک جزیرے کو تباہ نہیں کریں گے اور چونکہ وہ یہ کام کولام
کی حدود کے اندر رہ کر ہی کر سکتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ
وہ فوری طور پر یہاں سے نکل جائیں اس طرح جزیرہ بھی تباہ
ہونے سے بچ جائے گا اور وہ بھی ناکام لوٹ جائیں گے۔
اوور''...... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ نے واقعی انتہائی ذہانت آمیز فیصلہ کیا ہے۔
اوور''...... نٹور نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''میں ہمیشہ ہی ایسے فیصلے کرتا ہوں نانسنس۔ اور سنو تم فوری
طور پر تمام گروپ کو میرا حکم پہنچا دو کہ وہ عمران اور اس کے
ساتھیوں کے خلاف تمام کارروائیاں فوری طور پر بند کر دیں اور تم
نے پولیس چیف سے ایک عورت اور پانچ مردوں کا سپیشل ایگزٹ
پرمٹ حاصل کرنا ہے اور اس کے بعد ایک جیٹ طیارہ تابات کے
لئے چارٹرڈ کراؤ۔ طیارے کو ایئرپورٹ پر تیار رہنا چاہئے۔ اس
کے بعد تم یہ پرمٹ لے کر سپیشل پولیس ہیڈکوارٹر آ جاؤ میں، عمران
اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ وہاں موجود ہوں۔ میں چاہتا ہوں
کہ یہ لوگ اب جلد از جلد کولام سے نکل جائیں تاکہ جزیرہ محفوظ رہ
سکے۔ بولو اس کام میں کتنی دیر لگے گی۔ اوور''...... شاگل نے کہا۔

''چیف صرف ایک گھنٹے کے اندر سب کام ہو جائے گا۔
اوور''...... نٹور نے کہا۔

''اوکے۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے کرو اور یہاں پہنچ جاؤ۔ اوور
اینڈ آل''...... شاگل نے کہا تو صفدر نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''اب تو تم مطمئن ہو گئے ہو یا نہیں''...... شاگل نے عمران
سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے تو یہ سوچ کر ہی پریشانی ہو رہی ہے کہ جب میں پاکیشیا
سیکرٹ سروس کے چیف کو اپنی ناکامی کی رپورٹ دوں گا تو اس کا
کیا ردعمل ہو گا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ تمہیں سزا تو ظاہر ہے نہیں دے سکتا کیونکہ تم جیسا آدمی
اسے نہیں مل سکتا''...... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران
بے اختیار ہنس پڑا۔

''دے تو سکتا ہے لیکن اس سزا سے مجھے میرے ساتھی بچا سکتے
ہیں کیونکہ ان کی گواہی وہ قبول کر لے گا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے یہ تمہارا اپنا مسئلہ ہے۔ اب مجھے تو رہا کر دو۔
میرے تو ہاتھ پیر سن ہو رہے ہیں''...... شاگل نے کہا۔

''ابھی نہیں جب نٹور آئے گا تب''...... عمران نے یکلخت سرد
لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''تنویر۔ شاگل کو واقعی جکڑے جانے سے تکلیف ہو رہی ہو گی
اور نٹور کو ابھی آنے میں دیر لگے گی تب تک اسے آرام کرنے کا

موقع دے دو“...... عمران نے تنویر سے کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔ دوسرے لمحے شاگل کی چیخ کمرے میں سنائی دی لیکن عمران نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور خاموشی سے باہر راہداری میں آ گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی خاموشی سے اس کے پیچھے آ گئے۔

”عمران صاحب آپ نے واقعی بے حد ذہانت سے کام لیا ہے لیکن وہ فائل کہاں ہے“...... اوپر کمرے میں پہنچتے ہی کیپٹن شکیل نے کہا۔

”وہ تو میں نے سپیشل کوریئر سروس کے ذریعے پاکیشیا بھجوا دی ہے۔ میری چھٹی حس نے یہاں پہنچتے ہی خطرے کا الارم بلکہ سائرن بجانا شروع کر دیا تھا کہ خطرہ بہرحال آس پاس کہیں نہ کہیں موجود ہے ورنہ یہ لوگ ہمیں بے ہوشی کے عالم میں گولیوں سے اڑا دیتے۔ یہ مطمئن بھی اسی بات سے ہو گئے تھے کہ ہم سے کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی تھی لیکن یہاں سے فوری نکلنا ہمارے لئے مسئلہ بن گیا تھا اور دوسری بات یہ کہ میں کافرستان کے اعلیٰ حکام تک یہ رپورٹ پہنچانا چاہتا ہوں کہ ہم ناکام واپس گئے ہیں ورنہ کافرستانی ایجنٹ کبھی بھی ہمارے میزائل پروگرام کو تکمیل تک نہ پہنچنے دیتے۔ ڈاکٹر مہندر اور اس کا اسسٹنٹ سپیشل ایجنسی کے چیف گھنشام کو ہی الزام دیتے رہ جائیں گے کہ فائل اسی کو دی گئی ہے۔ چونکہ میں وہاں چیف گھنشام کے میک اپ میں گیا تھا اس لئے الزام اسی پر آئے گا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ اس لئے تم نے شاگل کو زندہ رکھا تھا“...... جولیا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”لیکن عمران صاحب جیٹ طیارہ بہرحال تابات پہنچنے میں کچھ وقت تو لے گا اور یہ اس دوران بھی تو شرارت کر سکتے ہیں“۔ صفدر نے کہا۔

”شرارت تو تب کریں گے جب اس قابل ہوں گے۔ نٹور بھی یہاں شاگل کے ساتھ کرسی پر بیٹھا ہو گا اور ہم تابات پہنچ کر اس فریکوئنسی پر کال کر کے ان کی یہاں موجودگی کی اطلاع دے دیں گے“...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر ایسے ہی ہوا۔ نٹور نے شاگل کے حکم کی تعمیل کر دی اور عمران نے نٹور کو بے ہوش کر کے شاگل کے ساتھ ہی دوسری کرسی پر جکڑا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں سے نکل کر سیدھا ایئر پورٹ پہنچا۔ جیٹ طیارہ وہاں پرواز کے لئے تیار تھا۔

سپیشل ایگزٹ پرمٹ ان کے پاس تھے۔ چنانچہ انہیں کولام سے نکلنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور وہ دو گھنٹوں کی تیز رفتار پرواز کے بعد تابات کے ایئر پورٹ پر اتر گئے۔ ایئر پورٹ سے نکل کر عمران اور اس کے ساتھیوں نے ایک ہوٹل میں کمرے بک کرائے۔ عمران نے راستے میں ایک مارکیٹ سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر خرید لیا تھا۔

”یہ ٹرانسمیٹر تم نے کیوں خریدا ہے“...... جولیا نے حیرت سے

پوچھا۔

''چیف کو ناکامی کی اطلاع دینے کے لئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر وہی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی جس پر شاگل نے نٹور کو کال کی تھی۔

''ہیلو ہیلو۔ علی عمران کالنگ۔ اوور''...... عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس میجر سنگھ رہا ہوں۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کیا تمہارا تعلق شاگل گروپ سے ہے۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں کیوں۔ اوور''...... میجر سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''تو پھر پولیس کے سپیشل ہیڈ کوارٹر جاؤ وہاں تمہارا چیف شاگل اور اس کا نمبر ٹو نٹور کرسیوں پر جکڑے ہوئے بے ہوشی کے عالم میں موجود ہیں اور سنو ان کرسیوں کے سامنے کے دونوں پایوں کے درمیان جب پیر رکھو گے تو وہ کڑے کھل جائیں گے جن میں ان کے ہاتھ اور پیر جکڑے ہوئے ہیں اور دونوں کے منہ میں پانی ڈالو گے اور ان کے منہ پر پانی کے چھینٹے مارو گے تو وہ ہوش میں آ جائیں گے۔ اوور اینڈ آل''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

''تمہارا ذہن واقعی شیطانی ہے۔ ایسے الٹے سیدھے چکر تم ہی چلا سکتے ہو''...... جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے اس ریمارک پر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''چکر چلانے کے لئے یہ عادت سے جو مجبور ہے۔ مگر ہمیشہ الٹا ہی چکر چلاتا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''جس روز میں نے چکر سیدھا چلا دیا تمہارا چکر الٹا چل پڑنا ہے یہ سوچ لو''...... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

''عمران صاحب۔ اب چیف کو کیا رپورٹ دی جائے گی''۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

''ظاہر ہے چیف کو سپیشل ایجنسی کی کامیابی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بری طرح سے ناکامی کی ہی رپورٹ دی جا سکتی ہے''۔ عمران نے کہا تو سب ایک بات پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

''ہاں سرکاری طور پر تو واقعی ناکامی کی رپورٹ ہی ہو گی''۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''تو کیا ابھی ہم پاکیشیا روانہ ہوں گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ ابھی نہیں۔ بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ چند روز رک جاتے ہیں۔ صفدر کو نکاح کا خطبہ اگر یاد ہے تو ہم اس سے نکاح بھی پڑھوا لیتے ہیں اور یہیں ساری رسومات پوری کر لیتے ہیں۔ دو گواہ میرے اور دو تمہارے بھی موجود ہیں۔ کیا کہتی ہو''...... عمران نے مسکرا کر

کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''کہنا کیا ہے۔ سب کی موجودگی میں لحاظ کر رہی ہوں ورنہ جوتیاں مار مار کر تمہارا سر گنجا کر دیتی''...... جولیا نے مسکرا کر کہا۔

''ارے ارے۔ سر پر جوتیاں مارنے کا کام اماں بی پر ہی چھوڑ دو۔ تم اپنی جوتیاں اپنی اولاد کے سر پر مار کر اپنی یہ حسرت پوری کر لینا۔ پھر کوئی تمہیں نہ روکے گا اور نہ کچھ کہے گا''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد